

من مایف رجب و طهر و غیر ریاضیہ و تفسیر و تفسیر و تفسیر

وَلَقَدْ نَسَرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَكُنْ مِنْ مَدَّكِرٍ  
اور ہم نے نصیحت حاصل کر نیکی کے اس قرآن کو ضرور آسان کیا ہے پس کوئی نصیحت حاصل کر تو الایسے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
یا فتاح  
فَاذْكُرْ أَنْفُكَ وَالْجَنَّةَ  
وَالْجَنَّةَ وَالْجَنَّةَ  
وَالْجَنَّةَ وَالْجَنَّةَ

# مفتاح القرآن

المعروف بجا  
۹۶  
ریاضیہ مقبول ترجمہ

بملاحظہ عالیجناب معالی القاب افضل الفقہاء و شریعتدار حضرت مولانا  
و مقتدا مولوی سعید کلب حسین صاحب مجتہد العصر کھٹو مدظلہ العالی

مترجمہ مولانا و مترجمہ  
عالیجناب فضائل آباہ جہت فیوض ربانی و قیقہ شناس رموز قرآنی نکتہ سنج حقائق  
قرآنی متکلم و مناظر لائانی حضرت مولانا مولوی حلیم حاجی سید مقبول احمد

قبلہ (دہلوی) اعلیٰ اقدار مقامہ  
پیشوا اعلیٰ اقدار مقامہ  
پیشوا اعلیٰ اقدار مقامہ

# عرضِ حال

DATA ENTERED

یہ مولانا مقبول احمد صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ کی یادگار ہے اور ان کی وفات کے بعد شائع ہو رہا ہے۔ اسکی اشاعت کے ملتوی رہنے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ مولانا مرحوم دیباچہ میں قرآن مجید کے تمام الفاظ کی ایک فہرست بھی شامل کرنا چاہتے تھے۔ مگر اس کی تکمیل سے پہلے ہی انہیں بارگاہِ ایزدی میں طلب کر لیا گیا۔ اور یہ فہرست جو پندرہ فصلوں میں ترتیب پائی مرحوم کے دماغ ہی میں پوشیدہ رہی۔ بہر حال اس کے علاوہ بھی یہ دیباچہ اپنی جگہ مکمل ہے اور اسی لئے اسے شائع کیا جا رہا ہے۔ قرآن مجید مقبول ترجمہ اور ضمیمہ جاتا اس دیباچہ کے بغیر نامکمل تھے اور اس کی اشاعت کے ساتھ مولانا مرحوم کی آخری یادگار جو میرے پاس اب تک بطور امانت موجود تھی آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ خدائے تعالیٰ آپ کو اس کے مطالعہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

میری طرف اس قدر گزارش ہے کہ آپ جب اس کا مطالعہ ختم کریں۔ تو میرے عم محترم مولانا مولوی مقبول احمد صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ و عمہ محترمہ مرحومہ بیوہ مولانا مرحوم پسران مولانا مرحوم و والد محترم اور والدہ محترمہ مرحومہ کو ایک ایک سورہ فاتحہ کا ثواب بخش دیجئے۔ خدائے تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

احقر الناس  
آغا محمد تقی

PAKISTAN  
UNIVERSITY  
LIBRARY

DATA ENTERED

ارشاد

۲۹۷۱۱  
ک ۵۷ م  
۱۵۲۲۵

سرکارِ اعلم العلماء، صدر الشریعہ، آیتہ اللہ العظمیٰ، آقای المفتی حضرت السید احمد علی دام ظلہ بختہ اعظم اہل بیت جامعہ ناظمیہ لکھنؤ۔  
دیباچہ مقبول ترجمہ نظر سے گذرا، اس کے جسدِ حبتہ مقامات دیکھے۔ اس میں  
تک بالقرآن کی تربیت بہترین اسلوب سے دی گئی ہے۔ کلماتِ ربانی اور آیاتِ قرآنی کی برکتوں  
اور کلام اللہ کی اعجازِ بیانیوں، اہلبیت علیہم السلام کے فضائل، سوروں کے خواص، آیات کے  
اقسام، اصطلاحات و احکام تجوید کو علم الفہرہس کی روشنی اور توضیحی عبارتوں کے ساتھ جمع  
کیا گیا ہے،

خدائے منان، اپنی صد بار رحمتیں، روح مؤلف پر اور ہزار یا نعمتیں ناشر پرنائل  
فرماتا رہے، اور اپنے فضل و کرم سے محروم نہ فرمائے۔ مؤمنین کرام اس خزانہِ علمی سے  
مستفید ہوں اور احکام قرآنی کی پابندی کے لئے موفق۔

۲۹ شوال ۱۳۷۲ھ

۲۱/۵۵

حکمران: سید احمد علی عفی عنہ

## تقریظ

الحمد لله الذی هدانا لهذا الذی كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله  
 وانزل معهم الكتاب المتین والصلوة والسلام علی نبینا الکریم ابی القاسم محمد  
 والد الطاهرین اقا بعد پس مخفی مبارک جناب مرحوم میرور مولوی مقبول احمد صاحب اعلیٰ  
 اللہ مقاماً نے قوم پر صرف اتنا ہی احسان نہ کیا تھا کہ کلام پاک کا ترجمہ اردو میں کر دیا بلکہ ترجمہ کے ساتھ  
 حاشیہ پر معتبر تفسیر اور دامن حواشی تنگ ہونے کی وجہ سے تفسیری ضمیمہ بھی تالیف فرما کے شائع کر دیا۔ جناب  
 مرحوم نے اپنی ذمہ داریوں کا وادی وسیع دیکھ کر صرف تفسیر پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ ایک دیباچہ کا بھی اضافہ فرمایا  
 جس میں چودہ مقدمہ اور چند ضروری فہرستیں شامل ہیں۔ درحقیقت ان مقدمات کا علم حاصل کئے بغیر نہ تو اب  
 تلاوت حاصل ہو سکتا ہے نہ لطف تفسیر و تاویل۔ مقدمات مذکورہ کے ذریعہ ہی سے قرآن کے فضائل  
 اہلیت پر انحصار تفسیر سے غیر کی تفسیر ہل۔ زمانہ نزول قرآن۔ علم تجوید اور اس کی ضرورت۔ قاریان قرآن کے اسماء  
 اور ان کے راوی۔ سوروں کے اشار و خواص۔ الفاظ کی فہرست۔ اس دیباچہ میں ہر وہ چیز موجود ہے  
 جس کا علم حاصل کرنا ہر قرآن پڑھنے والے پر فرض ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ تمام مومنین جس طرح خاص توجہ  
 سے مقبول ترجمہ اور اس کے ضمیمہ کے پیشدہاں اسی طرح اس دیباچہ کو بھی ضرور خریدیں کہ ہر قرآن کے ساتھ  
 اس کا ہونا ضروری ہے۔ البتہ ایک مبحث اس دیباچہ کا خود قابل تاویل ہے یعنی بعض آیات میں کمی یا زیادتی  
 حق یہ ہے کہ موجودہ قرآن ہے مکمل قرآن ہے صرف ترتیب ضرور بدل گئی ہے۔ اور کمی کے روایات  
 کل کے کل یا تو تفسیر نزولی پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اور یا خود تفسیری ہیں۔ اور یا ان احادیث کا مطلب یہ  
 ہے کہ اگر خوف اعداء نہ ہوتا تو یہ آیات ان الفاظ کے ساتھ نازل ہوتے۔ جیسا کہ اللہ نے قرآن میں کسی مقام  
 پر بھی ظالمین یا منافقین کے اسماء کا اظہار نہیں فرمایا۔ واللہ العالم

دستخط۔ سید کلب حسین بقلہ

۴ ماہ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ

PAKISTAN  
UNIVERSITY  
LIBRARY

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# دیباچہ میں کیا کیا ہوگا

مہمید کے بعد اول مقدمے ہوں گے جن کے عنوان ذیل میں دئے جاتے ہیں:-

(۱) قرآن مجید کی فضیلت اور اُس سے متمسک ہونے کا حکم۔

(۲) قرآن مجید کا پورا پورا علم صرف اہلیت ہی کے پاس ہے۔

(۳) قرآن مجید کا بڑا حصہ یا اہل بیت کی شان میں ہے یا ان کے دوستوں کے حق میں یا ان کے دشمنوں

کے بارے میں اور اُس میں رمز کیا ہے۔

(۴) بروئے تفسیر و تاویل آیات کے معانی میں مختلف صورتیں پیدا ہوتی ہیں ان کا ظاہر بھی ہے باطن بھی ہے حد بھی ہے مطلع بھی ہے۔ بعض اُن میں محکم ہیں بعض متشابہ بعض ناسخ ہیں بعض منسوخ وغیرہ اور تاویل کے بارہ میں اور متشابہ کے معانی کی بابت تحقیق۔

(۵) قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے بیان کرنا منع کیا گیا ہے تو اس میں کیا رمز ہے۔

(۶) قرآن مجید کا جمع کرنا اور اس میں معنوی تحریف ہونا اور اس میں زیادتی ہوتی ہے یا کمی وغیرہ۔

(۷) قرآن مجید میں ہر چیز کا گھلا بیان ہے۔ اس کے معنی کی تحقیق۔

(۸) آیات کی قسمیں اور ان کے باطنی معنی کئی کئی ہونا اور تاویلیں مختلف ہونا اور لغات کئی قسم کے

ہونا۔ قراتوں میں اختلاف ہونا پھر ان میں معتبر کون سی ہیں۔

(۹) اُس زمانہ کا بیان جس میں قرآن مجید نازل ہوا اور اُس کے متعلق مکمل تحقیق۔

(۱۰) قرآن مجید اپنے اہل کے لئے قیامت کے دن خاص شکل میں آئے گا۔ ان سب کی شفاعت کریگا۔

نیز قرآن مجید کے حفظ کرنے کا اور اس کی تلاوت کرنے کا ثواب۔

(۱۱) قاری کتنے گزرے ہیں اور ان کے راوی کتنے اور اختلاف قرات کے اسباب کیا کیا ہوئے۔ اور

قرآن مجید کے لئے رسم خط کیوں خاص طور کا اختیار کیا گیا اور اُس کے خلاف کرنے سے کیا خرابیاں پیدا

ہو سکتی ہیں۔ قرآن مجید میں اعراب کب سے لگائے گئے وغیرہ۔

(۱۲) علم تجوید یعنی مخارج حروف کا بیان اور اُس کے یاد کرنے کے فوائد قرآن مجید میں جتنی علامتیں

اور رموز اوقات وغیرہ لکھے جاتے ہیں ان سب کا حل۔

(۱۳) تلاوت کی کیفیت اور اُس کے آداب۔

(۱۴) آیتوں کی تفسیر وغیرہ سمجھنے کے لئے جو اصطلاحیں مقرر کردی گئی ہیں ان کا بیان اور حواشی قرآن مجید

اور ضمیمہ اور جو کچھ لکھا گیا ہے اُس کو کیونکر بلایا جائے تاکہ مطالب کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔  
 دوم ایک فہرست بہ ترتیب حروف تہجی اُن تمام مطالب و مضامین کی ہوگی جو قرآن مجید کے حواشی میں  
 اور ضمیمہ میں لکھے گئے تاکہ آسانی بہ مطالب کا پتہ لگ سکے۔  
 سوم قرآن مجید کی کل سورتوں کے وہ خواص جو جناب رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ کی صحیح حدیثوں سے  
 ثابت ہیں۔

علاوہ ان کے ایک فہرست الفاظ قرآن مجید پندرہ فصلوں میں مرتب کی گئی ہے جس کی پہلی فصل میں  
 ترتیب حروف تہجی کل وہ الفاظ ہیں جو تمام قرآن مجید میں صرف ایک ہی ایک جگہ آئے ہیں۔  
 دوسری فصل میں وہ جو دو جگہ آئے ہیں۔ تیسری فصل میں وہ جو تین جگہ آئے ہیں۔ چوتھی فصل میں  
 وہ جو چار جگہ آئے ہیں۔ پانچویں فصل میں وہ جو پانچ جگہ آئے ہیں و قس علیٰ ہذا۔ چودھویں میں وہ جو چودہ  
 جگہ آئے ہیں۔ پندرہویں میں وہ جو پندرہ جگہ یا اس سے زیادہ آئے ہیں۔

والسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پہلا مقدمہ

قرآن مجید سے متمسک ہونے کے احکام اور قرآن مجید کی فضیلت۔

محمد بن یعقوب کلینی طاب ثراہ نے کافی میں اور محمد بن مسعود عیاشی نے اپنی تفسیر میں اپنی اپنی اسناد سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت کی ہے اور آنحضرت نے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے فرمایا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے لوگو! تم گزر جانے والے مکان میں ہو اور تم حالت سفر میں ہو اور مقام مقصود کی طرف تیز تیز چلے جا رہے ہو۔ تم دیکھتے ہو۔ کہ رات آوردن سورج اور چاند ہرنے کو پورا نا اور ہر بعید کو قریب کئے دیتے ہیں۔ اور جس جس بات کا وعدہ ہو چکے اُسے لئے چلے آتے ہیں۔ (یعنی قیامت و آثار قیامت) لہذا اس طویل سفر کے لئے اپنا سامان درست کر لو۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مقدار ابن اسود کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! یہ گزر جانے والا مکان کیا چیز ہے؟ فرمایا یہی گھر ہے (دنیا) جو مدت ختم کر کے تمہارے ہاتھوں میں نہ رہے گا۔ پس جب تم پہنچتے اس طرح آپٹیں جیسے اندھیری رات کے حصے یکے بالائے دیگر سے آتے ہیں۔ تو تم قرآن مجید سے متمسک ہونا۔ اس لئے کہ وہ ایسا سفارشی ہے کہ جس کی سفارش قبول کی جائے گی اور ایسا مخر ہے کہ جس کی خبر رد نہیں کی جائے گی۔ جو اُس کو اپنے آگے رکھیگا یعنی اُس کی پیروی کریگا اُس کو تو وہ جنت میں پہنچا دیگا۔ اور جو اُسے پس پشت ڈالیگا۔ (یعنی اُس کے احکام پر عمل نہ کرے گا) اُس کو وہ جہنم میں پہنکا دیگا۔ اور وہ ایسا راہنما ہے کہ بہتر سے بہتر راستہ بتاتا ہے اور وہ ایسی کتاب ہے جس میں احکام کی تفصیل اور اکثر محالات کا بیان و شرح موجود ہے اور اُس کا فیصلہ دو لوگ ہے۔ کوئی زطل قافیہ نہیں اُس کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ ظاہر اُس کا حکم ہے اور باطن اُس کا علم۔ ظاہر اُس کا عجیب ہے اور باطن اُس کا عمیق کہ اُس کی ایک حد ہے اور اُس حد کی پھر حد ہے۔ نہ اُس کے عجائبات ختم ہوں گے اور نہ اُس کے غرائب پُرانے۔ اُس میں ہدایت کے چراغ اور حکمت کی مشعلیں اور اُن لوگوں کے لئے معرفت کی دلیلیں موجود ہیں جو صفات کے پہچاننے والے ہوں۔ کافی میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ روشنی حاصل کرنا والے کو اپنی آنکھیں اُس سے روشن کرنی چاہئیں۔ اور اپنی نظر اس صفت تک پہنچانی چاہیے کہ ہلاکت سے نجات پائے اور خطرہ میں پڑنے سے محفوظ رہے اس لئے کہ غور و فکر کرنا صاحب بصیرت قلب کی زندگی کا باعث ہوتا ہے جیسے کہ روشنی حاصل کرنے والا اپنی روشنی کے ذریعہ سے اندھیری میں بھی چل سکتا ہے لہذا تم کو لازم ہے کہ اچھی سے اچھی بات پسند کر لو اور انتظار کو راہ نہ دو۔

صاحب تفسیر عیاشی نے اپنی اسناد سے بروایت حارث انعمور بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین جب ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو ایسی ایسی باتیں سننتے ہیں کہ جن سے ہم اپنے دین کو مضبوط کر لیتے ہیں اور جب آپ کے حضور سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں تو طرح طرح کی گمراہ کرنے والی باتیں سننتے ہیں آتی ہیں جنہیں ہم سمجھتے بھی نہیں کہ وہ ہیں کیا حضرت نے فرمایا کہ وہ باتیں منافق ہی تو بناتے ہیں میں نے عرض کی جی ہاں! اُس پر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جبرئیل امین میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ اے محمد! عنقریب تمہاری امت میں بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ میں نے کہا تو اچھا اُس سے بچاؤ کی صورت کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ کتابِ خدا ہے جس میں تم سے پہلوں کا بھی بیان موجود ہے اور تمہارے بعد کی بھی خبریں جو معاملات تمہارے مابین ہوں ان کا بھی فیصلہ ہے اور اُس کا حکم قطعی ہے کوئی زطل قافیہ نہیں ہے جو ظالم اُس سے منہ پھرانے کا اور اُس کے خلاف عمل کرے گا اُسے خدا نے تعائن ہلاک کر دیا اور جو قرآن مجید کو چھوڑ کر اور چیزوں سے ہدایت کا طالب ہوگا اُس سے خرابی تعائن توفیق ہدایت سلب فرمائے گا۔ وہ خدا تعالیٰ کی مضبوط رستی ہے اور وہ حکمت والا ذکر ہے اور وہ سیدھا سادھا راستہ ہے۔ نفسانی خواہشیں اُس کو کچھ نہ کر سکیں گی اور زبانیں اُس کے بھیس میں دوسرا کلام پیش نہ کر سکیں گی۔ زیادہ پڑھے جانے سے وہ پُرانا نامعلوم ہوگا اور اُس کے عجائبات ختم نہ ہوں گے اور عالم اُس سے کبھی نہ اکتائیں گے قرآن ہی وہ ہے کہ جس وقت جنات نے اُس کو سنا تو بے ساختہ یہ بول اُٹھے کہ ہم نے یقیناً ایک عجیب پڑھائی سنی جو راہِ راست کو بتلاتی ہے جو اس کا قابل ہوگا سچا مانا جائیگا اور جو اس کا عامل ہوگا اجر پائے گا اور جو اس سے متمسک کریگا وہ صراطِ مستقیم تک یقیناً پہنچا دیا جائیگا۔ وہی ایسی زبردست کتاب ہے کہ نہ باطل اُس سے پہلے آیا اور نہ اُس کے بعد۔ وہ صاحبِ حرمِ حکمت والے کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔

صاحب تفسیر عیاشی اور صاحب کتاب کافی کی اپنی اپنی اسناد سے بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید گمراہی سے بچانے والا اندھے پن سے نکالنے والا۔ گناہوں کا دور کرنے والا۔ اندھیری کا متور کرنے والا۔ قبروں کی روشنی۔ ہلاکت سے بچانے والا۔ گمراہی کے مقابل ہدایت۔ آزمائشوں کو کھول کر بتانے والا۔ اور دنیا سے آخرت تک پہنچانے والا ہے۔ تمہارے دین کی تکمیل اسی میں ہے اور جو شخص قرآن مجید سے پھر جائیگا اسی کو وہ جہنم میں پہنچا دے گا۔

نیز صاحب تفسیر عیاشی نے اپنی اسناد سے انہی حضرت سے روایت کی ہے کہ فرمایا تم قرآن مجید کی پیروی لازم سمجھو۔ پس جو آیت ایسی پاؤ کہ اُس پر عمل کرنے کے سبب تم سے کسی پہلے نے نجات پائی ہو تم بھی اُس پر عمل کرو اور جو آیت ایسی پاؤ جس کی وجہ سے تم سے پہلے کوئی ہلاک ہوا ہو تو تم بھی ویسا عمل کرنے سے



پختے رہو۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے۔ امام فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ قرآن کھلی روشنی۔ مضبوط رستا۔ زبردست حلقہ۔ سب سے زیادہ شفا دینے والا۔ سب سے اعلیٰ فضیلت اور سب سے بڑی ہوتی سعادت ہے جو اس کے ذریعہ سے روشنی حاصل کرنا چاہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو روشن کر دے گا۔ اور جو اپنے معاملات اس پر منحصر کر دے گا اللہ تعالیٰ اُس کو بچائے گا اور جو اُس کی پیروی کرے گا خدائے تعالیٰ اُس کو محفوظ رکھے گا۔ اور جو اُس کے احکام سے جِدِ رُتہ ہوگا خدائے تعالیٰ اُس کو بزرگی عطا فرمائے گا۔ اور جو اُس کے ذریعہ سے شفا حاصل کرنا چاہے گا اُسے خدائے تعالیٰ شفا عنایت فرمائے گا اور جو اُس کو مقدم کرے گا اُسے خدائے تعالیٰ منزل مقصود پر پہنچا دے گا۔ اور جو اُس کے غیر سے ہدایت کا طالب ہوگا اُسے خدائے تعالیٰ اُس کے حال پر چھوڑ دے گا۔ اور اُس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لے گا اُسے خدائے تعالیٰ سعادت و اربین عطا فرمائے گا۔ اور جو اُس کو اپنا پیش رو بنا لے گا جس کی پیروی کی جاتی ہے اور اُس کو اپنا سہارا قرار دے لے گا جس کے ذریعہ سے منزل مقصود تک پہنچیں تو اُسے خدائے تعالیٰ ہمیشہ کی جنت اور دوامی زندگی تک پہنچا دے گا۔

کافی میں یہ اسناد خود جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے قرآن مجید پڑھنے والو۔ کتاب خدا کی وجہ سے جو ذمہ داریاں تم پر عائد ہو گئی ہیں۔ ان کی وجہ سے خدائے تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو۔ کہ سوال مجھ سے بھی کیا جائیگا اور سوال تم سے بھی کیا جائیگا۔ مجھ سے تو سوال صرف یہ کیا جائیگا کہ میں نے احکام خدا پہنچا دیئے یا نہیں؟ اب رہے تم! تو تم سے کتاب خدا کی وجہ سے جو ذمہ داریاں تم پر عائد ہوئی ہیں ان کی بابت بھی سوال کیا جائیگا اور میری سنت کی وجہ سے جو عائد ہوئی ہیں ان کی بابت بھی سوال کیا جائیگا۔

نیز باسناد خود اپنی حضرت سے روایت کی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت کے دن سب سے پہلے خدائے عزیز و جبار کی حضور میں۔ میں حاضر ہوؤں گا اور اُس کی کتاب اور میرے اہلیت۔ پھر میری اُمت آئے گی پھر میں اُن سب سے سوال کروں گا۔ کہ تم نے کتاب خدا اور میرے اہلیت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

نیز باسناد خود بروایت سعد الاسکاف اپنی حضرت سے روایت کی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے طویل سورتیں بچائے تو ریت عطا فرمائی گئی ہیں اور سو سو آیتوں والی سورتیں بچائے انجیل اور اُن سے جو چھوٹی ہیں وہ بچائے نہ ہو اور جو بڑی ہیں یعنی مقفہ و مسجع ارسطو سورتوں سے مجھے فضیلت خاص عطا کی گئی اور قرآن مجید اور کل کتابوں کا نگران ہے۔ یعنی تو ریت مولیٰ کا بھی۔ انجیل عیسیٰ کا بھی۔ اور زبور داؤد علیہ السلام کا بھی۔

قول صاحب تفسیر صافی۔ اس حدیث کے الفاظ کی تفسیر کے بارہ میں کئی مختلف قول ہیں۔ جن میں صحت سے زیادہ قریب اور کتاب خدا کی سورتوں کے حق میں زیادہ احتیاط کہیے ہیں کہ طویل سورتوں سے مراد بعد سورہ فاتحہ اول کی سات سورتیں ہیں بشرطیکہ سورہ انفال و برات کو ایک گنا جائے اور دو ایک گنی بھی جانی چاہئیں کیونکہ دونوں کا نزول غزوات کے بارہ میں ہوا ہے اور وہ دونوں قرینتین کے نام سے موسوم بھی ہیں۔ اور سو سو آیتوں والی سورتیں سورہ بنی اسرائیل سے شروع کر کے سات تک ہیں اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک میں قریب قریب سو سو آیتیں ہیں اور جوڑ بند والی سورتیں سورہ محمد سے شروع کر کے آخر قرآن مجید تک ہیں۔ یہ جوڑ بند والی اس لئے کہلاتی ہیں کہ ان میں جوڑ بند بہت واقع ہوئے ہیں (یعنی آیتیں بکثرت ہیں اور بیشتر قافیہ والی ہیں) پھر باقی سورتیں مثانی کہلاتی ہیں۔ یہ سو سو آیتوں سے تو کم ہیں اور جوڑ بند والیوں سے زیادہ۔ گویا طویل سورتیں ابتدائی رکھی گئی ہیں اور جو ان کے بعد آئی ہیں وہ ان کی مثانی کہلاتی ہیں یعنی وہ جو طویلانیوں کے بعد آنے والیاں ہیں۔ اور سو سو آیت والیاں دوسرے حصہ کی مبادی ہیں اور ان کے بعد آنے والیاں ان کی مثانی۔

**قول مترجم:** قرآن مجید میں سورتوں کی موجودہ ترتیب غالباً اسی حدیث کی بناء پر اختیار کی گئی ہے۔ حالانکہ اس حدیث میں توریث کا ذکر سب سے مقدم ہے اور دوسرے درجہ پر انجیل کا۔ حالانکہ اس کا نزول زبور کے بعد ہے۔ کتب کی اس ترتیب کو مد نظر رکھتے ہوئے جامع القرآن نے طویل سورتوں کو جو قائم مقام توریث بیان کی گئی ہیں۔ سب سے اول رکھ دیا ہے اور سو آیت سے کم والی سات سورتیں جو قائم مقام زبور بیان کی گئی ہیں۔ ان کے بعد رکھ دی ہیں۔ پھر سو آیت والی سورتیں جن کو انجیل کا قائم مقام قرار دیا گیا ہے وہ رکھی گئی ہیں۔ اور آخر میں جوڑ بند والی یعنی مقفے سورتیں۔ یہ امر بھی توجہ سے سننے اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خلیفہ ثالث حضرت عثمان جو جامع القرآن مشہور ہو گئے۔ تو وہ ہندی کی اس مثل کے موافق ہوئے کہ لڑے فوج اور نام سردار کا۔ ورنہ انہوں نے حقیقتاً ایک کمیٹی اس کام کے لئے مقرر کر دی تھی کہ وہ جناب رسول خدا اور خلیفہ ابو بکر اور خلیفہ عمر کے زمانوں میں جو قرآن جمع ہو چکے تھے ان سب کو مسودا قرار دے کر ایک قرآن مجید اپنی تجویز و ترتیب سے جمع کر دیں۔ جس میں سے جناب رسول خدا کے ارشاد فرمائے ہوئے تفسیری جملے جو بعض اصحاب اور کاتبین نے نوٹ کئے تھے۔ ارادتاں کال دئے جائیں۔ تاکہ آئندہ عام امت کو صحیح تفسیر معلوم کرنیکا موقع نہ رہے اور علمائے عامہ کو اپنی تفسیر بالرائے بیان کرنے کا موقع مل جائے۔ اس کمیٹی کے دو بڑے رکن زید ابن ثابت اور کعب الاحبار تھے۔ یہ دونوں یہودی عالم تھے جو داخل اسلام ہو کر خلیفہ ثالث کے قوت بازو بن گئے تھے۔ انہوں نے مخصوص سورۃ البقرہ کو قرآن مجید میں سب سے اول جگہ اس لئے دی کہ گائے کا قصہ جو اس سورت میں درج ہے یہودیوں کے یہاں سب سے اہم قصہ مانا گیا ہے اور معجزات جناب موسیٰ علیہ السلام میں اس کا درجہ سب سے بڑا ہے۔ اس سورت کو توریث سے مشابہت دینے کے لئے انہوں نے ایک اور طریقہ عمل اختیار کیا ہے کہ اصل توریث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام

کا پہلا نام ابرام لکھا۔ پھر توریت میں کتاب پیدائش کے چند باب کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک خواب کا حال درج ہے۔ جس کے بعد لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کا ابراہام سے بدل دیا۔ جس کا عربی ترجمہ ہوا ابو الراحام، یعنی وہ شخص جس کی نسل سے بہت سے قبیلے پیدا ہوں گے، اور اُس کی عبرانی صورت کو جب معرب کیا گیا تو وہ ہوا ابراہیم۔ اب تمام قرآن مجید میں تو ابراہیم کا رسم خط یہ ہے۔ ابراہیم۔ اور خاص سورہ بقرہ میں یہ ہے ابراہیم اس طرح توریت سے فی الجملہ تشبیہ دیدی گئی۔

## دوسرا مقدمہ

اس امر کا مختصر بیان کہ قرآن مجید کا علم سب کا سب صرف اہلبیت علیہم السلام کے پاس ہے۔ کافی میں باسناد خود سلیم ابن قیس ہلال سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو یوں اور یوں بیان کرنے سنا یہ حدیث یہاں تک پہنچی ہے کہ آخر میں آنجناب نے فرمایا کہ کوئی آیت بھی جناب رسولؐ خرابہ ایسی نازل نہیں ہوئی جو آنحضرتؐ نے مجھے نہ پڑھا دی ہو اور نہ لکھا دی ہو۔ پس ہر آیت کو میں نے اپنے خط میں لکھا اور آنحضرتؐ نے مجھ کو اُس کی تاویل اور اُس کی تفسیر اور اُس کا نسخ اور اُس کا منسوخ اور اُس کا محکم اور اُس کا متشابہ یہ سب کچھ بتا دیا اور میرے حق میں خدا تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی کہ مجھے اُس کا فہم بھی عطا فرمائے اور اُس کا حفظ بھی۔ پس جب سے آنحضرتؐ نے میرے حق میں دعا کی ہے نہ تو میں خدا کی کتاب کی کوئی آیت بھولا اور نہ کوئی علم بھولا ہوں جو آنحضرتؐ نے مجھ کو لکھوا دیا ہے۔ اور جس چیز کا علم خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو تعلیم فرمایا تھا خواہ حلال سے متعلق ہو یا حرام سے۔ امر سے متعلق ہو یا نہی سے۔ طاعت سے متعلق ہو یا معصیت سے اُس میں سے کوئی بات آنحضرتؐ نے ایسی نہیں چھوڑی جو مجھے تعلیم نہ فرمادی ہو۔ اور میں نے اُسے یاد نہ کر لیا ہو۔ پھر میں ایک حرف بھی اُس میں سے نہیں بھولا۔ اس لئے کہ آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھ کر خدائے تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی تھی کہ میرے دل کو علم و فہم و حکمت و نور سے معمور کر دے اور میں نے اُسی وقت یہ عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ۔ میرے ماں باپ حضورؐ پر فدا ہو جائیں جب سے حضورؐ نے میرے حق میں دعا فرمائی ہے جو کچھ بھی دعا فرمائی ہے میں تو کوئی چیز نہیں بھولا ہوں اور جن چیزوں کو میں نے نہ لکھا تھا وہ بھی میری یاد سے نہیں بھولی ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی حضورؐ کو میرے حق میں نسیان کا خوف ہے؟ فرمایا نہیں نہ مجھے تمہارے متعلق نسیان کا خوف ہے نہ جہل کا۔

عیاشی نے اپنی تفسیر میں اور صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب الکمال الدین میں کچھ کچھ الفاظ کے تفادد کے ساتھ اسی حدیث کو نقل فرمایا ہے اور آخر میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ میرے پروردگار نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ اُس نے تمہارے بارے میں اور اُن شرکار کے بارے میں جو

تمہارے بعد ہوں گے میری یہ دعا قبول فرمائی۔

اس پر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! وہ میرے شرکاء میرے بعد کون ہوں گے؟ فرمایا وہی جن کو خدا نے تعالیٰ نے اپنی ذات سے اور مجھ سے (حکم) خاص اطاعت میں بلا دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا  
 أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ وَيَكُونُ صَفْحًا ۲۲ اسطر ۸ مقبول ترجمہ (اللہ کی اطاعت کرو۔ اور اُس رسول اور اُن والیان امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں)

اس پر میں نے عرض کی کہ آخر وہ ہیں کون؟ فرمایا وہ سب میرے اوصیاء ہیں جن کا سلسلہ اس وقت تک رہیگا جب تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہو جائیں۔ وہ سب کے سب ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ ہوں گے۔ جو شخص اُن کو چھوڑ دے گا اُن کا کوئی نقصان نہ کریگا اس لئے کہ وہ قرآن کے ساتھ رہیں گے اور قرآن اُن کے ساتھ رہیگا۔ نہ قرآن اُن کو چھوڑے گا اور نہ وہ قرآن کو چھوڑیں گے۔ اُنہی کے ذریعہ سے میری اُمت کی نصرت کی جائے گی اور اُنہی کے ذریعہ سے اُن کو بارش میسر آیا کرے گی۔ اور اُنہی کی وجہ سے اُن سے طرح طرح کی بلائیں دفع ہوتی رہیں گی اور اُنہی کے سبب سے اُن کی دعائیں قبول کی جائیں گی۔ اس پر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھے اُن سب کے نام تو بتا دیجئے؟ اس پر فرمایا کہ اول تو ان میں سے تم ہو پھر یہ میرا بیٹا اور یہ فرماتے ہوئے اپنا دست اقدس جناب امام حسن علیہ السلام کے سر مبارک پر رکھا پھر یہ میرا بیٹا۔ اور یہ فرماتے ہوئے اپنا دست مبارک جناب امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس پر رکھا پھر اس کا بیٹا ہوگا جس کا نام علی ہوگا اور قریب ہے کہ وہ تمہارے ہی زمانہ حیات میں پیدا ہو جائے تو اس سے میرا سلام کہہ دینا۔ پھر آنحضرت نے اپنی اولاد کے سلسلے کو بارہ تک پہنچا دیا سلیم ابن قیس ہلالی کہتے ہیں کہ اس پر میں نے عرض کی کہ مولا میرے ماں باپ آپ پر قدا ہو جائیں مجھے بھی اُن کے نام سنا دیجئے۔ اُس وقت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ایک ایک بزرگ کا نام لیا۔ پھر فرمایا کہ اُسے خاندان ہلال کے شخص مھاری اُمت محمد اُنہی میں سے ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح معمور فرمادے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ خدا کی قسم میں اُن سب لوگوں کو پہچانتا ہوں جو رکن و مقام کے مابین اُس سے بیعت کریں گے اور میں اُن کے باپ اور دادا کے نام بھی جانتا ہوں اور اُن کے قبیلوں کو بھی پہچانتا ہوں۔

کافی میں باسناد خود جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ عام آدمیوں میں سے جو شخص بھی اس کا مدعی ہو کہ میں نے تمام قرآن مجید کو جس شان سے وہ نازل ہوا تھا اسی طرح جمع کر لیا ہے وہ بہت ہی بڑا جھوٹا ہے حالانکہ جس شان سے اللہ تعالیٰ نے اُس کو نازل فرمایا اس شان سے صرف علی ابن ابی طالب نے اُس کو جمع بھی فرمایا اور حفظ بھی کیا۔

نیز باسناد خود جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سوائے اوصیائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی شخص یہ دعویٰ کر ہی نہیں سکتا کہ تمام قرآن مجید اُس کے پاس ہے یعنی اُس کا ظاہر

بھی اور اس کا باطن بھی۔

تیز باسناد خود جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول = **بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ** (بلکہ وہ کھلی آیتیں ان لوگوں کے سینوں میں موجود ہیں جنکو علم دیا گیا ہے) (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۸۰۲ سطر ۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ جن لوگوں کے سینوں کا اس آیت میں ذکر ہے وہ حضرات ائمہ علیہم السلام ہیں۔

تیز باسناد خود انہی حضرت سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں یقیناً جناب رسول خدا سے پیدا ہوا ہوں اور میں کتاب خدا کو اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ اس میں خلقت کی ابتداء کا بھی ذکر ہے اور قیامت تک جو کچھ ہوئی والا ہے اس کا بھی۔ اس میں آسمان کی بھی خبر ہے۔ اور زمین کی بھی خبر ہے۔ جنت کی بھی خبر ہے اور دوزخ کی بھی۔ جو کچھ ہو چکا ہے اس کی بھی خبر ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کی بھی۔ اور میں اس سب کو اس طرح جانتا ہوں جیسے کہ اپنی اس شخصلی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ بے شک خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ رُّدِيكِهِ مَقْبُولٌ** (صفحہ ۵۵ سطر ۵)۔ (اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے کہ ہر چیز کا بلیغ بیان ہے)۔

قول صاحب تفسیر صافی۔ اس حدیث میں جو جناب رسول خدا سے پیدا ہونے کا ذکر کیا تو اس میں ولادت جسمانی بھی مراد ہے اور ولادت روحانی بھی۔ اس لئے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا علم جناب رسول خدا کے علم کی طرف اسی طرح راجع ہے جس طرح کہ آنحضرت کا نسب آنحضرت سے بنتا ہے پس جناب امام جعفر صادق علیہ السلام آنحضرت کے علم کے اسی طرح وارث ہوئے جیسے کہ آنحضرت کے مال کے حقیقی وارث تھے اسی وجہ سے تو دعویٰ سے فرماتے ہیں کہ میں کتاب خدا کو جانتا ہوں اور اس میں ایسا اور ایسا ہے اور میں اس سب کا علم رکھنے والا ہوں۔

تیز باسناد خود انہی حضرت سے روایت ہے فرمایا کہ کتاب خدا میں جو کچھ تم سے پہلے ہو چکا اس کی بھی اطلاع موجود ہے۔ اور جو کچھ تمہارے بعد ہو گا اس کی بھی اطلاع دی گئی ہے اور جو جھگڑے تمہارے مابین ہوں گے ان کا فیصلہ بھی موجود ہے اور ہم ان سب باتوں کو جانتے ہیں۔

تیز باسناد خود انہی حضرت سے روایت ہے فرمایا کہ **الَّتِي اسْتَحْوَنَ فِي الْعِلْمِ** ہم ہیں اور کتاب خدا کے اصل مطلب کو ہم ہی جانتے ہیں۔

تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے وہ حضرت فرماتے ہیں کہ ہم ہی وہ اہلبیت ہیں جن میں خدائے تعالیٰ ہمیشہ ایک ایسے شخص کو مبعوث فرماتا رہتا ہے۔ جو اقل سے آخر تک اس کی کتاب کا پورا پورا علم رکھتا ہے اور خدائے تعالیٰ کی حلال کی ہوئی اور حرام کی ہوئی چیزوں کا علم صرف ہمارے ہی پاس ہے۔ علم کتاب سے جتنا چھپانا چاہیے اس کے بارے میں ہم کو قدرت نہیں ہے کہ ہم کسی سے بھی اس کا

ذکر کریں اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ منجملہ اُن علوم کے جو ہم کو عطا کئے گئے ہیں قرآن مجید کی تفسیر اور اُس کے احکام بھی ہیں۔ اگر کو اُس کے اہل ملتے تو ہم اُن کو بتاتے۔ خدا کرے کہ اُس کے اہل پیدا ہوں۔

نیز اسی تفسیر میں انہی حضرت سے منقول ہے۔ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے ہم اہلبیت کی ولایت کو قرآن مجید کی اور تمام کتابوں کی کبلی قرار دیا ہے کہ قرآن مجید کے جتنے صاف صاف احکام ہیں اسی کا چکر کاٹتے رہتے ہیں۔ اسی کے ذریعے سے کتابوں کا ذکر کھل کر ہوتا ہے اور اسی کے ذریعے سے ایمان ظاہر ہوتا ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف صاف حکم فرمایا کہ قرآن مجید کی اور آلِ محمد کی پیروی کی جائے یہ اُس وقت جبکہ آنحضرت نے آخری خطبہ فرمایا جس میں ارشاد ہوا کہ میں تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک ثقلِ اکبر اور ایک ثقلِ اصغر۔ ثقلِ اکبر تو میرے پروردگار کی کتاب ہے اور ثقلِ اصغر خود میری عترت میرے اہلبیت۔ پس تم ان دونوں کے بارے میں میری حفاظت کرنا کیونکہ جب تک تم ان دونوں سے متمسک رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

کافی میں باسناد خود زید شحام سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ قتادہ ابنِ عامر (مشہور مفسر اہلسنت) جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے قتادہ! اہل بصرہ کا تقیہ تو ہی ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں حضور! لوگ ایسا ہی گمان کرتے ہیں۔ اس پر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے تو یہ خبر پہنچی ہے کہ تو قرآن مجید کی تفسیر بھی بیان کرتا ہے! قتادہ نے عرض کی جی ہاں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آیا تو علم کے ساتھ اُس کی تفسیر بیان کرتا ہے یا جہل کے ساتھ؟ عرض کرنے لگا۔ کہ نہیں جہل کے ساتھ نہیں بلکہ علم کے ساتھ۔ اس پر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تو علم کے ساتھ تفسیر بیان کرتا ہے تو میرے کیا کہنے! اب میں تجھ سے کوئی سوال کروں؟ قتادہ نے عرض کی کہ حضور جو مناسب جاوے سوال کریں! فرمایا سورہ سبا میں خدایعالیٰ کا جو یہ قول ہے۔ وَقَدْ زَنَا فِيهَا السَّيْرُ سَيْرًا فِيهَا لِيَاكِبِي ۗ اَيُّهَا اَمْنِيْنَ ۗ (اور ہم نے اُن کے باہن چلنا پھرنا مقرر کر دیا) اور یہ حکم دیدیا کہ اُنہیں راتوں کو اور دنوں میں سبے کھٹکے چلو (پھرو)۔ دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۸۵۷ سطر ۴) اس کا مطلب تو مجھے بتاؤ۔ قتادہ عرض کرنے لگا کہ یہ اُس شخص کے بارہ میں ہے جو اپنے گھر سے زاد سفر سواری اور حلال کراہیہ ساتھ لے کر بیت اللہ کے رُحج کرنے کے قصد سے چلے تو وہ اپنے بال بچوں میں واپس آنے تک مامون رہے گا۔ اس پر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قتادہ! میں تجھے خدا کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں۔ آیا تجھے علم ہے کہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنے گھر سے زاد سفر سواری اور حلال کراہیہ لے کر بیت اللہ کے رُحج کرنے کے قصد سے نکلتا ہے اور راستہ میں وہ لوٹا بھی جاتا ہے۔ اُس کا سفر خرچ بھی سب جانا رہتا ہے اور مار پیچا سے پر اتنی پڑتی ہے کہ اُس غریب کا کچھ مر نکل جاتا ہے۔ قتادہ نے عرض کی۔ خدا کی قسم ایسا تو ضرور ہوتا ہے اس پر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اے قتادہ! اے بو

تجھ پر اگر تو قرآن مجید کی تفسیر اپنے دل سے کرتا ہے تو تو خود بھی ڈوبا اور اوروں کو بھی لے ڈوبا۔ اور اگر  
 تو نے وہ عوام الناس سے اخذ کی ہے تو بھی تو ڈوبا اور اوروں کو بھی لے ڈوبا۔ وبتے ہو تجھ پر اے قتادہ  
 یہ تو اس شخص کے بارے میں ہے جو اپنے گھر سے حلال سفر خرچ اور حلال کرایہ لیکر اس گھر کے (حج کر لیکے)  
 قصد سے چلا ہو اور ساتھ ہی ہمارے حق کا بھی عارف ہو اور اس کا دل ہماری طرف میلان رکھتا ہو جیسا  
 کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَأَجْعَلْ آفِيْدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۵ سطر ۲)  
 "پس آدمیوں میں سے بعض کے دل اُن کی طرف مائل و گرویدہ کر دیجیو" جس میں بیت اللہ مراد نہیں ہے ورنہ  
 خدائے تعالیٰ اِلَيْهِ فرماتا اَلَيْهِمْ نہ کہتا۔ خدا کی قسم وہ وعائے ابراہیم ہم ہیں جس کا دل ہماری طرف میلان رکھتا  
 ہوگا اُس کا حج بھی قبول ہوگا اور اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ پس اے قتادہ! جو اس نشان سے حج بجالائے گا  
 وہ قیامت کے دن عذاب و دوزخ سے مامون ہوگا۔ قتادہ عرض کرنے لگا! خدا کی قسم! آج سے میں اس  
 آیت کی تفسیر لو نہی کیا کروں گا۔ اسپر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے قتادہ! واسے ہو تجھ پر!  
 قرآن کو تو وہی جانتے ہیں جن کے ہاں وہ نازل کیا گیا ہے۔

قول صاحب تفسیر صافی۔ اس حدیث کو ہم نے کتاب کافی کے اکثر نسخوں میں اسی طرح پایا حالانکہ مشہ  
 یہ ہے۔ کہ اُس کا کچھ حصہ ساقط ہو گیا ہے۔ سبب یہ ہے کہ قتادہ سے جو کچھ کہا اُس کا تعلق خدائے تعالیٰ کے  
 اس قول اَسْبِرُوا فِيْهَا كِيَالِيْ وَاَيُّهَا اٰمِنِيْنَ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۸۵ سطر ۸) سے نہیں ہے۔ کیونکہ جو کچھ اس  
 میں بیان کیا گیا اُس میں یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ جگہ زمین کے کس حصہ میں ہے بلکہ اُس کا تعلق خدائے تعالیٰ  
 کے اس قول۔ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۲۲ سطر ۲) اور جو اس میں داخل ہوگا۔  
 امن پائیگا" سے ہے اور اسی طرح قول جناب امام علیہ السلام کا۔

یلا نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو کچھ ان دونوں آیتوں کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ اُن حضرت نے  
 ابوحنیفہ سے سوالات کئے ہیں وہ بھی اس حدیث کے بعض حصہ کے ساقط ہو جانے پر جیسا کہ ابھی ہم نے  
 ذکر کیا ہے دلالت کرتا ہے۔ اور وہ کتاب علل الشرائع میں باسناد خود جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے  
 یوں روایت ہے کہ آنحضرت نے ابوحنیفہ سے فرمایا تھا کہ اہل عراق کا مفتی تو یہی ہے تو اُس نے عرض کی  
 تھی جی ہاں! اس پر آنحضرت نے فرمایا تھا کہ تو اُن کو کس چیز سے فتویٰ دیتا ہے؟ عرض کیا کہ کتاب خدا  
 اور سنت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ فرمایا کہ ابوحنیفہ! تو قرآن کو ایسا ہی جانتا ہے جیسا کہ  
 اُس کے جانتے کا حق ہے۔ اور تو اُس کے ناسخ و منسوخ کو پہچانتا ہے؟ عرض کرنے لگا جی ہاں! فرمایا۔ اے  
 ابوحنیفہ! وہ علم کا دعوے کرو یا جس کو خدائے تعالیٰ نے سوائے اُن کے جن  
 کے گھر میں اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور جن کو اُس کا اہل قرار دیا ہے اور کسی کے پاس رکھا ہی نہیں۔ وہ  
 ہو تیرے لئے وہ علم تو سوائے اُس کے جو ہمارے نبی کی ذریت میں سے صاحب امر ہے اور کسی کے پاس

لے ان میں راتوں کو اور دنوں میں بے کھٹکے چلو (پھر)۔

ہے ہی نہیں! اور مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو خدا کی کتاب کا ایک حرف بھی نہیں جانتا! اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے۔ اور میں جیسا کہتا ہوں ویسا نہیں ہے تو تو خدا بیگالے کے اس قول "سَيُرَوُّوْنَهَا كَيَا لِي وَاَيَّامًا اَمِيْنًا" (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۵۵، سطر ۵) ہی کا مطلب مجھے سمجھاوے کہ یہ زمین کے کس حصہ میں واقع ہے؟ ابو حنیفہ عرض کرنے لگا کہ میرا گمان ایسا ہے کہ یہ مکہ اور مدینہ کے مابین ہے۔ اس پر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام جن پر ہزاراں ہزار درود و سلام ہو اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے۔ آیا آپ صاحبوں کو علم ہے کہ مدینہ اور مکہ کے مابین لوگ ٹوٹ لئے جاتے ہیں۔ ان کے مال بھی غارت ہو گئے ہیں اور جانیں بھی محفوظ نہیں رہتیں۔ قتل بھی کر دئے جاتے ہیں۔ سب عرض کرنے لگے ضرور ایسا ہوتا ہے اب تو ابو حنیفہ لگا بغلیں جھانکنے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اے ابو حنیفہ! ذرا مجھے خدا کے تعالے کے اس قول کا مطلب تو بتا۔ "وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا" (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۲، سطر ۲) (اور جو اس میں داخل ہوگا امن پائیگا) یہ مقام زمین میں کیا ہے؟ عرض کرنے لگا۔ جی حضور یہ کعبۃ اللہ ہے! فرمایا تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ جب حجاج ابن یوسف نے عبداللہ ابن زبیر کے برخلاف کعبۃ اللہ کو منجنيق لگائی اور اُس کو وہیں قتل کیا تو آیا وہ اُس میں مامون ہوا؟ اب تو حضرت چُپ ہوئے۔ کچھ بھی کہتے نہ بن پڑی۔ ان دونوں آیتوں کی پوری تفسیر صفحہ ۸۵، نوٹ ۱ اور اُس کے متعلق ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

## تفسیر مقدمہ

قدرے اس امر کا ذکر کہ قرآن مجید کا بڑا حصہ حضرات معصومین علیہم السلام کے بارے میں ہے اور ان کے دوستوں کے بارے میں اور ان کے دشمنوں کے بارے میں اور اس میں راز کیا ہے۔ صاحب کافی اور تفسیر عیاشی نے اپنے اپنے اسناد سے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ حدیث اپنی اپنی کتاب میں نقل کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا تھا کہ قرآن شریف چار حصہ کے نازل ہوا ہے۔ ایک حصہ ہمارے بارے میں ہے اور ایک حصہ ہمارے دشمنوں کے بارے میں ہے۔ ایک حصہ میں مثالیں بیان کی گئی ہیں اور سنتیں مقرر کی گئی ہیں۔ اور ایک حصہ میں احکام بتلائے گئے ہیں۔ اور فرائض مقرر کئے گئے ہیں عیاشی کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ بہترین حصہ قرآن خود ہمارے حق میں ہے۔

اور ان ہی دونوں نے اپنے اپنے اسناد سے اصْبَغُ بنِ سِنَاة سے یہ روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے خود جناب امیر کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قرآن مجید تین حصوں پر نازل ہوا ہے۔ ایک ثلث میں خود ہمارا اور ہمارے دشمنوں کا بیان ہے۔ اور ایک ثلث میں سنن اور امثال ہیں۔ اور ایک ثلث میں فرائض

لے ان میں راتوں کو اور دنوں میں بے کھٹکے چلے (پھرو)



اور احکام :-

عیاشی نے اپنی اسناد سے بواسطہ خثیمہ ابن الحارث جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔  
آنحضرت نے فرمایا کہ قرآن مجید تین حصوں پر نازل ہوا ہے۔ ایک ثلث میں ہمارا اور ہمارے دوستوں کا ذکر ہے  
اور دوسرے حصہ میں ہمارے دشمنوں کا۔ اور جو انبیاء اور اوصیاء پہلے گزرے ہیں ان کے دشمنوں کا ذکر  
ہے۔ اور تیسرے حصہ میں قواعد اور مثالیں ہیں۔ اور اگر ایسا ہوتا کہ کوئی آیت کسی خاص گروہ کے بارے میں  
نازل ہوئی ہوتی۔ پھر اُس گروہ کا خاتمہ ہو جاتا تو اُس کے ساتھ اس آیت کا بھی خاتمہ ہو جاتا تو اب تک  
قرآن میں سے کچھ بھی باقی نہ رہتا۔ بلکہ جو گروہ خیر یا شر میں اُس کا پیروی کرنے والا آئندہ آتا ہے اُس گروہ  
پر یہی اُس آیت کا حکم اسی طرح جاری ہوتا ہے اور اسی طرح قرآن مجید اول سے لیکر آخر تک اُس وقت تک  
باقی رہے گا جب تک آسمان و زمین باقی رہیں گے۔

صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں۔ کہ ان احادیث میں جو نظائر لفظی اختلاف پایا جاتا ہے اس سے معنوی متافا  
ت نہیں نکلتی۔ کیونکہ اس تقسیم سے مراد ٹھیک اور پورے پورے حصے نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے تین  
حصوں میں بھی کہا گیا ہے اور چار پر یا اسی طرح پانچ۔ چھ۔ سات حصوں میں بھی بیان کیا جاتا تو کچھ ہرج  
نہ ہوتا۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ ایک حصہ ان کے دوستوں کے بارے میں ہے۔ ایک ان کے دشمنوں کے بارے  
میں ہے ایک حصہ میں سنن ہیں۔ ایک میں امثال ہیں۔ ایک میں فرائض ہیں۔ ایک میں احکام ہیں۔ اہل  
سے یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر حصہ کی سورتیں۔ آیتیں۔ کلمے اور حروف ہر طرح تعداد میں مساوی اور  
گنے چنے ہیں۔ بلکہ یہ مطابق محاورہ عام ہے کہ ایک حصہ ایسا بھی ہے۔ ایک حصہ ایسا بھی ہے اور ایک حصہ  
ایسا بھی۔

تفسیر عیاشی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے بلند معتبر روایت کی گئی ہے کہ ہمارا حق کتاب خدا میں ایسا  
محکم ہے کہ اگر اس کو مٹادیں تو پھر یہ کہنا کہ یہ کتاب خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ یا ہم اس کتاب کو کچھ نہیں  
سمجھتے یکساں ہو جائے گا۔

صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں۔ کہ آیات قرآنی میں سے بہت سی آیات کی تفسیر و تاویل کے بارے میں  
اہلبیت علیہم السلام سے بکثرت حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کا نزول خود  
ان کے بارے میں ان کے دوستوں کے بارے میں اور ان کے دشمنوں کے بارے میں ہوا ہے۔ اور  
ہمارے علماء میں سے تو ایک گروہ نے اسی انداز پر قرآن مجید کی تاویل کے بارے میں بہت سی کتابیں تصنیف  
کی ہیں۔ جن میں ان تمام حدیثوں کو جمع کیا ہے۔ اور موجودہ ترتیب سے قرآن مجید کے بموجب ہر ہر  
آیت کی تاویل لکھی ہے۔ خواہ وہ ان حضرات کے بارے میں ہو۔ خواہ ان کے شیعوں کے بارے میں  
اور خواہ ان کے دشمنوں کے بارے میں۔ مجھے اس قسم کی ایک کتاب دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ جس کا حجم

۲۰۰۰ میں ہزار بیت کے برابر تھا۔ کتاب کافی۔ تفسیر عیاشی۔ تفسیر علی ابن ابیہیم قمی۔ اور تفسیر جناب امام حسن  
عسکری علیہ السلام میں اس قبیل کی بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ مثلاً کتاب کافی میں جناب امام محمد باقر  
علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس کلام کی تفسیر۔ نَزَلَ بِهَا الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ  
مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ۝ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۶، سطر ۲) (رُوح الامین نے اس کو  
صاف عربی زبان میں تمہارے قلب پر اتارا ہے تاکہ تم ڈرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے) میں یہ وارد ہے  
کہ اُس جز سے مراد جس کو قلبِ رسول پر نازل کیا گیا ولایت جناب امیرالمومنین ہے۔

نوٹ :- مقصد ارشاد امام یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبریل امین نے منجانب  
رب العالمین یہ حکم پہنچا دیا کہ ولایت جناب امیرالمومنین سے لوگوں کو آگاہ کر دو۔ کہ جو اس ولایت  
کو تسلیم نہ کریں گے ہلاکت ابدی میں مبتلا ہونگے۔

اسی طرح تفسیر عیاشی میں بحوالہ روایت محمد بن مسلم جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ حدیث نقل کی  
گئی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے ابو محمد! جب تو خدائی کتاب میں اس اُمت میں سے کسی  
گروہ کا ذکر نہ کی کے ساتھ سُنئے تو سمجھ لے کہ وہ ہم اہلبیت ہیں۔ اور جب تو خدا کے کلام میں کسی گروہ کا  
ذکر بدی کے ساتھ سُنئے تو سمجھ لے کہ وہ ہمارے دشمن ہیں۔

نیز اسی تفسیر میں بروایت عمرو ابن حنظلہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث نقل  
کی گئی ہے کہ اُن حضرت سے خدا کے اس کلام کی تفسیر دریافت کی گئی تھی۔ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا  
بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَآءِ عِلْمِ الْكِتَابِ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۵۰۶، سطر ۵) کہند کہ میرے اور تمہارے  
درمیان گواہی دینے کو (ایک تو) اللہ کافی ہے اور (دوسرے) وہ جن کے پاس اس کتاب کا پورا علم ہے۔  
تو حضرت نے جس وقت مجھے یہ تفسیر بتلائی۔ تو یہ بھی فرمایا۔ کہ خواہ یہ آیت ہو خواہ کتاب خدا میں اس کے مانند  
اور آیتیں ہوں اُن سب کے متعلق یہ یاد رکھو کہ فاتحہ سے خاتمہ تک ایسی سب آیتیں ہم آئمہ کے بارے  
میں ہیں۔ اور اُن سے ہم ہی مراد لئے گئے ہیں۔

صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ ایسے ارشادوں کے سمجھنے کے لئے ہر شخص کی عقل کافی نہیں  
ہو سکتی لہذا ہم انکشافِ راز کے لئے۔ کلام کو طویل و بیکر مفصل و مدلل وجوہ لکھے دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ  
جب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ اس کی مخلوق اس کو پہچانے تاکہ اُس کی عبادت کرے اور اسبابِ ظاہری  
سے اس کا پہچاننا آسان نہ تھا۔ اس لئے انبیاء و اوصیاء کا وجود ضرور ہوا۔ کہ اُن کے ذریعہ سے معرفت  
پوری حاصل ہوگی اور عبادت بھی کامل ہو سکے گی۔ جیسی کسی اور کے ذریعہ سے نہ ہو سکے گی۔ اور  
انبیاء و اوصیاء کا وجود بغیر تمام مخلوق کے وجود کے ہونا آسان نہ تھا کہ اُن کی موالت کے لئے اور  
ان کی روزی بہم پہنچانے کے لئے ضروری تھے اس لئے اس نے تمام مخلوق کو پیدا کیا اور پھر اُن کو

حکم دیا کہ انبیاء اور اولیاء کی معرفت حاصل کریں اور ان کو اپنا حاکم بنائیں اور ان کے دشمنوں سے اور جو جو چیزیں ان سے روکنے والی ہوں ان سے بیزار رہیں۔ تاکہ انبیاء اور اولیاء کو جو نعمتیں ملی ہیں یہ ان میں حصہ دار ہوں پھر ان میں سے ہر ایک کو اس نے اپنی ذات کی معرفت اسی اندازہ سے عطا فرمائی جس اندازہ سے وہ انبیاء اور اولیاء کی معرفت رکھتا تھا۔ اس لئے کہ انہی کی پہچان سے خدا کو پہچان سکتے ہیں۔ اور انہی کو حاکم سمجھ کر خدا کو حاکم جان سکتے ہیں۔ لہذا کوئی خوشخبری وارد ہوئی ہے تو اور کوئی ڈراوا آیا ہے تو حکم دے گئے ہیں تو ممانعتیں کی گئی ہیں تو نصیحتیں فرمائی گئی ہیں تو اور وعظ کئے گئے ہیں تو عرض خدا کی طرف سے جو کچھ بھی آیا ہے وہ خاص اسی غرض سے آیا ہے اور بس۔ اور چونکہ ہمارے نبی تمام انبیاء کے سردار اور ان کے وصی کل اوصیاء کے سردار تھے اس لئے کہ ان میں اپنی ذاتی فضل و کمال کے علاوہ کل انبیاء اور اوصیاء کے کمالات اور مدارج جمع تھے اور نقص قطعی سے یہ ایک دوسرے کے نفس قرار پائے ہیں اس لئے ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ جو فضیلت بھی منسوب کی جائے۔ وہی صحیح ہوگی۔ کیونکہ کل فضائل ان میں جمع ہیں اور جو شخص اکمل ہو گا وہ ضرور ہے کہ کامل پہلے سے ہو۔ اسی لئے تمام آیتوں کا اصلی مطلب انہی دونوں حضرات سے مخصوص ہوا اور پھر تمام اہلیت سے مخصوص ہوا جو انہی دونوں حضرات کی اولاد سے ہیں اور پھر آپس میں ایک دوسرے کی اولاد ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کی حکومت کے لئے ایک جامع کلمہ ولایت ارشاد فرما دیا۔ جس میں معرفت بھی داخل ہے۔ محبت بھی متابعت بھی۔ اور کل وہ چیزیں بھی جن کی معرفت کے لئے ضرورت ہو کرتی ہے۔

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ کے احکام کا تعلق کسی شخص خاص یا فرد واحد سے نہیں ہوا کرتا بلکہ کسی قوم کی قوم یا گروہ کے گروہ سے ہوا کرتا ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ پس جس جگہ کسی قوم کو کسی خاص خطاب سے مخاطب فرمایا ہے یا ان کی طرف کسی خاص فعل کو منسوب کیا ہے تو صاحبان علم و عقل کے نزدیک اس خطاب اور اس فعل میں ہر وہ شخص شریک ہو گا جو اسی قوم کی سی عادت اور طبیعت رکھتا ہو۔ پس خدا کے برگزیدہ بندے جب کسی خاص معزز خطاب سے مخاطب کئے گئے یا کوئی خاص بزرگی ان کی ذات کی طرف منسوب کی گئی۔ تو اس خطاب اور اس بزرگی میں ہر وہ شخص داخل ہے جو انبیاء اور اولیاء کی سی عادت و طبیعت رکھتا ہو۔ اور مقربان بارگاہ سے ہو صرف وہ خصوصیت مستثنیٰ رہے گی جو کسی ایک ہی بزرگ سے متعلق ہو اور دوسرے سے متعلق نہ ہو سکتی ہو۔

(جیسے جناب رسول خدا کے لئے نکاح ہبیرہ یا جناب امیر علیہ السلام کا خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہونا) اسی طرح جہان ان حضرات کے شیعوں کو خیر و خوبی کے ساتھ یاد کیا گیا ہو۔ یا ان کی طرف کوئی نیکی منسوب کی گئی ہے اور ان کے دشمنوں کو بدی کے ساتھ یاد کیا گیا ہو اور ان کی طرف کوئی بدی منسوب کی گئی ہو تو اس کی نیکی میں ہر وہ شخص داخل ہے جو ان کے شیعوں کی سی طبیعت اور ان کی دستوں کی سی

طینت رکھتا ہو۔ اور اُس بدی میں ہر وہ شخص داخل ہے جو اُن کے دشمنوں کی سی طبیعت اور اُن سے بغض رکھنے والوں کی سی طینت رکھتا ہو۔ پہلوں میں سے ہو تو اور پچھلوں میں سے ہو تو۔ سبب اس کا یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کو اللہ اور اللہ کا رسول دوست رکھتے ہیں۔ ابتداءً مخلوقات سے لے کر انتہا تک مومن جو بھی ہو گا اُس کو ضرور دوست رکھے گا۔ اور جس شخص کو اللہ اور اللہ کا رسول دشمن رکھتے ہیں اسی طرح ہر مومن اُس کو دشمن رکھے گا۔ اور وہ بھی اللہ کے محبوب اور اللہ کے رسول کے محبوب کو دشمن رکھے گا۔ پس تمام جہان کا ہر مومن پہلے زمانہ میں تھا تو۔ اور موجودہ وقت میں ہے تو۔ اور قیامت تک آئندہ ہونے والا ہے تو۔ وہ ان حضرات کے شیعوں میں سے اور ان کے دوستوں میں سے ہو گا۔ اور جہان بھر کا ہر منکر پہلے زمانہ میں تھا تو۔ اب ہے تو اور قیامت تک آئندہ ہونے والا ہے تو۔ وہ ان حضرات کے مخالفوں میں سے اور ان بغض رکھنے والوں میں سے ہو گا اور حدیث مفضل ابن عمرو میں جو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا کلام ہے۔ اسی بات کی طرف اشارہ وارد ہوا ہے۔ اس حدیث کو شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب غل الشرائع میں اپنی اسناد سے حضرت مفضل ابن عمرو سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ جناب علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام قسیم جنت و نار کیوں قرار پائے تو حضرت نے فرمایا اس لئے کہ اُن حضرات کی محبت ایمان ہے۔ اور اُن کی دشمنی کفر اور جنت صرف اہل ایمان کے لئے پیدا کی گئی ہے اور دوزخ صرف اہل کفر کے لئے لہذا وہ حضرت بہشت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو گئے۔ نیز اس سبب بھی کہ جنت میں صرف اُن حضرات سے محبت رکھنے والے ہی جائیں گے۔ اور جہنم میں صرف اُن کی دشمنی رکھنے والے ہی اس لئے مفضل نے عرض کی یا بن رسول اللہ تو کیا انبیاء و اوصیاء بھی اُن حضرت سے محبت رکھتے تھے اور ان انبیاء و اوصیاء کے دشمن ان حضرت سے بغض رکھتے تھے۔ فرمایا۔ ضرور ایسے نے عرض کی۔ بھلا یہ کیوں کر؟ فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا تھا کہ کل صبح یہ علم میں اُس شخص کو دوں گا۔ جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اللہ کا رسول اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ پلٹ کر نہ آئے گا جنت تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھوں پر قلعہ (خیبر کو) فتح نہ فرماوے۔ میں نے عرض کی ضرور فرمایا کیا تم کو یہ نہیں معلوم کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بھٹنا ہوا پرندہ لایا گیا۔ تو آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ یا اللہ میرے پاس میرے ساتھ اس پرندہ کو کھانے کے لئے اُس شخص کو بھیج جو سب سے زیادہ تیری مخلوق میں تیرا محبوب ہو اور آنحضرت کی مراد اُس شخص سے حضرت علی علیہ السلام تھے۔ میں نے عرض کی۔ ضرور۔ فرمایا تو کیا یہ جائز ہے کہ اللہ کے نبی اُس کے رسول اور اُن کے اوصیاء اُس شخص کو دوست نہ رکھیں جس کو اللہ اور اللہ کا رسول دوست رکھتے ہوں اور وہ خود بھی اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہو۔ میں نے عرض کی نہیں ایسا تو ہو نہیں سکتا۔ فرمایا تو آیا یہ جائز ہے کہ اُن انبیاء و اوصیاء کی اُمت کے مؤمنین خدا کے

محبوب رسول خدا کے محبوب اور انبیاء خدا کے محبوب سے محبت نہ رکھیں۔ میں نے عرض کی نہیں ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ فرمایا تو بس ثابت ہو گیا کہ خدا کے تمام انبیاء رسول اور تمام مؤمنین جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کے دوستانہ تھے اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ان سب حضرات کے مخالف جناب امیر علیہ السلام کے اور جناب امیر علیہ السلام سے محبت نہ رکھنے والوں کے دشمن ہیں۔ میں نے عرض کی ضرور حضرت نے فرمایا تو بس جنت میں کوئی بھی داخل نہ ہوگا مگر وہی جو جناب امیر علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو۔ پہلوں میں سے ہو تو۔ اور پچھلوں میں سے ہو تو۔ اسی طرح جہنم میں بھی کوئی نہ جائے گا۔ مگر وہی جو ان حضرت کو دشمن رکھتا ہو۔ خواہ پہلوں میں سے ہو خواہ پچھلوں میں سے ہو۔ تو اس صورت میں وہ حضرت قسیم جنت و نار ثابت ہو گئے۔ مفضل ابن عمرو کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی یا بن رسول اللہ آپ نے بہت بڑا بار میرے قلب پر سے ہٹا دیا۔ خدائے تعالیٰ اسی طرح آپ کی بہت سی مشکلیں آسان فرمائے۔ اب اللہ نے جو علم آپ کو عطا فرمایا ہے۔ اس میں سے مجھے کچھ اور بھی عنایت کیجئے۔ فرمایا۔ اے مفضل جو تمہارا جی چاہے پوچھ لو۔ میں نے عرض کی۔ یا بن رسول اللہ مجھے تو صرف یہی دریافت کرنا ہے کہ آیا جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ اپنے دوستوں کو داخل جنت اور اپنے دشمنوں کو داخل جہنم فرمائیں گے یا رضوان و مالک یہ خدمت انجام دینگے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے مفضل کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ خدائے تبارک و تعالیٰ نے عالم مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے جناب رسول خدا کو عالم روحانیت میں انبیاء علیہم السلام کی طرف جو عالم روحانی میں تھے اپنا رسول بنا کر بھیجا تھا۔ میں نے عرض کی ضرور معلوم ہے۔ فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ آنحضرت نے ان سب کو خدا کی توحید اس کی اطاعت اور اس کے احکام کے پیروی کرنے کی دعوت دی۔ اور ان باتوں پر ان سے جنت کا وعدہ کیا اور جن باتوں کو انبیاء نے مان لیا۔ ان کی مخالفت کرنے والے اور ان کا انکار کرنے والے کو جہنم کی وعید سنائی۔ میں نے عرض کی ضرور ایسا ہوا۔ فرمایا تو کیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منجانب پروردگار عالم ان چیزوں کے ضامن نہیں ہیں جن کا خدائے عزوجل کی طرف سے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ وعید کیا گیا۔ میں نے عرض کی۔ ضرور ضامن ہیں۔ فرمایا تو کیا جناب علی ابن ابی طالب صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ۔ آنحضرت کے خلیفہ اور ان کی امت کے امام نہیں ہیں۔ میں نے عرض کی ضرور ہیں۔ فرمایا تو کیا رضوان و مالک فرشتوں میں سے اور ان شیعیان علی ابن ابی طالب کے لئے مغفرت طلب کرنے والے نہیں ہیں۔ جو انہی حضرت کی محبت کے سبب سے نجات پائیں گے۔ میں نے عرض کی ضرور ہیں۔ فرمایا۔ بس تو منجانب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب علی ابن ابی طالب صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ تو قسیم جنت و نار ہوئے اور رضوان و مالک بموجب حکم خدائے تبارک و تعالیٰ ان حضرات کے احکام کا اجراء کرنے والے ٹھہرے۔ اے مفضل اس حدیث کو یاد رکھنا کہ یہ اسرار علوم میں سے ہے اور اس کو اسی شخص سے بیان کرنا جس کو اس کا اہل پاؤں۔

تفسیر صافی قرآتے ہیں کہ اس حدیث سے علم کا ایک ذروازہ کھل گیا جس سے ہزاروں دروازے اور کھل سکتے ہیں اور جو تھے مقدمہ میں بہاں الفاظ متشابہ اور تاویل کی تحقیق کا موقعہ آ بیگا وہاں انشاء اللہ اس کی اور زیادہ وضاحت ہو جائے گی۔

خدا نے تعالیٰ نے جو خطاب اُن بنی اسرائیل سے فرمایا ہے۔ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھے اور جو احسان اُن کے بزرگوں کے ساتھ کئے گئے تھے وہ اُن کو جتلائے گئے ہیں۔ جیسے ڈوبنے سے اُن کو نجات دینا۔ پتھر سے چٹنے جاری کر کے اُن کو پانی پلانا۔ یا جو ناشکریاں اُن کے بزرگوں نے کی تھیں اُن کا الزام اُن کو دیا ہے جیسے آیات خدا کا جھٹلانا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خطابات بھی اُسی قبیل سے ہیں کہ یہ بنی اسرائیل اُسی طینت اور اُسی طبیعت کے تھے جیسے اُن کے بزرگ۔ جن باتوں سے اُن کے بزرگ راضی تھے یہ بھی اُن سے راضی تھے اور جن باتوں سے وہ ناراض تھے یہ بھی اُن سے ناراض تھے۔ اور قرآن مجید زبان عرب میں نازل ہوا اور عربوں کی عادت یہ ہے کہ جب کسی قبیلہ نے کوئی فعل کیا ہو۔ تو اُس قبیلے کے ہر شخص سے اُس فعل کو منسوب کیا کرتے ہیں۔ گو کوئی خاص شخص اس فعل کے کرنے کے وقت خاص طور سے اُس قبیلے کے ساتھ نہ بھی ہو۔ چنانچہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے کلام میں جبکہ اُن حضرت سے ایسا ہی سوال کیا گیا تھا بجنسہ اسی قسم کا مضمون وارد ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ قرآن مجید عرب کے محاورہ کے موافق ہے۔ اور اہل زبان سے اُنہی کے زبان کے موافق بات چیت کی جایا کرتی ہے کیا تم قبیلے بنی تمیم کے ایک ایسے شخص سے جس کی قوم نے کسی شہر کو ٹوٹا ہو اور اس کے رہنے والوں کو قتل کیا ہو یہ نہیں کہتے کہ تم نے فلاں شہر کو ٹوٹا اور تم نے ایسا اور ایسا کیا وغیرہ وغیرہ پس عرب کے اس محاورہ کے تحقیق ہو جانے کے بعد اس قسم کی آیتوں کی تاویل جو حضرات معصومین علیہم السلام سے وارد ہوئی ہے اُن کے سمجھنے میں جو مشکلیں پیش آتی تھیں۔ اور جو شبہات پیدا ہوتے تھے وہ بجز اللہ سب حل ہو گئے۔ بلکہ اُس قسم کی آیتوں کے ذیل میں اُن تاویلوں کے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی کیونکہ صاحبان عقل جو اصل مطلب کو سمجھ گئے اُسی قبیل کی ہر آیت میں ایسی ہی تاویل کو موزوں اور درست پائیں گے اگرچہ ہم بھی محل و موقعہ پر انشاء اللہ کچھ نہ کچھ اُس کا ذکر کرتے جائیں گے۔ ہم خدا تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں تھوڑا ہے۔ کہ اُس نے امام معصوم کے ذریعہ سے اتنا بڑا مضمون ہم کو سمجھا دیا۔ اور اتنا بڑا راز ہم پر کھول دیا۔

## چوتھا مقدمہ

آیات سے کئی کئی معنی ہونے کی وجہ اور متشابہ اور تاویل کی تحقیق :-

صاحب تفسیر عیاشی نے باسناد خود حضرت جابر سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے تفسیر قرآن کی بابت کوئی سوال کیا اور حضرت نے مجھے کچھ جواب دیا۔ پھر میں نے کسی اور موقع پر وہی سوال دوبارہ کیا تو حضرت نے مجھے کچھ اور جواب دیا تو میں نے عرض کی کہ میں قربان ہو جاؤں۔ حضور نے اسی مسئلہ کا جواب پہلے تو کچھ اور دیا تھا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر! قرآن مجید کا ایک باطن ہے۔ اور پھر اُس باطن کا باطن ہے اور اسی طرح اُس کا ایک ظاہر ہے اور پھر اُس ظاہر کا بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور اے جابر! آدمیوں کی عقل میں نہ آنے والی چیز سب سے زیادہ تفسیر قرآن ہے۔ اس لئے کہ کسی آیت کا اول حصہ کسی اور چیز کے ذکر میں ہے۔ اور اُس کا آخر کسی اور چیز کے ذکر میں۔ ظاہر اوہ کلام بلا ہوا ہے۔ اور اُس میں سے بہت سی مختلف صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح انہوں نے باسناد خود حمران ابن اعین سے روایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام روایت کی ہے کہ ظاہر قرآن اُن لوگوں کے متعلق ہے جن کے بارے میں وہ نازل ہوا۔ اور باطن قرآن اُن لوگوں سے متعلق ہے جنہوں نے اُنہی کے سے اعمال کئے ہوں۔ نیز باسناد خود فضیل ابن یسار سے روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس روایت کی بابت سوال کیا۔ کہ قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے کہ جس کا ظاہر و باطن نہ ہو۔ اور اُس میں کوئی حرف ایسا نہیں ہے جس کی کوئی حد نہ ہو۔ اور ہر حد کا ایک مُطَلَع یعنی مطلب خاص بھی ہے۔ تو ظاہر و باطن کا۔ کیا مطلب ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اُس کے ظاہر سے مراد تو اُس کی تنزیل ہے یعنی جن لفظوں میں وہ نازل ہوا۔ یعنی اُس کے ظاہری معنی۔ اور اُس کے باطن سے مراد اُس کا اصلی مطلب ہے۔ اس میں سے کچھ تو ایسا ہے جو گزر چکا۔ اور کچھ ایسا ہے جو بعد میں آتا رہیگا جیسے کہ سورج اور چاند اپنی اپنی جگہ حرکت میں ہیں۔ کہ جب ویسی ہی بات پھر واقع ہوگی اُس آیت کا حکم پھر جاری ہو جائیگا۔ اسی لئے خدا نے تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اُس کے اصل مطلب کو خدا نے تعالیٰ کے سوا اور اُن لوگوں کے سوا جو علم میں رسوخ رکھتے ہیں اور کوئی نہیں جانتا۔ نیز باسناد خود مسعد بن صدیق سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نسخ و منسوخ اور محکم و متشابہ کی بابت سوال کیا تو حضرت نے فرمایا کہ نسخ سے مراد ہے۔ ثابت و قائم جس پر اب عمل کیا جاتا ہے اور منسوخ سے مراد ہے گذشتہ جس پر پہلے عمل کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد ایسا کچھ آگیا جس نے اُسے منسوخ کر دیا۔ محکم سے مراد وہ ہے جس پر اب عمل کیا جاتا ہے۔ اور متشابہ سے مراد وہ ہے جس میں جاہل کو شجرہ ہے۔

نیز باسناد خود عبد اللہ ابن سنان سے روایت کی ہے وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر

صادق علیہ السلام سے قرآن اور فرقان کے معنی پوچھے تو حضرت نے فرمایا کہ قرآن تو ساری کتاب ہے جس میں آئندہ کی خبریں بھی داخل ہوں۔ اور فرقان اُس کا وہ محکم حصہ ہے جس پر عمل کیا جاتا ہے نیز باسناد خود ابو بصیر سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ قرآن میں محکم بھی ہے اور منشا بہ بھی۔ محکم پر ہم ایمان بھی رکھتے ہیں۔ اور عمل بھی کرتے ہیں رہا منشا بہ۔ اُس پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن اُس پر عمل نہیں کرتے۔

نیز باسناد خود عبداللہ ابن ابیکر سے یہ روایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ قرآن مجید اس انداز پر نازل ہوا ہے کہ کہنا تو مجھے تجھ سے ہے اور پڑھنا سن سنتی تو رہیو۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ یہ مثل ایسے موقع پر بولی جاتی ہے کہ ظاہری کلام تو کسی سے ہو رہا ہو۔ اور سنانا کسی دوسرے کو مقصود ہو۔ جو کچھ ہم نے اس کے پہلے مقدمہ میں درج کیا ہے۔ اُس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

نیز باسناد خود ابن ابی عمیر سے روایت ہے انہوں نے بتوسط کسی راوی کے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ وہ حضرت فرماتے ہیں کہ جہاں خدائے تعالیٰ نے ظاہر قرآن مجید میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب پر عتاب فرمایا ہے۔ تو اُس سے مراد پہلے لوگ ہیں جن کا ذکر گذر چکا۔ جیسے فرماتا ہے۔ وَكَوَلَا اَنْ تَبْتَئِنَّا لَقَدْ كَرِهْتَ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا وَيَكْفُرُوْنَ مَقْبُولٌ ترجمہ صفحہ ۵۷۷ سطر ۱۲ اور اگر ہم نے تم کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو قریب تھا کہ تم بھی کچھ نہ کچھ ان کی طرف نائل ہو جاتے۔ اس سے مراد آنحضرت نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جن کے نام لمحدوں نے آیات ہر اسے ساقط کر دیے ہیں جیسا کہ اُس بیان سے ظاہر ہوگا جو چھٹے مقدمہ میں آئیگا۔ یہ دونوں حدیثیں کافی ہیں بھی آچکی ہیں۔

نیز بطریق عامہ جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی حدیثی ہے اور مُطَّلَع بھی۔ نیز آنحضرت سے منقول ہے کہ قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا۔ اُس کی ہر آیت کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور ہر حرف کے لئے ایک مُطَّلَع بھی ہے۔ دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ہر حرف کے لئے ایک حدیثی ہے ایک مُطَّلَع۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ قرآن مجید کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور پھر اُس کے باطن کا باطن سات بطنوں تک ہے اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے۔ وہ حضرت فرماتے ہیں کہ کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کے چار معنی نہ ہوں۔ ایک ظاہر۔ ایک باطن۔ ایک حد۔ اور ایک مُطَّلَع۔ پس ظاہر تو تلاوت ہے اور باطن اُس کا سمجھنا۔ خدا احکام حلال و حرام۔ اور مُطَّلَع اِس کا سمجھنا۔ کہ اللہ نے اُس آیت میں کون کون بنا دئے مراد لئے ہیں۔

نیز روایت ہے۔ انہی حضرت سے دریافت کیا تھا۔ کہ آیا آپ حضرات کے پاس قرآن مجید کے سوا



وحی خدایس سے کچھ اور بھی رسول خدا نے چھوڑا ہے۔ فرمایا نہیں اسی کی قسم جس نے دانہ کو شکافتہ کیا اور کوئل کو نکالا۔ خدائے تعالیٰ جس بندہ کو اپنی کتاب کی سمجھ عنایت فرماوے اُس کو اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کتاب خدا چار چیزوں پر مشتمل ہے۔ عبارت۔ اشارت۔ لطائف اور حقائق۔ پس عبارت عوام کے لئے ہے اور اشارت خواص کے لئے۔ لطائف اولیاء کے لئے ہیں اور حقائق انبیاء کے لئے۔

قول صاحب تفسیر صافی الفاظ متشابہ اور تاویل کی تحقیق کے لئے لازم ہے کہ ہم ایک مفصل اور پُر مغز تحقیق لکھیں اور علم کا ایک ایسا دروازہ کھول دیں جس سے سمجھنے والوں کے لئے ہزاروں دروازہ کھل جائیں۔ لہذا ہم خدا کی تائید پر بھروسہ کر کے بیان کرتے ہیں کہ معانی جتنے بھی ہوں اُن میں سے ہر معنی کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہے۔ ایک رُوح ہوتی ہے ایک صورت ہوتی ہے۔ ایک قالب ہوتا ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی حقیقت کے لئے بہت سی صورتیں اور بہت سے قالب ہوتے ہیں اور لفظوں کی ابتداء جب ہوتی ہے حقیقتوں اور رُوحوں کے لئے ہوتی ہے اور ان دونوں چیزوں کا وجود قابلوں میں پایا جاتا ہے۔ لہذا الفاظ کا استعمال رُوح اور قالب دونوں پر ملا کر ہوتا ہے مثلاً لفظ قلم ہر یہ بنایا تو اُس آلہ کے لئے گیا ہے جو لوح پر صورتوں کو نقش کرے اس لفظ کے بنانے کے وقت یہ کسی کے خیال میں بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ سرکنڈے کا ہوگا۔ نیزہ کا ہوگا، بیدمشک کا ہوگا، لکڑی کا ہوگا، لوہے کا ہوگا یا اور کسی چیز کا۔ نہ یہ خیال میں گزرا تھا کہ اُس کا کوئی جسم بھی ہوگا نہ اس کا خیال آیا ہوگا کہ جو نقش اُس قلم سے بنیگا وہ جو اس سے محسوس کر سکی چیز ہوگا یا عقل سے معلوم کر سکی۔ اور شاید یہ خیال بھی نہ آیا ہو کہ وہ لوح کاغذ کی ہوگی۔ یا لکڑی کی۔ یا پتھر کی۔ بلکہ صرف اتنا ہی خیال آیا ہوگا کہ وہ کوئی چیز ہوگی جس پر نقش ہو جائے اور قلم کی نسبت یہ خیال آیا ہوگا کہ وہ کوئی چیز ہے جو نقش کرے۔ پس یہ تو حقیقتِ لوح۔ حدِ لوح اور رُوح لوح ہوئی اور وہ حقیقتِ قلم، حدِ قلم اور رُوح قلم جب اس کو سمجھ لیا تو یہ بھی سمجھ لو کہ اگر کوئی ایسی چیز ہو جس کے ذریعہ سے علوم کے نقوش دیوں کی لُوحوں میں بیٹھ جائیں تو وہی چیز اس کی سزاوار ہے۔ کہ اُس کو قلم کہا جائے۔ اب خدائے تعالیٰ کے اس قول کو چاہو وہ فرماتا ہے۔ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ یعنی اس نے قلم کے ذریعہ سے سکھایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو کچھ وہ نہ جانتا تھا تو یہ قلم حقیقی ہوا۔ جہاں بھی پایا جائے اور یہی رُوح قلم حقیقتِ قلم اور حدِ قلم ہوئی بلا اس کے خیال کے کہ اُس کا وجود ظاہری ہو یہی حالت لفظ میزان کی ہے وہ اس لئے بنایا گیا ہے کہ اُس کے ذریعہ سے چیزوں کی مقداروں کا اندازہ کر لیا جائے۔ پس اس ایک معنی کے لئے جو اس کی حقیقت اور اُس کی رُوح ہے لفظ میزان بنایا گیا۔ گو اُس کے قالب مختلف اور اُس کی صورتیں متعدد ہیں۔ بعض اُن میں سے جسمانی ہیں اور بعض رُوحانی مثلاً ایک میزان تو وہ ہے جس کو ترازو کہا جاتا ہے اُس کے ذریعہ سے ہلکی اور بھاری جسمانی چیزیں تولی جاتی ہیں۔

وہ کبھی تو در پلٹے والی ہوتی ہے اور کبھی ایک پلٹے والی اور وہ بھی قسم بہ قسم کی (جیسی کہ لیلو سے اسٹیشن اور چنگی گھروں میں دیکھنے میں آتی ہیں) اور ایک میزان وہ ہوتی ہے جس کے ذریعے سے اوقات کا اندازہ کیا جاتا ہے اور مقامات کی بلندی ناپی جاتی ہے اس کو عربی زبان میں اضطراب کہتے ہیں۔ ایک میزان وہ ہے جس سے دائروں کا اور قوسوں کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اسکو پرکار کہتے ہیں۔ ایک میزان وہ ہے جس سے دیواروں کی اور ستونوں کی سیدھ ناپی جاتی ہے اس کو شاقول کہتے ہیں۔ ایک میزان وہ ہے جس کے ذریعے خط یا لکیر کی سیدھ دیکھی جاتی ہے اس کو مسطر کہتے ہیں۔ ایک میزان وہ ہے جس کے ذریعے سے اشعار کی صحت جانچی جاتی ہے اس کو عروض کہتے ہیں۔ ایک میزان وہ ہے جس سے فلسفہ کی باتیں جانچی جاتی ہیں اس کو منطق کہتے ہیں۔ ایک میزان وہ ہے جس کے ذریعے سے حواس خمسہ کی محسوس کی ہوتی بعض چیزوں کی جانچ کی جاتی ہے اس کو جس و خیال کہتے ہیں۔ ایک میزان وہ ہے جس کے ذریعے سے علوم اور اعمال کی جانچ کی جائے گی وہ قیامت کے دن قائم کی جائے گی۔ اور ایک میزان ایسی بھی ہو سکتی ہے جس سے سبھی باتوں کا اندازہ ہو سکے وہ عقل کامل ہے۔ بہر حال یہ معلوم ہو گیا کہ ہر چیز کی میزان اسی کی قسم اور جنس سے ہونی چاہیے مگر لفظ میزان اپنی حمد اور اپنی حقیقت کے اعتبار سے ہر چیز کے اندازہ کی حقیقت پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور یہی حالت اور بھی ہر لفظ اور ہر معنی کی ہے اور جب تم عالم روحانی کی طرف اپنا خیال لے جاؤ گے تو کیا عجب ہے کہ تم بھی روحانی ہو جاؤ اور عالم ملکوت کے دروازے تمہارے لئے کھل جائیں اور تم ساکنان طاعا علی کی موافقت کے قابل سمجھے جاؤ اور اگر یہ حالت میسر آجائے تو کیا کہنے۔ مگر اتنا تو اب بھی سمجھ لو کہ اس عالم ظہور یا محسوسات میں جو چیزیں بھی ہیں وہ عالم ملکوت کے امر و روحانی کی مثال اور صورت ہیں۔ اور عالم ملکوت میں وہ شخص روح ہی روح یا نوری حقیقت ہی حقیقت ہے۔ پس عام لوگوں کی عقلیں فی الحقیقت انبیاء و اولیاء کی عقلوں کے مقابل صرف مثالیں اور صورتیں ہیں لہذا انبیاء و اولیاء ان سے بات کرتے ہیں تو مثالیں بیان کر کے کیونکہ ان کو حکم یہ دیا گیا ہے کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کے اندازے سے بات کریں اور ان کی عقلوں کا اندازہ یہ ہے کہ وہ عالم اس عالم کے مقابل میں ایسا ہے جیسے جاننے کے مقابل میں سونا۔ اور سونے ہوئے آدمی پر کوئی چیز ظاہر نہیں ہو سکتی سوائے اس کے کہ وہ خواب میں صورتیں ہی صورتیں دیکھ لے اسی لئے ایک ایسے شخص نے جو نااہل لوگوں کو حکمت کی باتیں تعلیم کیا کرتا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ وہ سورونکی گردنوں میں موتیوں کے مار لٹکا رہا ہے۔ نیز ایک ایسے شخص نے جو ماہ مبارک رمضان میں صبح صادق کے طلوع ہونے سے بہت پہلے اذان پڑھ دیا کرتا تھا یہ دیکھا کہ وہ لوگوں کے مونہوں پر اور ان کے سستروں پر چہر کر رہا ہے۔ اسی طرح کے اور بہت سے خواب دیکھے گئے ہیں۔ سبب اس کا یہ ہے کہ عالم خواب میں اور اس عالم میں ایک خفیہ تعلق ہے پس کل آدمی گویا سو رہے ہیں اور جب مریں گے تب ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ اور جن چیزوں کو مثال کے

طور پر سنا کرتے تھے اُن کی حقیقتیں معلوم ہو جائیں گی۔ اُن کی رُوحوں کو پہچان لیں گی۔ اور یہ بات سمجھ میں آجائے گی کہ وہ مثالیں یا صورتیں چھبکیوں کا حکم رکھتی تھیں (اور اب جو کچھ دیکھ رہے ہیں یہ گودا اور اصل ہے) خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ **أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةً بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۹۹ سطر ۳ تا ۵)۔ اُس نے آسمان سے پانی اتار پھر اپنی اپنی مقدار کے موافق نالے (ندیاں) بے نیکے اور زو جھاگ کو اُوپر اُوپر لے گئی ۱۲۔ اس آیت میں علم کی مثال پانی سے دی گئی ہے اور قلوب کی اودیہ یعنی وادیوں سے اور صنالت یعنی گراہی کی زبذ یعنی جھاگ سے پھر آخر میں اُس کے یہ جنلا دیا ہے۔ **كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۹۹ سطر ۸)۔ اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے ۱۲۔ مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں کو تمہاری عقل نہیں سمجھ سکتی اُسے اس طرح مثالیں دے کر سمجھایا جاتا ہے۔ قرآن مجید چیزوں کی حقیقت تم کو اس طرح سمجھاتا ہے گویا تم عالم خواب میں اپنی رُوح کے ذریعہ سے لوح محفوظ کا مطالعہ کر رہے ہو تاکہ مناسب مثالیں تمہارے سامنے اصلی صورت میں آجائیں اسی وجہ سے ہر خواب تعبیر کا محتاج ہے اور ہر آیت تاویل کی جو تعبیر کی قائم مقام ہے اب عام مفسر فقط ظاہری الفاظ یعنی چھلکے ہی چھلکے کو یا لفاظہ ہی لفاظہ کو سمجھتا ہے۔ اور چونکہ آدمیوں سے جو باتیں کی گئی ہیں وہ اُن کی عقلوں اور درجوں کے اندازے سے کی گئی ہیں۔ اور قرآن مجید میں خطاب سب سے کیا گیا ہے اس لئے یہ ضرور تھا کہ حصہ اس میں سب ہی کا ہو۔ پس یہی ظاہر بین لوگ یعنی قشریہ فقط اوپری معنی سمجھتے ہیں جیسے انسان کی ظاہری صورت اُس کا پوست اور بدن کا وہ حصہ ہے جو دیکھنے میں آتا ہے۔ اسی طرح معنی کا بھی ظاہر حصہ ہوتا ہے جو بمنزلہ جلد و غلاف کے ہے یعنی صورت ہی صورت۔ اب یہی اُس کی رُوح اُس کی حقیقت اور اُس کا باطن اُس کو صرف صاعجان عقل کا بل ہی سمجھتے ہیں جنکو خدائے تعالیٰ نے **الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ** فرمایا ہے اور اسی بات کی طرف جناب رسولؐ نے اپنی دُعا میں اشارہ فرمایا ہے جو اپنے کسی صحابی کے لئے فرمائی تھی تو یوں فرمایا تھا کہ **يَا لَللّٰهِ** تو اس کو دین کی سمجھ عطا کر اور تاویل کا علم اس کو دیدے حصہ علم قرآن میں سب ہی کا ہے کسی میں کم کسی کا زیادہ اور سمجھنے کا ذوق بھی عام ہوتا ہے خواہ سمجھ ناقص ہو خواہ کامل۔ اب اس کے علم کے رموز اور اسرار اور اُس کی روشنی اور اُس کے انوار ہر شخص کی عقل کے درجہ کے بموجب سمجھ میں آئیں گے۔ رہا پورا پورا تمام باتوں کا سمجھنا اور ہر چیز کی انتہا تک پہنچ جانا یہ کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر سمندر اُس کی شرح کے لئے روشنائی بن جائے اور تمام درخت قلبیں ہو جائیں تب بھی اُس کی شرح ختم نہ ہو جیسا کہ خدایتعالیٰ فرماتا ہے۔ **قُلْ لَوْ كَانُ الْبَحْرُ مِدَادًا لَّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفَذَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا** (دیکھو مقبول ترجمہ ۲۰۶ سطر ۵ تا ۷) (اُسے رسولؐ) تم کہدو کہ اگر سمندر میرے پروردگار کے کلمات کے لئے روشنائی ہو جائیں تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کے کلمات ختم ہوں سمندر ختم ہو جائیگا گو ہم

بدو کے لئے ویسا ہی (اور بھی) لے آئیں۔ اب تک ہم نے جو کچھ بیان کیا اُس سے آیات کے ظاہری معنوں کا اختلاف اور اصول دین کے بارے میں جو حدیثوں میں مختلف گروہوں سے اور مختلف عقولوں سے خطاب کیا گیا ہے اور یہ لازم ہے کہ ہر شخص سے اُس کی عقل اور اُس کے درجہ کے بموجب بات کی جائے لہذا جتنی جس کی عقل تھی وہ اتنا ہی اتنا سمجھا اور اُسی کو بیان کیا پس حقیقت کی حیثیت سے اُن میں کچھ بھی اختلاف نہیں ہے اور مجاز کا تو وہاں کچھ ذکر ہی نہیں خدائے تعالیٰ کو۔ خدائے تعالیٰ کے کلام کو اور خدائے تعالیٰ کے خاص بندوں کے کلام کو بندے عام طور پر اپنی اپنی عقل کے مطابق کیسا سمجھتے ہیں۔ اس کے لئے ہم ایک حکایت بیان کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ جو شخص جو کچھ سمجھا وہ ٹھیک سمجھا اپنی عقل کے مطابق سمجھا اور اس سے زیادہ وہ سمجھ ہی نہیں سکتا۔ پھر بیان میں اختلاف ہے۔ اس کی وجہ سمجھ میں آجائے گی۔ نقل کی گئی ہے کہ ایک شہر میں اندھے ہی اندھے رہتے تھے۔ کیا مرد۔ کیا عورت۔ کیا بوڑھے کیا بچے کیا شریف کیا رذیل سب ہی اندھے تھے۔ اس شہر میں غل مچا کہ لاتھی آیا لاتھی آیا سارے شہر کے رہنے والے لاتھی کو دیکھنے اُمنڈ پڑے مگر دیکھتے کاہے سے اُنکھیں تو کھیں ہی نہیں۔ لامحالہ ٹوٹنا پڑا کسی کے ہاتھ تو دم لگی کسی کے ہاتھ سر لگا کسی کا ہاتھ پھیلی ٹانگوں پر پڑا کسی کا اگلی ٹانگوں پر کسی کا ہاتھ سونڈ پر اور کسی کا ہاتھ کان پر آپس کے ہجوم کے سبب ایک ایک چیز سے زیادہ کو تو وہ چھو نہ سکے اور مجموعی ہیئت دیکھنے سے وہ معذور و مجبور تھے لہذا اب اگر کوئی اُن اندھوں سے پوچھے کہ لاتھی کیسا ہوتا ہے تو آپ ہی بتائیے کہ وہ کیا جواب دینگے جس نے فقط دم کو چھوا ہے وہ یہی کہیگا کہ لاتھی گاؤ دم لکڑی سا ہوتا ہے جس نے سر کو چھوا ہے وہ یہ کہیگا کہ لاتھی ایسا ہوتا ہے کہ جیسے دو بڑے تریوز بلا کر رکھارے جس نے ٹانگوں کو چھوا ہوگا وہ یہ کہے گا کہ واہ لاتھی تو ستون سا ہوتا ہے اور جس نے سونڈ کو چھوا ہوگا وہ یہ کہیگا کہ نہیں لاتھی ایسا ہوتا ہے کہ جیسے پر تالہ کے نیچے نل لگا دیا۔ اور جس نے کان کو چھوا ہوگا وہ چھاج سا بتلائیگا۔ اب آپ ہی سمجھ لیجئے کہ واقعیت کو کسی نے بھی نہیں پایا۔ اور اپنے اپنے علم کے بموجب حقیقت کے بیان کرنے میں سب سچے ہیں۔ یہی حال منشاہ آیات کا ہے کہ جو شخص اُس کی ظاہری معنی سے جو کچھ بھی سمجھا وہ اپنے دین و یقین کے بموجب وہی بیان کرنے لگا۔ پس لازم یہ ہے کہ اپنے بیان کو لفظوں کا ظاہری مطلب سمجھے اور حقیقی مطلب کو خدا تعالیٰ اور اسخون فی العلم کے حوالہ کرے خدایتعالیٰ کی طرف سے نزول رحمت کا امیدوار رہے۔ تاکہ اُس کی طرف سے علم کا دروازہ کھلے اور جو کچھ ہونا ہو وہ بہتر ہی ہو کیونکہ اس کے خلاف جرأت کرے گا تو اُن لوگوں کی مذمت میں شامل ہو جائیگا جن کی خدائے تعالیٰ نے اسی بناء پر مذمت فرمائی ہے کہ بغیر علم کے آیات منشاہات کی تاویلات کر گزرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ۔

(دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۹۷ سطر ۶) اب جن لوگوں کے دلوں میں کھوٹ ہے وہ فتنہ پھیلانے کی نیت سے اور اپنا مطلب رکھنے کی غرض سے ان گول گول آیتوں کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ ان کا اصلی مطلب سید کے خدا اور ان لوگوں کے جو علم میں مضبوط ہیں (اور) کوئی نہیں جانتا۔

## پانچواں مقدمہ

اس امر کا بیان کہ قرآن مجید کی تفسیر کو اپنی رائے سے بیان کرنا منع کیا گیا ہے اور اس میں رمز کیا ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص اپنی رائے سے تفسیر قرآن بیان کرے تو اگر وہ ٹھیک بھی بیان کرے گا تب بھی وہ خطا وار ہے۔

نیز آنحضرت سے منقول ہے کہ جو شخص تفسیر قرآن اپنی رائے سے بیان کرے اس کو اپنا ٹھکانا جہنم سمجھنا چاہیے۔ نیز خود آنحضرت اور ان کے قائم مقام حضرات ائمہ علیہم السلام سے روایت ہے۔ کہ قرآن مجید کی تفسیر کرنا اور بیان کرنا صرف احادیث صحیحہ اور زبواص صریحہ کے ذریعہ سے ہونا چاہیے۔

تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے بیان کرے اگر ٹھیک بھی بیان کرے گا تو بھی کسی اجر کا مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی غلطی کریگا تو اتنی دُور پھینکا جائے گا جتنا زمین و آسمان کے مابین فاصلہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

نیز اسی تفسیر میں اور کتاب کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت سے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص قرآن مجید کے بعض حصہ کا مطلب اپنی رائے سے دوسرے کسی حصہ سے مطابق کر کے بیان کریگا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اور صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو تفسیر القرآن بالقرآن سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ بعض آیات متشابہات کا مطلب بعض دوسری آیات سے اپنی خواہش نفسانی کے بموجب بلا کر بیان کر دینا بغیر اس کے کہ ان لوگوں سے سنا ہو جو اس کے اہل ہیں یا جن کو خدا کے تعالے کی طرف سے نور و ہدایت ملی ہو۔ مقدمہ اول میں جو حدیثیں قرآن مجید کے ساتھ منسک کرنے کی اس کے عجائب و غرائب تلاش کرنے کی۔ اس کے بطون و روائز میں غور کرنے کی اور اس کے معانی میں نظر دوڑانے کی بیان ہو چکی ہیں۔ ان میں اور اوپر کی حدیثوں میں ظاہراً تناقض معلوم ہوتا ہے لہذا لازم ہے کہ ہم ان کی موافقت دکھلائیں۔ پس ہم خدا کی توفیق پر بھروسہ کر کے بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کا یہ گمان ہو کہ قرآن مجید کے اور کوئی معنی نہیں ہیں سوائے اس کے کہ جو الفاظ کے ظاہری ترجمہ سے معلوم ہوتے ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی عقل کی حد بتلاتا ہے۔ اور اپنے مبلغ علم کے ظاہر کرنے میں سچا ہے۔ مگر اس

بات میں خطا کرتا ہے کہ تمام لوگوں کو اسی درجہ میں سمجھتا ہے جہاں تک خود اس کی خدا اور اس کا مقام ہے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ تو یہ بتلاتے ہیں کہ سمجھنے والوں کے لئے معنی قرآن کا میدان تو اتنا وسیع ہے کہ جس کی وسعت انسانی خیال کی وسعت سے بدرجہا زیادہ ہے۔ اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالٌ هٰذَا دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۰۱ سطر ۳) "تو کیا یہ قرآن مجید میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں" نیز فرماتا ہے۔ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۵۵ سطر ۵) اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی (کہ) ہر چیز کا بلیغ بیان (ہے)۔ اور فرماتا ہے مَا قَرَأْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۶۲ سطر ۱) "ہم نے اس کتاب میں کسی طرح کی کمی نہیں کی" یہ بھی فرماتا ہے لَعَلَّهُمُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَكَ مِنْهُمْ (دیکھو مقبول ترجمہ ۱۸۰ سطر ۶) "تو ان میں سے جو بات کی تہہ کو پہنچ جانے والے ہیں وہ اس کی (حقیقت) کو سمجھ لیتے ہیں"

نیز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس میری کوئی حدیث پہنچے تو اُسے کتابِ خدا سے بلا کر دیکھو جو کتابِ خدا سے موافق ہو اُس کو تو قبول کر لو۔ اور جو اُس سے خلاف ہو اُسے دیوار پر دے مارو۔ تو اب اگر کتابِ خدا کچھ سمجھ ہی میں نہ آوے تو حدیث کو بلا کر دیکھنا کیونکر ممکن ہوگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ قرآن مجید سمجھنے میں آسان ہے۔ اور صورتیں اُس میں بہت سی پیدا ہوتی ہیں۔ پس جو بہتر سے بہتر صورت اور وجہ پیدا ہو اسی پر معمول کر لو۔

نیز جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا سوائے اُس صورت کے کہ اللہ اپنے بندہ کو قرآن مجید سمجھنے کی توفیق دیدے کسی کے لئے اُس کا سمجھنا ممکن ہی نہیں۔ اُنہی حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ جو قرآن مجید کو سمجھ لے گا وہ تمام علوم کے مطالب بیان کر سکے گا۔

اس سے یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ قرآن مجید تمام علوم کا جامع ہے۔ ایسی آیتیں اور ایسی حدیثیں بہت سی ہیں تو ان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص اللہ اور اللہ کے رسول اور جناب رسول خدا کے اہلبیت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سچے دل سے مطیع ہو اور اپنا علم اُنہی حضرات سے حاصل کرے اور اُن کے اخبار و آثار کا پیرو ہو۔ اور اُن کے روائع و غوامض کی اطلاع رکھتا ہو اور اُس کو علم میں رسوخ حاصل ہو جائے اور اُس کو معرفت میں اطمینان میسر ہو اور اُس کی دل کی آنکھیں کھل جائیں اور رموز کی حقیقت کا اُس کو علم ہو جائے اور یقین کی روح اُس کو میسر ہو جائے اور ظاہر میں جس کو مشکل سمجھے ہوں اُس کے لئے آسان ہو جائے اور جاہلوں کو جس بات سے وحشت پیدا ہوتی ہو اُس سے اُس کو اُنس ہو جائے ظاہر میں اُس کا دُنیابین ہو اور رُوح اُس کی ملائعہ سے تعلق رکھتی ہو تو اُس کو یہ منزلت حاصل ہوگی کہ وہ قرآن مجید کی عجیب و غریب باتیں بیان کر کے لوگوں کو نفع پہنچائے۔ اور اُس کے عجائبات کا استنباط کرے۔ اور خدائے تعالیٰ کے جود و کرم سے کسی کے لئے ایسا ہو جانا بعید نہیں ہے۔ اور ایسا نہیں ہے کہ یہ سعادت

کسی ایک ہی قوم کے حصہ میں آئی ہو اور دوسروں کی اسمیں شرکت نہ ہو سکے بلکہ حضرات ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اصحاب میں سے بہت سیوں کو ان صفات سے متصف فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا۔ سَلَمَانٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ پس جو شخص اس صفت کا ہو اُس کا الہ اسخون فی العلم میں ہونا اور اُس کو تاویلات قرآنی کا علم ہونا اور ان حضرات کے اس قول میں داخل ہونا کہ الہ اسخون فی العلم ہم ہیں جیسا کہ آپ پہلے مقدمہ میں دیکھ چکے ہیں۔ کچھ عجیب نہیں ہے۔ لہذا جس تفسیر کے بیان کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اُس کی مندرجہ ذیل دو وجہوں میں سے کوئی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔

## ممانعت تفسیر بالرائے کی پہلی وجہ

یہ ہے کہ مفسر کی کسی معاملہ میں کوئی رائے ہو اور اُسی کی طرف اُس کی طبیعت کا میلان اور رجحان ہو اور وہ قرآن مجید کی کسی آیت کا مطلب اپنی رائے اور خواہش کے بموجب بیان کر دے تاکہ اپنی عرض اور اپنے باعیا کی صحت ثابت کر سکے اگر وہ اُس کی رائے اور خواہش نہ ہوتی تو اُس آیت قرآن کریم معنی بھی نہ کہنے لگتے ہوتے اور ایسا کبھی تو باوجود علم کے ہوتا ہے مثلاً ایک شخص اپنی کسی بدعت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے قرآن کی کسی آیت سے حجت پیش کرتا ہے حالانکہ وہ یہ جانتا ہے کہ اس آیت سے مراد یہ نہیں ہے بلکہ وہ اپنے مخالف کو دھوکہ دے رہا ہے اور کبھی بوجہ جہالت کے ہوتا ہے کہ آیت میں احتمال پیدا ہوتا ہے اور اُس کا فہم ایسی وجہ کی طرف میلان کرتا ہے جو اُس کی عرض سے موافقت رکھتی ہے اور وہ اپنی رائے اور خواہش کے بموجب اُسی پہلو کو ترجیح دیتا ہے۔ تو اب ایسا شخص قرآن مجید کا اپنی رائے سے تفسیر بیان کرے تو الا قرار پایا۔ کیونکہ اُس کی رائے ہی وہ چیز ہے جس نے اُس کو اس تفسیر کے بیان کرنے پر آمادہ کر دیا اور اگر اُس کی وہ رائے نہ ہوتی تو وہ وجہ بھی اُس کے نزدیک قابل ترجیح نہ ہوتی۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص کی عرض تو صحیح ہوتی ہے۔ اور وہ اُس کے واسطے قرآن مجید سے دلیل تلاش کرتا ہے اور دلیل ایسی چیز سے لاتا ہے کہ جس کے متعلق وہ جانتا ہے کہ خدا ورسول کی مراد اس سے یہ نہیں ہے مثلاً ایک شخص کا یہ منشاء ہے کہ لوگوں کو صبح کے وقت استغفار پڑھنے کی ترغیب دلائے اور وہ اپنی اس عرض کے لئے جناب رسول خدا کی اس حدیث سے استدلال کرے۔ تَسْتَحِرُّوْنَ وَقِيَّتَ السَّجُورِ بِرُكُوعٍ۔ "سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے" اور یہ خیال دلائے کہ تَسْتَحِرُّوْا سے مراد صبح کا ذکر ہے حالانکہ وہ یہ جانتا ہے کہ تَسْتَحِرُّوْا سے مراد سحری کھانا ہے۔ یا ایسا ہی ایک شخص کسی قسسی القلب کو اس بات کی طرف آمادہ کرنا چاہتا ہو کہ وہ اپنے دل کو ریاضت اور مجاہدہ سے متنبہ اور نرم کرے اور وہ خدائے تعالیٰ کے اس قول اِذْ هَبْنَا لِي فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طَغٰی (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۱۶۵ سطر ۲) "فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے" سے یہ دلیل لائے کہ یہاں فرعون سے اُس کا قلب مراد ہے تو یہ صریح غلط ہو گا اس

طرح کی دلیلیں اکثر واعظ لوگ اپنے صحیح مقاصد حاصل کرنے کے لئے بیان کیا کرتے ہیں۔ تاکہ اُن کے کلام میں خوبی پیدا ہو جائے۔ اور سُننے والے غور و توجہ اور پسندیدگی کے ساتھ سُنیں حالانکہ اس کی ممانعت کی گئی ہے۔ اسی طرح فرقہ صوفیہ کے لوگ اپنے مقاصدِ فاسدہ پورا کرنے کے لئے یعنی لوگوں کو دہوکہ دینے کے لئے اور اپنے مذہبِ باطل کی طرف رجوع کرنے کے لئے قرآن مجید کو اپنی رائے اور اپنے مذہب کے بموجب تاویل کیا کرتے ہیں اور ایسے امور سے متعلق اُس کو بیان کیا کرتے ہیں جن کے بارے میں وہ یقینی طور سے جانتے ہیں کہ وہ اس سے مراد نہیں ہے۔ لہذا اس قسم کی جملہ کارروائیاں تفسیرِ بالرائے کی ممانعت کی حدوں و جہوں میں سے ایک وجہ ہیں :

## ممانعت تفسیرِ بالرائے کی دوسری وجہ

یہ ہے کہ الفاظِ ظاہر عربی دیکھ کر قرآن مجید کا مطلب بیان کرنے کی طرف دُور پڑیں پھر اس کے کہ اُس کو اس کے جاننے والوں سے سُنیں اور قرآن مجید میں جو عجیب و غریب چیزیں ہیں۔ اُن کو اہل علم سے نقل کریں۔ نیز یہ معلوم کریں کہ اُس میں بعض الفاظ مشکل ہیں اور بعض ایسے کہ ان کے ظاہری معنی کچھ ہیں اور ان کے مُرادوی معنی کچھ اور ہیں کہیں کسی لفظ کو کم کر دیا ہے کہیں بالکل گرا دیا گیا ہے۔ کہیں بقرہ مرجع کے ضمیر لائی گئی ہے کہیں کوئی لفظ آگے ہے کہیں پیچھے۔ نیز آیات کا علم حاصل کرنے کی بھی ضرورت ہے ان میں سے کہ کوئی ناسخ ہے کوئی منسوخ۔ کوئی خاص ہے کوئی عام کوئی رخصت ہے کوئی عزیمت کوئی محکم ہے کوئی منتشابہ اور جو شخص ان تمام وجوہ کو نہ جانتا ہو۔ اور جن باتوں کے صاحبان علم سے علم حاصل کر کے سمجھ لینے کی ضرورت ہے اُن کو بغیر سمجھے فقط عربی زبان سمجھنے کے برتنے پر معنی بیان کرنے کی جرات کر بیٹھے ضرور اس سے بہت سی غلطیاں ہوں گی۔ اور وہ اس زمرہ میں داخل ہو جائے گا جو اپنی رائے سے تفسیر بیان کرنے والے ہیں۔ پس ظاہری تفسیر کے لئے نقل و سماع کی ضرورت ہے۔ نقل کے

لہ ناسخ وہ حکم ہے جس نے کسی پہلے حکم کے اثر کو باطل کر دیا ہو جیسے جس عورت کا شوہر مر جائے اس کا عدہ چار ماہ و س دن قرار پایا جو پہلے ایک سال ہوتا تھا۔ مثال کے لئے دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۷۳ سطر ۲ و صفحہ ۷۵ سطر ۹ ۔  
 لہ منسوخ وہ حکم ہے جو پہلے جاری تھا بعد میں کسی دوسرے حکم نے اس کے اثر کو باطل کر دیا۔ مثال کے لئے دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۵ سطر ۴ و صفحہ ۷۶ سطر ۱۰ ۔  
 لہ رخصت ایسے حکم کو کہتے ہیں کہ جس میں فعل کے کرنے کی اجازت ہے لزوم نہیں۔ مثلاً نکاح چار تنگ کرنے کی رخصت ہے اور ایک نکاح کرنا لازم ۔  
 لہ عزیمت وہ حکم ہے جس کا بجالانا لازم ہے۔ جیسے ایک نکاح کرنا ۔



یہ معنی ہیں کہ جاننے والوں سے لیں اور نہ جاننے والوں تک پہنچائیں۔ اور سماع کے یہ معنی ہیں کہ صاحبان علم سے سنین قیاس سے کچھ نہ کہیں ان دونوں چیزوں کی ضرورت اول تو اس لئے ہے کہ غلطیاں کرنے سے محفوظ رہیں۔ دوسرے اس لئے ہے کہ سمجھ کو ترقی ہو اور مطلب نکالنے کی قوت زیادہ ہو۔ اس لئے کہ ظاہری تفسیر لغت کی تعلیم کی قائم مقام ہوتی ہے جس کے مطلب کے سمجھ لینے کے لئے بہت ہی ضرورت ہے۔ اب وہ چیزیں جن کے لئے سماع کی ضرورت ہے ان کی شاخیں بہت سی ہیں از آں جملہ ایک قسم کا نام ہے۔ مجل اس کا یہ مطلب ہے کہ حکم تو اس سے ظاہر ہوتا ہے مگر کس تفصیل سے اس کی تعمیل ہونی چاہیے۔ اس کا کوئی پتہ نہیں لگتا جیسا کہ فرمایا۔ **اقیموا الصلوة۔ یا اتوا الزکوة۔ یا اتوا حقہ یوم حصادہ۔** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۳۲ سطر ۱) قائم کرو نماز (یا) دیدو زکوٰۃ (یا) کاٹنے کے دن اس کا مقررہ حصہ دیدو۔ یہ تینوں حکم اس امر کے محتاج ہیں کہ جناب رسولی اصلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدائے تعالیٰ کی وحی کے بموجب اس کی تفصیل سمجھائیں۔ چنانچہ آنحضرت نے نمازوں کے اوقات بھی بتلائے اس کی کیفیت بھی سمجھائی۔ رکعتوں کی گنتی بھی بتلائی۔ زکوٰۃ کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ کن چیزوں میں سے اس کا نکالنا واجب ہے اور کن میں سے نہیں۔ پھر نصاب بتلایا یعنی وہ مقدار جس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے بہر حال اس طرح کی مثالیں بہت سی دی جاسکتی ہیں کہ جب تک نقص صریح کے ذریعہ سے ان کے متعلق علم واقفیت حاصل نہ ہو جائے اس کی تفسیر کرنا قطعاً ممنوع ہے۔

دوسری قسم کا نام اختصار یا ایجاز بالحدف والا ضمار یعنی کم کر دینا یا بعض لفظوں کو گرا کر اختصار کر دینا۔ یا فقط ضمیر کام میں لانا۔ اس کی مثال یہ ہے جیسا کہ خدایتعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَآتَيْنَا قَوْمَهُمُ النَّاقَةَ مَبْصُورَةً فَاظْلَمُوا بِهَا۔** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۳۷ سطر ۹) اور ہم نے قوم ثمود کو صریح (نشانی) اونٹنی عنایت کی تھی پھر انھوں نے اس پر ظلم کیا۔ ۱۲۔ اب الفاظ ظاہری کی طرف نظر کرنے والا اور صرف اوپری معنی سمجھنے والا یہ سمجھے گا کہ وہ اونٹنی انکھوں والی تھی اندھی نہ تھی۔ حالانکہ اس آیت میں لفظ مَبْصُورَةً اونٹنی کی تعریف میں نہیں ہے بلکہ لفظ آیت محذوف ہے جس کے معنی ہیں نشانی۔ مَبْصُورَةً اس کی صفت ہے۔ دونوں کے ملکر معنی ہوئے روشن نشانی یا کھلی نشانی۔ اب الفاظ فظلموا بھا کو تو اس سے پتہ نہیں لگتا کہ انھوں نے ظلم کس چیز کے ذریعہ سے کیا اور کس پر کیا اپنے آپ پر یا کسی غیر پر۔ صاحبان علم کے بتانے سے یہ معلوم ہوا کہ اس اونٹنی کو قتل کرنے کے ذریعہ سے انھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ کہ مستحق عذاب ہو گئے۔ اسی طرح ایک قسم مقدم و مؤخر کی ہے اس میں غلط ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ حالانکہ درحقیقت کوئی غلطی نہیں ہوتی جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسْمًّى۔** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۶۳۹ سطر ۳) اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات کی پہل اور ایک وقت کا تعین نہ ہو چکا ہوتا تو عذاب ضرور آتا۔ اب اصل معنی کی موافقت سے ترتیب یوں ہونی چاہیے تھی۔ **وَلَوْلَا**

لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى لِّكَانَ لِزَامًا طِيبِي وَجْهِي كَلِمَةٌ أَجَلٌ مَرْفُوعٌ آيَاتِي - اگر ایسا ہوتا تو مثل زامات کے وہ منصوب ہوتا۔

بزرگوار عبد اللہ محمد ابن ابراہیم ابن جعفر نعمانی نے اپنی تفسیر میں اسمعیل ابن جابر سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے خود جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پروردگار عالم نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ان حضرت پر نبوت کو ختم کر دیا کہ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہو اور آنحضرت پر ایک کتاب ایسی نازل فرمائی کہ اس کے ساتھ کتابوں کو ختم کر دیا۔ اب اس کے بعد کوئی کتاب نہ آئے گی۔ حلال چیزوں کو اس میں قرار دے دیا اور حرام چیزوں کو اس میں حرام ٹھہرا دیا۔ اب جو اس میں حلال ہے وہ قیامت تک حلال ہے۔ جو اس میں حرام ہے وہ قیامت تک کے لئے حرام ہے اس میں تمہاری شریعت بھی موجود ہے۔ اور جو لوگ تم سے پہلے گذر گئے ان کے واقعات بھی موجود ہیں اور جو تمہارے بعد آئیں گے ان کی خبریں بھی ہیں۔ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بحیثیت ایک باقی رہنے والے علم کے اپنے اوصیاء کے سپرد فرمایا۔ مگر لوگوں نے ان اوصیاء سے کوئی غرض نہیں رکھی حالانکہ وہ من جانب اللہ اپنے زمانہ والوں کے گواہ مقرر ہو چکے ہیں۔ اُمّت رسول خدا کے لوگ نہ فقط ان سے پھر ہی گئے بلکہ ان کو قتل بھی کیا اور ان کے غیروں کے پیرو بھی ہو گئے اور خالص دل سے ان غیروں ہی کی اطاعت کرنے لگے۔ نوبت یہاں تک پہنچا دی کہ جس شخص نے حقیقی والیان امر کی ولایت کا اظہار کیا اور ان کے علوم کا طالب ہوا تو اس سے بھی دشمنی کی اور اس کے در پر آزار ہو گئے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَائِنَةٍ مِنْهُمْ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۱۶ سطر ۲) اور جن چیزوں کی ان کو نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک بڑا حصہ بھول گئے اور جو ان میں سے خیانت کرنے والے ہیں اور وہ بہت ہی تھوڑے ہیں (جو خائن نہیں ہیں) ان کے حال پر تم کو برابر اطلاع ہوتی رہے گی ۱۲۔ اس آیت میں جس خیانت کا ذکر ہے یہ اسی کا نتیجہ ہوا۔ کہ ان لوگوں نے قرآن مجید کی بعض آیتوں کو بعض سے ٹکرا کر اپنے خیال کے بموجب قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے بیان کرنی شروع کر دی منسوخ سے حجت لائے۔ یہ خیال کر کے کہ یہ ناسخ ہے منشاہ سے دلیل پیش کی یہ سمجھ کے کہ یہ محکم ہے۔ خاص سے دلیل پکڑی سمجھتے یہ رہے کہ یہ عام ہے۔ آیت کے اول حصہ کو استدلال میں پیش کیا سبب تاویل اور حصہ آخر کو چھوڑ دیا کیونکہ اس سے واقف ہی نہ تھے۔ نہ انہوں نے اس پر نظر کی کہ کلام شروع کس چیز سے ہوتا ہے نہ اس پر غور کیا کہ ختم کہاں ہوا۔ نہ یہ جانتے ہیں کہ واو کس کی شان میں ہے نہ یہ پہچانتے ہیں کہ ہمارے کس سے ہوا۔ سبب یہ کہ جو اس کے اہل تھے اور ہیں ان سے حاصل نہیں کیا۔ نتیجہ یہ کہ خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ اسے بندگان خدا خدائے تعالیٰ تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ یہ خوب سمجھ لو۔ کہ جو شخص خدائے عزوجل کی کتاب میں ناسخ و منسوخ کی شناخت نہ رکھتا ہو۔ خاص و عام کو نہ پہچانتا ہو۔ محکم و منشاہ کی اس کو تمیز نہ ہو۔ رخصت و عزیمت میں

فرق نہ کر سکے۔ مکی کو مدنی سے الگ نہ جانے۔ نشان نزول کے اسباب سے ناواقف ہو قرآن مجید میں جو الفاظ مبہم ہیں وہ خواہ کیجائی ہوں یا علیحدہ علیحدہ ان سے واقفیت نہ رکھتا ہو۔ کتاب خدا میں علم قضا و قدر، تقدیم و تاخیر مبین و عمیق و ظاہر و باطن ابتداء و انتہا، سوال و جواب، قطع و وصل، مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ جو جو ہیں ان سے کچھ دگاؤ نہ رکھتا ہو۔ آگے پچھے کی آیتوں کو نہ جانتا ہو اُس صفت سے واقف نہ ہو جو پہلے والی چیز کی بیان ہو چکی ہے اور اس کی دلیل اس کے بعد والی سے معلوم ہوتی ہے۔ مگر مگر کہ منہ سے بے خبر ہو۔ مفصل عنایت رخصت فرائض و احکام کے موقع، حرام و حلال کے معنی جن کی وجہ سے لکھ گراہ ہو گئے کچھ نہ کچھ سمجھتا ہو نہ اس سے واقف ہو کہ کس مقام کے الفاظ کا کس جگہ کے الفاظ سے تعلق ہے۔ آیا ان کے معنی ما قبل پر محمول ہوتے ہیں یا مابعد پر۔ غرض جو ان چیزوں سے بے خبر ہو وہ نہ قرآن مجید کا عالم ہو سکتا ہے اور نہ اُس کا اہل اور جو شخص بغیر دلیل واضح کے ان قسموں کی معرفت کا مدعی ہو وہ بھوٹا۔ شکئی۔ اور اللہ اور اللہ کے رسول پر بہتان باندھنے والا قرار پائے گا اُس کا ٹھکانا جہنم ہو گا اور وہی سب سے بڑی بازگشت ہے۔

## چھٹا مقدمہ

قرآن مجید کے جمع ہونے کا بیان اور اُس میں معنوی تحریف ہونے کا ذکر اور یہ کہ اس میں کوئی کمی بیشی ہوئی ہے یا کچھ نہیں۔

علی ابن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں باسناد خود جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ حضرت فرماتے ہیں کہ جناب رسالتنا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے فرمایا بخدا کہ یا علی قرآن مجید سب کا سب میرے بستر کے پچھے صحیفوں میں حریرہ اور کاغذات میں موجود ہے۔ تم اُس سب کو لیکر جمع کر لینا۔ اور اُس کو اس طرح ضائع نہ ہونے دینا جیسے یہودیوں نے توریت کو ضائع کر دیا تھا۔ پس علی مرتضیٰ تعجیل ارشاد پیکر بستہ ہو گئے اور اُس کو ایک زرد کپڑے میں جمع کر لیا۔ پھر اُس پر مہر لگا کر اپنے گھر لے گئے اور یہ اظہار کر دیا کہ جب تک میں اُس کو (مطابق منشاء خدا و رسول) جمع نہ کروں گا اُس وقت تک روانہ اور ہوں گا۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تک جناب امیر علیہ السلام نے پورا قرآن مجید جمع نہ کر لیا۔ اگر کوئی شخص حضرت کی خدمت میں آتا۔ تو آپ بغیر چادر اور ٹھہرے اور محض اُس سے بلنے کے لئے آجائے گا۔ فی میں محمد ابن سلیمان نے یہ روایت کسی صحابی کے جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ صحابی ذکر کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی ہیں آپ یہ قربان ہو جاؤں ہم قرآن مجید کی کچھ آیتیں اس انداز سے سنتے ہیں جیسے ہمارے پاس نہیں ہیں اور ہم اسے اچھا بھی نہیں جانتے کہ ہم اُس کو

اُس انداز سے پڑھیں جیسی کہ ہم کو آپ حضرات سے ملی ہیں تو آیا ہم اس میں گنہگار ہوتے ہیں فرمایا نہیں تم لوگ تو اسی طرح پڑھو جیسے تم کو تعلیم دی جائے۔ کیونکہ وہ تو آئندہ آئے گا۔ جو تم کو (صحیح) تعلیم دینگا۔

قول صاحب تفسیر صافی اس حدیث میں آئندہ آئیوالے سے مراد جناب صاحب الامر علیہ السلام ہیں۔

صاحب کتاب کافی باسناد خود سالم ابن سلمہ سے روایت کرتے ہیں اُن کا بیان ہے کہ میری موجودگی میں ایک شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور میں قرآن مجید کے کچھ الفاظ اس انداز سے پڑھے جس انداز سے عام لوگ نہیں پڑھتے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس قرأت سے باز رہ اور اسی قرأت سے پڑھ جس طرح کہ عام لوگ پڑھتے ہیں۔ جب تک کہ قائم آل محمد کا زمانہ نہ آجائے اس لئے کہ جب اُن حضرت کا زمانہ آجائے گا تو کتاب خدا اپنی حد پر (یعنی جس شان سے نازل ہوئی تھی اسی طرح) پڑھی جائے گی اور وہ اُس مصحف کو جاری فرما دیں گے جیسے خود جناب علی مرتضیٰ نے اپنے دست مبارک سے لکھا تھا۔ نیز ان حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ جناب ابیہریرہ نے اُس کی کتابت سے فارغ ہوئے تھے تو اُسے لوگوں کے سامنے لائے تھے اور اُن سے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہ کتاب خدا اسی ترتیب کے مطابق ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ اور اپنے رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی۔ اور میں نے آنحضرت کے ارشاد کے موافق اُس کو ان دونوں دینیوں کے مابین جمع کر دیا ہے تو اُن لوگوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے پاس جو مصحف ہے اس میں بھی سارا قرآن موجود ہے ہمیں آپ کے جمع کئے ہوئے قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ آگاہ رہو کہ آج کے بعد سے تم اس کو کبھی نہ دیکھو گے۔ میرے ذمہ اتنی ہی بات تھی کہ جب میں اس کو جمع کر چکوں تو تم کو اطلاع دے دوں۔ تاکہ تمہارا جی چاہے تو اُس کو پڑھ کر اس سے نفع حاصل کرو (اور نہ جی چاہے تو نہ سہی) اسی کتاب میں صاحب کتاب نے باسناد خود بذکلی سے روایت کی ہے وہ ذکر کرتے ہیں کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے مجھے ایک صحیفہ عنایت فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ اس میں نظر نہ ڈالو۔ مگر میں نے اُس کو کھولا اور اُس میں سورہ لَدَيْكُنِ التَّنِيْنِ كَفَرًا وَا كُوْطُرًا وَا كُوْطُرًا وَا كُوْطُرًا تو اس میں قریش کے ستر آدمیوں کے نام معرآن کے باپوں کے نام کے لکھے پائے حضرت نے کسی شخص کو میرے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ وہ مصحف ہمارے پاس واپس بھیج دو۔

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے وہ حضرت فرماتے ہیں کہ اگر کتاب خدا کے معنی و مطالب میں پڑھایا اور گھٹایا نہ گیا ہوتا تو ہمارا حق کسی صاحب عقل پر پوشیدہ نہ رہتا اور جب ہمارا قائم ظاہر ہو کہ گفتگو کرے گا تو قرآن مجید اس کی ہر بات کی تصدیق کر دے گا۔ نیز اسی تفسیر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر قرآن مجید اسی ترتیب سے پڑھا جاتا جس ترتیب سے کہ وہ نازل ہوا تھا تو تم ہمارے نام بھی اس میں پالیتے۔ نیز اسی تفسیر میں انہی حضرت سے روایت ہے کہ قرآن مجید میں جو گزر گیا وہ بھی اور جواب ہو رہا ہے وہ بھی ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے وہ بھی ہے اس میں آدمیوں کے نام بھی موجود تھے جو گزر گئے اور اُس میں ایک ایک اسم سے اتنی مختلف صورتیں

پیدا ہوتی ہیں کہ اُن کا شمار سوائے اوصیائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی جانتا ہی نہیں  
**قول مترجم:**۔ اس حدیث میں لفظ اسماء اِجبال آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے ذاتی اور  
 شخصی نام تھے۔ اور جہاں ایک اسم کا نام آیا ہے اس سے مراد ایسے الفاظ ہیں جس کے متعدد معنی ہوں۔ جیسے  
 لفظ ذکر کہہیں اس سے جناب رسول خدا مراد ہیں کہیں جناب امیر اور کہیں قرآن مجید اسی طرح لفظ شیطان سے  
 کہیں ابلیس مراد ہے کہیں جبرئیل کہیں ان دونوں کے علاوہ کوئی اور نقصان پہنچانے والا۔ نیز جن لوگوں کے قرآن مجید میں  
 مذکور ہوئے ان کا ذکر آیا ہے کہیں تو ان کے ذاتی نام مذکور تھے جو گراؤ گئے اور کہیں اشارے اور کلمات تھے۔ جو  
 اب بھی باقی ہیں پس ان کا ذکر جن اشارے اور کلمات کے لفظوں میں موجود ہے اُن کے دوسرے معنی کو  
 سوائے اوصیائے جناب رسول خدا کے اور کوئی نہیں سمجھتا۔ نیز تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام  
 سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی آیتیں تو بہت سی گرا دی گئی ہیں مگر زیادہ جو کیا گیا ہے وہ کہیں کہیں کوئی حرف بڑھا  
 دیا گیا ہے اور اس میں زیادہ تر کاتبوں کی خطا ہے اور لوگوں کے اوہام۔

**قول مترجم:**۔ بہت سی آیتوں کے کم ہونے کی روایتیں حضرات اہلسنت کی کتابوں سے بھی اسی مقدمہ میں آگے آتی  
 ہیں۔ رہا بعض حروف کا بڑھا دیا جانا اس کا ذکر بھی صحیح بخاری اور صحیح مسلم جیسی مستند کتابوں میں موجود ہے۔  
 شیخ احمد ابن ابیطالب طبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احتیاج میں منجملہ اُن حجتوں کے جو جناب امیر علیہ السلام  
 نے ہاجرین اور انصار کے گروہ پر قائم کی تھیں یہ حجت بھی لکھی ہے کہ طلحہ انصاری نے جناب امیر علیہ السلام  
 سے کچھ سوال کئے تھے انہیں جملہ یہ بھی تھا کہ یا ابوالحسن میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں نے یہ  
 دیکھا تھا کہ آپ ایک کپڑے میں کوئی لپیٹی ہوئی چیز لٹے ہوئے نکلے جس پر ہر لگی ہوئی تھی اور آپ نے یہ فرمایا کہ  
 لوگو! میں اقل تو جناب رسول خدا کے غسل و کفن و دفن میں مشغول رہا۔ پھر میں کتاب خدا کی ترتیب میں مشغول  
 ہو گیا یہاں تک کہ میں نے اُس کو جمع کر لیا اب میرے پاس یہ کتاب خدا پوری پوری موجود ہے جس میں سے  
 ایک حرف بھی ضائع نہیں ہوا۔ میں نے تو آپ کے لکھے ہوئے مجموعہ کو دیکھا نہیں مگر یہ ضرور دیکھا تھا کہ عمر نے  
 آپ کے پاس کسی شخص سے یہ کہا بھیجا تھا کہ اپنا جمع کیا ہوا قرآن مجید مجھے بھیج دیجئے تو آپ نے ایسا کرنے سے  
 انکار کیا تو عمر نے لوگوں کو بلایا اور یہ قاعدہ مقرر کر دیا کہ جس آیت کی بابت دو آدمی گواہی دیتے تھے وہ لکھی  
 جاتی تھی اور جس آیت کی بابت ایک ہی آدمی گواہی دیتا تھا وہ تاخیر میں ڈال دی جاتی تھی یعنی نہ لکھی جاتی تھی اور میں  
 نے خود عمر کو یہ کہتے سنا کہ جنگ یمامہ کے دن بہت سے لوگ ایسے قتل ہو گئے جو قرآن مجید کا ایسا حصہ پڑھا کرتے  
 تھے کہ جو اُن کے سوا دوسرا کوئی پڑھتا ہی نہ تھا تو وہ سب جاتا رہا۔ اور ایک صحیفہ لکھا جا رہا تھا کہ ایک بکری  
 آکر اُس کو بیٹھ گئی۔ اور اُس میں جو کچھ تھا وہ یوں جاتا رہا۔ اور اس زمانہ کا کاتب عثمان تھا۔ نیز میں نے خود عمر اور  
 اُس کے اُن اصحاب کو جنہوں نے زمانہ عمر اور زمانہ عثمان میں اپنے اپنے نوشتوں کو جمع کیا ہے یہ کہتے سنا کہ سورہ  
 احزاب سورہ بقرہ کے برابر تھی اور سورہ نور کی ایک سو کوئی آیتیں تھیں اور سورہ حجر کی ایک سو نو سے آیتیں

تھیں تو اب یہ کیا ہو گیا؟ اور خدایا آپ پر رحمت فرمائی ہے کہ آپ کتاب خدا نکال کر لوگوں کو نہیں دیتے حالانکہ عثمان نے جب سے عمر سے مجوعہ لیا ہے اور کتابوں کو جمع کیا ہے یہ قصد کر لیا ہے کہ تمام لوگوں کو ایک ہی قرأت کے پڑھنے پر مجبور کریں۔ اسی لئے اس نے ابی ابن کعب اور عبداللہ ابن مسعود کے قرآنوں کو پھاڑ پھیر کر آگ میں جھونک دیا۔ اس کے جواب میں جناب امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے طلحہ آیت جو خدائے عزوجل نے اپنے رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی وہ میرے پاس خود جناب رسول خدا کی لکھوائی ہوئی اور خود میرے ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود ہے۔ نیز ہر آیت کا وہ مطلب جو اللہ تعالیٰ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی۔ اور ہر حلال اور ہر حرام اور ہر حد اور ہر حکم اور ہر وہ چیز جس کی آیت کو قیامت تک ضرورت ہوگی خود جناب رسول خدا کی لکھوائی ہوئی اور میرے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود ہے۔ یہاں تک کہ ذرا سی کھریج بھی لگ جائے تو اس کا معاوضہ بھی۔ یہ سن کر طلحہ بولا کہ ہر چیز خواہ چھوٹی ہو یا بڑی خاص ہو یا عام ہو چکی ہو یا قیامت تک ہونے والی ہو وہ سب آپ کے پاس لکھی ہوئی موجود ہے۔ فرمایا ہاں موجود ہے اور یہ اُس کے علاوہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں ہزار باب علم کی کتبھی مجھے عنایت فرمائی جس کے ایک ایک باب سے ہزار ہزار باب اور کھاتے ہیں اور اگر آیت اس وقت سے کہ جناب رسول خدا کا انتقال ہوا میرا اتباع اور میری اطاعت کرتی تو اس کو رزق بکثرت آسمان سے بھی پہنچتا اور زمین سے بھی اس حدیث کے آخر میں ہے کہ طلحہ نے عرض کی۔ یا ابوالحسن میں دیکھتا ہوں کہ قرآن مجید کے معاملہ میں جو سوال میں نے آپ سے کیا تھا اس کا جواب آپ نے مجھے کچھ نہ دیا کہ اس کو آپ لوگوں کے لئے ظاہر کیوں نہیں فرماتے۔ فرمایا کہ اے طلحہ میں نے اراداً تم کو اس کا جواب نہیں دیا۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ عمر و عثمان نے جو کچھ لکھوایا وہ سب کا سب قرآن ہے اور اس میں ایسا حصہ بھی ہے جو قرآن میں نہیں۔ طلحہ نے عرض کی۔ جی ہاں وہ سب کا سب قرآن ہے فرمایا بس تو جو کچھ اس میں ہے اگر تم اس کو سمجھ لو اور اس پر عمل کرو تو تم آتش دوزخ سے نجات پاؤ گے اور جنت میں داخل ہو جاؤ گے اس لئے کہ اس میں ہماری حجت موجود ہے۔ ہمارے حق کا بیان موجود ہے اور ہماری اطاعت کا فرض ہوتا موجود ہے۔ طلحہ نے کہا بس میرے لئے یہی کافی ہے جب وہ سب قرآن ہے تو میرے لئے کافی ہے۔ پھر طلحہ نے عرض کی اچھا یہ تو بتلائیے کہ جو قرآن اور قرآن کی تاویل اور حلال و حرام کا علم آپ کے پاس ہے وہ آپ کس کے سپرد فرمائیں گے اور آپ کے بعد اس کا مالک کون ہوگا؟ فرمایا اسی کے سپرد کروں گا جس کی نسبت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کے سپرد کروں اور وہ میرا وہی اور میرے بعد تمام آدمیوں سے افضل اور بنجان اللہ تمام آدمیوں کا حاکم میرا فرزند حسن (علیہ السلام) ہے۔ پھر میرا فرزند حسن اپنے بعد میرے دوسرے فرزند حسین کے حوالہ کر دیا پھر اسی طرح ایک سے دوسرے کو پہنچا رہا یہاں تک کہ ان میں کا آخری جناب رسول خدا کی خدمت میں ان کی حوض پر پہنچ جاوے گا۔ یہ سب قرآن مجید کے ساتھ رہیں گے اور اس سے کبھی جدا نہ ہوں گے۔

اور قرآن مجید ان کے ساتھ رہیگا جو ان سے کبھی جدا نہ ہوگا۔ اگاہ ہو جاؤ کہ معاویہ اور اس کا بیٹا یزید عثمان کے بعد بادشاہ بن جائیں گے۔ پھر ساتھ آدمی اولاد حکم ابن ابی العاص سے یکے بعد دیگرے بادشاہ ہو جائیں گے اور اس طرح بارہ ائمہ صدالت کی گنتی پوری ہو جائے گی۔ یہی وہ ہیں جن کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں اپنے منبر پر دیکھا تھا کہ آنحضرت کی اُمت کو پچھلے پاؤں گراہی کے گڑھے میں دھکیں رہے ہیں۔ دنش تو ان میں سے بنی امیہ میں سے ہوں گے اور دو وہ جنہوں نے ان کے لئے سلطنت کی بنیاد ڈالی ہوگی اور ان دونوں پر اتنا ویال ہوگا جتنا قیامت تک تمام اُمت کے بد اعمالیوں کا وبال ہوگا۔ اور حضرت ابوذر غفاری کی روایت میں ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو جناب علی مرتضیٰ نے قرآن مجید کو جمع کیا اور اُسے ہاجرین و انصار کے پاس لائے اور مطابق اس وصیت کے جو جناب رسول خدا نے ان کو فرمائی تھی ان کو سامنے اُسے پیش کیا۔ ابو بکر نے جیسے ہی اس کو کھولا تو پہلے ہی صفحہ پر جو کھلتے ہی سامنے آیا ان لوگوں کی فضیحت موجود تھی۔ عمر اس پر جھپٹ کر اٹھا اور کہنے لگا کہ یا علی تم اسے واپس لے لو ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ علی مرتضیٰ نے اُس کو لے لیا اور تشریف لے گئے۔ پھر زید ابن ثابت بلا یا گیا جو ایک قاری قرآن تھا اور اُس سے عمر نے کہا کہ علی ہمارے پاس قرآن مجید لائے تھے جس میں ہاجرین و انصار کی فضیحتیں موجود تھیں لہذا ہم نے ارادہ کیا ہے کہ تم ہمارے لئے ایک قرآن جمع کرو اور اس میں سے ہاجرین و انصار کی جو فضیحت کی باتیں ہیں وہ نکال دو۔ زید نے اسے منظور کر لیا۔ پھر یہ کہا کہ اگر میں تمہاری خواہش کے بموجب قرآن مجید کو مرتب کر کے فارغ ہو گیا اور اُس کے بعد علی نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن ظاہر کر دیا تو تمہارا سارا کیا دھرا بیکار ہو جائیگا یا نہیں؟ عمر نے کہا تو پھر کیا تدبیر کرنی چاہیے۔ زید نے کہا کہ تدبیر کرنی تو تم ہی بہتر جانتے ہو میں کیا جانوں۔ اس پر عمر نے کہا کہ کوئی تدبیر نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہم علی کو قتل کر دیں اور ان سے راحت پائیں۔ چنانچہ خالد ابن ولید کے ہاتھوں علی مرتضیٰ کے قتل کی تدبیر کی گئی مگر اس پر قدرت نہ پائی۔ یہ قصہ بچائے خود بہت مشہور ہے۔ اس کے بعد جب عمر خلیفہ ہو گئے تو انہوں نے علی مرتضیٰ سے خواہش کی کہ وہ قرآن عام طور پر لوگوں کو دیا جائے تاکہ اُسکے بارے میں تباہ خیالات نہ لیں۔ وہ خواہش ان لفظوں میں تھی کہ اُسے ابو الحسن اگر ایک مرتبہ اُسے جیسے ابو بکر کے پاس لائے تھے تو ایک مرتبہ ہمارے پاس بھی لے آئے تاکہ ہم اور آپ اس پر اجتماع کر لیں۔ علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ ہرگز نہیں یہ بات ہوتی ہی نہیں میں جو ابو بکر کے پاس لایا تھا صرف اس لئے کہ تم پر سخت قائم ہو جائے اور قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم تو اس سے بیخبر تھے۔ یا یہ کہہ دو کہ تم ہمارے پاس لائے ہی نہیں۔ قرآن مجید جو میرے پاس ہے سوائے ان لوگوں کے جو مطہر اور معصوم ہوں گے اور جو میری اولاد میں سے میرے وصی ہوں گے اور کوئی اُسے چھو بھی نہیں سکتا۔ نہ اُس کے معنی و مطالب سے منس رکھ سکتا ہے۔ عمر نے کہا تو آیا اُس کے ظاہر کرنے کا کوئی وقت متعین ہے۔ علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ ہاں معلوم ہے۔ میری اولاد میں سے جب قائم آل محمد قائم ہوں گے وہ اُس کو ظاہر بھی کریں گے اور تمام لوگوں کو اسی پر چلائیں اور اسی کے بموجب قانون جاری کیا جائے گا۔ نیز جناب

امیر المومنین علیہ السلام نے ایک زندیق سے جو قرآن مجید کی ایسی متشابہ آیتوں سے جو محتاج تاویل تھیں استدلال پیش کرتا تھا۔ اپنی جھٹتیں قائم کرنے میں جو کچھ فرمایا تھا اس میں سے کچھ ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ اس زندیق کے سوالات میں سے ایک سوال یہ تھا کہ میں قرآن مجید میں یہ پاتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیوں کی شان گھٹانے والی باتوں کو تو خوب شہرت دی ہے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت فرماتا ہے وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۶۳۷ سطر ۹ معنوٹ)۔ (اور آدم نے اپنے رب کے خلاف کیا لہذا ناکام رہے) اور نوح علیہ السلام کو جھٹلاتا ہے وہ تو عرض کر رہے ہیں۔ رَبِّ اِنَّ ابْنِي مِنْ اٰھْلِيْ ج (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۵ سطر ۷)۔ اے میرے پروردگار! میرا بیٹا تو میری اولاد سے یقیناً ہے اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اٰھْلِکَ ج (مقبول ترجمہ صفحہ ۲۵ سطر ۹)۔ اے نوح۔ وہ تمہاری اولاد سے یقیناً نہیں ہے۔ (اور ابراہیم علیہ السلام کی صفت یہ بیان فرماتا ہے۔ کہ انہوں نے ایک مرتبہ ستارہ کو خدا بنایا ایک مرتبہ چاند کو اور ایک مرتبہ سورج کو (مقبول ترجمہ) نیز یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے وَلَقَدْ هَمَّتْ يَدُهٗ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنَّ رَّا بَھَانَ رَبِّہٖ ج (مقبول ترجمہ صفحہ ۲۷۲ سطر ۶) اور ضرور زلیخا نے یوسف سے بدی کا قصد کیا۔ اور یوسف بھی زلیخا سے ایسا ہی قصد کرتے اگر اپنے رب کی دلیل دیکھے ہوئے نہ ہوتے اور موسیٰ علیہ السلام کی سرزنش فرماتا ہے جبکہ انہوں نے عرش کی۔ رَبِّ اَرِنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْکَ ج (مقبول ترجمہ صفحہ ۳۳۱ سطر ۹) دیکھو۔ تو جواب میں یہ ڈانٹ بتائی گئی۔ لَنْ تَرٰنِيْ ج۔ تو مجھے ہرگز نہ دیکھے گا (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۳۳۱ سطر ۹) اور داؤد علیہ السلام کے پاس جبریل و میکائیل کو بھیجتا ہے کہ دیوار بچاندر کہ محراب میں آدھکتے ہیں (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۹۰ سطر ۳ تا صفحہ ۹۰ سطر ۵ معنوٹ نمبر ۷-۹) اور یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیتا ہے جبکہ وہ خفا ہو کر چلے گئے تھے (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۶۵۵ سطر ۵ تا صفحہ ۶۵۵ سطر ۸) عرض اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی ذرا ذرا سی لغزشوں کو اور ترک اولیٰ کو تو بڑے دھڑکتے سے ظاہر فرماتا ہے (قول مترجم۔ ان سب مقامات کے ترجمے مخالفین کے ترجمہ کردہ قرآنوں میں اور ان کے بیانات اور ان کی تفسیروں میں اور ان انبیاء کے واقعات ان کی کتابوں میں دیکھنے کے لائق ہیں کہ معاذ اللہ انبیاء معصومین علیہم السلام کو گنہگار اور خطاوار ثابت کرنے میں اس شد و مد سے کام لیا گیا ہے اور ائمہ اہلبیت علیہم السلام سے اصل تفسیر حاصل کئے بغیر اپنی خام خیالی سے کیسی کیسی لغو تفسیریں اور کیا کیا بیہودہ تاویلیں کی ہیں اور اپنے باطل اعتقادات پر خود بھی جھے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس کے برخلاف ہمارے ترجمہ اور تفسیریں جو کچھ آپ دیکھیں گے وہ کلام ائمہ معصومین علیہم السلام ہے جنہوں نے منشاء خداوندی کے بموجب حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دکھایا ہے۔ اب ان لوگوں کی حالت دیکھئے جنہوں نے دھوکے دئے مخلوق خدا کو آزمائش میں ڈالا خود بھی گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ ان کی بہت کچھ پردہ پوشی کی ہے۔ ان کے ناموں کو بھی کنایہ میں بیان کیا ہے۔ صراحت نہیں فرمائی۔ مثال کے طور پر اس کا یہ قول ملاحظہ ہو۔ وَيَوْمَ لَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی يَدَيْہٖ



يَقُولُ يَلِيَّتِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلاً يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا لَقَدْ أَضَلَّنِي مَنِ  
 الذِّكْرُ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۱، سطر ۹ تا صفحہ ۲۲ سطر ۳)

اور اُس دن ظالم (اول) اپنے دونوں ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹ کاٹ کھائے گا۔ کہتا ہوگا کاش میں نے رسول  
 کا راستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے مزاں میری کاش میں نے فلاں (ثانی) کو یار نہ بنایا ہوتا۔ یقیناً اُس نے مجھ کو ذکر  
 (دلالت) سے بعد اس کے کہ میرے پاس اچکا تھا بہر کا دیا اور شیطان ہے ہی انسان کی مدد چھوڑ دینے والا اب  
 اس میں یہ ظالم کون تھا اور یہ فلان کون تھا جن کے ناموں کا اس طرح ذکر نہیں فرمایا جس طرح انبیاء کے ناموں کو  
 کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ پھر اُس زندقہ نے یہ بھی کہا کہ میں قرآن مجید میں یہ بات بھی پاتا ہوں کہ کہیں تو اپنے نبی  
 جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت اور تمام انبیاء سے بڑھا کر بیان کی ہے اور پھر کہیں اس طرح  
 اُن سے خطاب فرمایا ہے کہ جتنی اپنی کتاب میں اُن کی تعریف کی تھی اُس سے دوپہند اُن کی تو بہن نکلتی ہے اور ذلت ثابت  
 ہوتی ہے یعنی اُن کو ایسی سختی اور ایسی ورستی کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے کہ کسی اور نبی سے ایسا خطاب ہی نہیں کیا  
 چنانچہ فرماتا ہے۔ وَكَوْشَاءُ اللّٰهُ لِحَمْدِهِمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰصِلِيْنَ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۶۱-  
 سطر ۴) اور اگر اللہ چاہتا تو اُن کو ہدایت پہ (جبراً) اکٹھا کر دیتا۔ پس تم جانلوں میں سے ہرگز نہ ہونا نیز فرماتا ہے۔  
 وَكَوْكَانَ تَلْبَتٰكٌ لَّقَدْ كُنْتَ تَرْكِبُ الْيَتِيْمَ شَدِيْدًا قَلِيْلًا اِذَا لَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمٰتِ  
 لَمْ يَلْحَقْ بِكَ عَلَيْنَا لَعِيْرًا (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۷۷، سطر ۲) اور اگر ہم نے تم کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا قریب  
 تھا کہ تم بھی کچھ نہ کچھ ان کی طرف مائل ہو جاتے اُس صورت میں ہم تم کو زندگانی دنیا کا بھی دوہرا عذاب چکھاتے۔  
 اور موت کے بعد کا بھی دوہرا۔ پھر تم ہمارے برخلاف کسی کو اپنا مددگار نہ پاتے۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ وَتَحْفِيْفِيْ  
 نَفْسِكَ كَا اللّٰهِ كَيْدِيْهِ وَتَحْفِيْفِيْ النَّاسِ جِ وَاعْلَمْ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۳۳، سطر ۴ تا ۵) اور تم  
 اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا۔ اور تم لوگوں (کی بدگوئی) سے ڈرتے  
 تھے حالانکہ اللہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرا کرو۔ خود اپنے رسول کی زبانی ایک جگہ تو یہ بیان کرتا  
 ہے وَ مَا اَدْرِىٰ مَا يَفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۰۲، سطر ۸) اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ میرے ساتھ  
 کیا کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا۔ اور دوسری جگہ خود یہ فرماتا ہے۔ فَاَقْرَبُ طٰغٰفِي الْكِتٰبِ مِنَ تَلْبَتِيْ (دیکھو مقبول  
 ترجمہ صفحہ ۲۲، سطر ۱)

اور تیسری جگہ یہ فرماتا ہے۔ وَكُلُّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مَّبِيْنٍ (مقبول ترجمہ صفحہ ۸۷، سطر ۶)۔ اور ہم  
 نے ہر چیز کو امام مبین میں رازروئے علم و شمار جمع کر لیا ہے۔ تو جب امام میں کل چیزوں کا احصا فرما دیا حالانکہ  
 وہ نبی کا وہی ہوتا ہے تو نبی کی شان اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ یہ کہے وَمَا اَدْرِىٰ مَا يَفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ  
 اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا۔ اس زندقہ کے سوالات میں سے ایک سوال  
 یہ بھی تھا کہ میں خدا کی کتاب میں اُس کا یہ قول بھی پاتا ہوں۔ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَاَنْكِحُوْا كَاطٰبَ

لَكُم مِّنَ الدِّينِ سَاءٌ مَّا رَأَيْتُمْ يُصْنَعُونَ (مقبول ترجمہ صفحہ ۱۵۱ سطر ۳) اور اگر تم کو یہ خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو عورتوں میں سے جو تم کو پسند آ جائے ان سے نکاح کر لو۔ یتیموں کے بارے میں نا انصافی کو عورتوں کے نکاح سے کون سی مناسبت ہوتی ہے۔ کیونکہ سب عورتیں یتیم تو ہوتی ہی نہیں تو اس آیت کا مطلب کیا ہوا۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اُسے کُل سوالوں کے جواب دئے۔ ازاں جملہ فرمایا کہ تو نے جو انبیاء علیہم السلام کی لغزشوں کا ذکر کیا ہے کہ اُن کو خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا اور جو بڑے بڑے گنہگار تھے جن کی تافرنانی کی خود کتابِ خدا گواہی دے رہی ہے اُن کے ناموں کا کنایتاً ذکر کیا صراحت نہیں فرمائی تو ان دونوں باتوں میں سے پہلی بات تو خدائے تعالیٰ کی حکمتِ باہرہ قدرتِ قاہرہ اور عزتِ ظاہرہ کی بڑی اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انبیاء کی عزت اُن کی امتوں کے دلوں میں حد سے زیادہ ہے۔ انتہا یہ ہے کہ اُن میں سے بعض کو خدا سمجھنے لگے جیسا کہ نصاریٰ کا ابن مریم کے بارے میں خیال ہے۔ لہذا اس انداز سے ذکر کرنا اور اس طرح سے نام لینا بتلاتا ہے کہ وہ بندے ہیں اور کسی کمال کی اُس حد تک پہنچے ہوئے نہیں ہیں جو ذاتِ واجب الوجود کے لئے مخصوص اور منفرد ہے۔ کیا تم نے خدائے تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا جو حضرت عیسیٰ اور اُن کی والدہ کے بارے میں فرماتا ہے۔ **كَانَ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَتَّكِلُ عَلَى السُّبُلِ** (مقبول ترجمہ صفحہ ۲۳۸ سطر ۱ معہ نوٹ نمبر ۱) وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ جو کھانا کھائے گا اُسے پاتھانہ جانے کی ضرورت بھی پیش آئے گی اور جسے پاتھانہ لگا وہ خدا کیسا۔ لہذا جو دعویٰ نصاریٰ کا ابن مریم کے بارے میں ہے یا خود مریم کے بارے میں ہے وہ کلامِ الہی کے ذرا سے فقرہ نے باطل کر دیا۔ یہی حالت انبیاء کا ذکر صراحت کے ساتھ نام بنام کرنے کی ہے کہ اُس سے صاحبِ بصیرت مالک کو مالک سمجھ لیں اور اس کی عزت اور جبروت کا اندازہ کریں اور بندوں کو بندہ پہچان لیں۔ اب

یہی یہ بات کہ منافقوں میں جو بڑے بڑے خطا کار تھے قرآن مجید میں اُن کے ناموں کا کنایتاً ذکر آیا ہے۔ یہ خود خدائے تعالیٰ کا فعل نہیں ہے یہ تو تغیر و تبدل کرنے والوں کی کارروائی ہے جنہوں نے قرآن مجید کو پارہ پارہ کر دیا اور دین کو دنیا کے عوض بیچ ڈالا اور خدائے تعالیٰ نے ان تغیر کرنے والوں کے حالات کو اپنے اس قول میں

بیان فرما چکا ہے۔ **فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ قَتْلًا يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لَيْسَتْ رُءُوسًا قَلِيلًا** (مقبول ترجمہ صفحہ ۲۱ سطر ۶)۔ پس وہ ہیں اُن لوگوں کے لئے جو کتب کو اپنے ہی ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر (مٹہ سے) یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے (آئی) ہے تاکہ اُس کو تھوڑی سی قیمت پر

بیچ دیں۔ نیز اپنے اس قول سے۔ **وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوَنَ أَسْتَهْزِئُوا بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَ يَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُونَ** (مقبول ترجمہ صفحہ ۱۱ سطر ۲ تا ۳) اور ان میں سے ایک گروہ یقیناً ایسا ہے کہ وہ (تلاوت) کتاب میں اپنی زبان

کو اس طرح بوڑھتا ہے کہ تم اس کو کتاب کا جوڑ و خیال کر لو حالانکہ وہ کتاب نہ ہو۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ کے پاس سے ہو حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں ہے اور وہ جان بوجھ کر بہتان باندھتے ہیں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد اپنے باطل کو قائم کرنے کے لئے جو جو کارروائیاں وہ کیا کرتے تھے جیسا کہ یہود اور نصاریٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انتقال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نقل مکانی کے بعد قیامت اور انجیل کے تغیر اور کلموں کی ان کے مقامات سے تحریف کے بارے میں کی تھیں ویسی ہی یہاں بھی باتوں کو مشورے کیے کی جاتی تھیں جیسا کہ خدائے تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ **يَسْتَأْذِنُونَ مِنَ النَّاسِ لَأَيِّسْتَأْذِنُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُكَلِّمُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۹۰ سطر ۱)۔ لوگوں سے تو یہ پھپھپاتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپاتے حالانکہ جب راتوں ان باتوں کا مشورہ کرتے ہیں جو خدا کو ناپسند ہیں تو خدا ان کے ساتھ (موجود) ہوتا ہے اور (جو) کچھ وہ عمل کرتے ہیں خدا (کا علم) اس سب کو گھیرے ہوئے ہے۔ نیز ان کی کارروائیوں کا ذکر اس آیت میں موجود ہے۔ **يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَهُ أَن يُمِرَ نُورُهُ وَكُوفِرَ بِهِ وَكَانَ اللَّهُ سَطِيفًا** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۳۸۰ سطر ۸)۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنے منہ سے (پھینک مار مار کر) بجھا دیں۔ اور اللہ کو اور کچھ منظور نہیں ہے سوا اس کے کہ اپنے نور کو پورا کر دے گو کافروں کو برا لگے۔ مطلب ان سب آیتوں کا یہ ہے کہ انہوں نے کتاب خدا کی ترتیب اور تالیف میں وہ کارروائیاں کیں جو منشاء خدا کے بالکل خلاف تھیں تاکہ مخلوق خدا کو دھوکا دیں مگر اللہ نے ان کے دلوں کو ایسا اندھا کر دیا کہ وہ آیتیں اس میں رہنے دیں جو ان کے اعدا پر ان کی تعریف پر ان کی تلبیس پر ان کی جھوٹی کارروائیوں پر اور ان کے جان بوجھ کر چھپانے پر دلالت کرتی رہیں اسی لئے ان کے حق میں فرمایا تھا۔ **لَهُ تَلْبِيسَاتٍ الْحَقِّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَانْتُمْ تَعْمَلُونَ** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۱۲ سطر ۸) حق کو باطل کے لباس میں کیوں ظاہر کرتے ہو۔ اور تم جان بوجھ کر حق کو کیوں چھپاتے ہو؟ نیز ان کے لئے اپنے قول میں یہ منہ بھی بیان کر دی تھی۔ **فَأَمَّا النَّبِيُّ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُتُ فِي الْأَرْضِ** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۹۹ سطر ۷)۔ پس جھاگ تو بیچارہ جاتا ہے اور وہ جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے وہ زمین میں رہ جاتا ہے۔ پس اس موقع پر زبد یعنی جھاگ سے مراد لوگوں کا وہ کلام ہے جو انہوں نے قرآن مجید میں معنابڑھایا ہو مگر خدائے تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ تلاش و تحقیق کے وقت وہ مضمحل اور باطل ہو کر جاتا رہے گا۔ اور جو لوگوں کو نفع پہنچائے گا وہ تنزیل حقیقی ہے جس کی تعریف یہ ہے۔ **كَلِمَاتٌ بَيِّنَاتٌ مِّنْ أَمْرِ اللَّهِ وَلَا مِثْلُ خَلْفَةٍ ط تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۹۵۹ سطر ۶ تا ۸) اور جس کو دل قبول کرتے ہیں نیز اوپر کی آیت میں **الْأَرْضِ** سے مراد محل علم اور جائے قرار علم ہے اب عموم تقیہ کے لحاظ سے یہ مناسب نہیں ہے کہ ان تغیر و تبدل کرنے والوں کی ناموں کی تصریح کی جائے نہ یہ مناسب ہے کہ کتاب خدا میں اپنی طرف سے معنابڑھائی پیشی انہوں نے کر دی اس کا اظہار کیا جائے۔ کیونکہ اس سے کفار کی جھتوں کو اور ان مذاہب کی جھتوں کو جو ہمارے قبلہ کے منحرف ہیں قوت پہنچے گی اور علم شریعت ظاہری کا ابطال لازم آئے گا۔ جس پر موافق و مخالف متفق و راضی ہو چکے ہیں۔ کیونکہ اہل باطل اہل حق کے مقابلہ میں ہمیشہ زندہ رہے ہیں اور اب بھی زیادہ ہیں۔ نیز والیابان امر کے ذمہ صبر کرنا لازم ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول

لہذا اگر اللہ کے متعلق اسکی خبریں غلط ہیں نہ اللہ کے متعلق غلط ہوگی۔ وہ صاحب حکمت و لائق تعریف خدا کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔

سے فرمایا۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَرْشِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ ۚ وَيَكْفُرُ بِمَقُولِ رَبِّهِمْ ۚ صَفْحَةٌ ۱۰۰ سطر ۹ تا  
 صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۰۰) پس لائے رسول تم ویسا ہی صبر کرو جیسا کہ رسولوں میں سے اولوالعزم رسول کیا کرتے تھے اور  
 ان کے لئے عذاب کی جلدی نہ کرو! اب آنحضرت کے جو حقیقی قائم مقام اور واقع مطیع نہیں ان کے ذمہ بھی اس  
 حکم کی تعمیل ویسی ہی واجب ہے کیونکہ ان کے لئے فرماتا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ  
 (دیکھیں مقبول ترجمہ صفحہ ۸۳۸ سطر ۱) بیشک تمہارے لئے پیروی کرنے کو (اچھے سے) اچھا نمونہ (خود رسول اللہ  
 موجود ہیں)۔ پس اس موقع کا جواب جس قدر تم نے سنا ہی تمہارے لئے کافی ہے۔ کیونکہ حکم تفسیر اس سے  
 زیادہ کی تصریح کا مانع ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ تم نے جو اس خطاب کی بابت ذکر کیا جس سے ظاہر  
 جناب رسول خدا کی شان میں بڑھ لگتا ہے اور ان کی منزلت سے گرا ہوا ہے اور ان کے حق میں دھکی سی  
 معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کی فضیلت اور تمام انبیاء کے مقابلہ میں ظاہر  
 کر چکا ہے اور اس کے بارے میں خود خدائے تعالیٰ کا یہ کلام دیکھو۔ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ  
 الْمُجْرِمِينَ (دیکھیں مقبول ترجمہ صفحہ ۷۲۲ سطر ۵) اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے گنہگاروں میں سے  
 ایک (ایک) دشمن قرار دے دیا تھا! چونکہ ہمارے نبی کی منزلت پروردگار عالم کے نزدیک بہت عظیم الشان  
 ہے ویسا ہی دشمن بھی حضرت کا ہونا لازم ہے کہ وہ ظاہر حضرت کی امت میں داخل رہے اور باطناً ہر طرح کی  
 ایذا آنحضرت کو پہنچاتا رہے۔ اور آپ کی نبوت کے دفع کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ آپ کو جھٹلاتا رہے۔  
 آپ کو ایذا دینے کی سعی میں کمی نہ کرے جس امر کو آپ بچتے کر دیں اس کی چلیں پلا دے اور جو لوگ آنحضرت  
 کے دعوے کو باطل کرنے میں اور آپ کی ملت کے متغیر کرنے میں اور آپ کی سنت کی مخالفت میں اس کے  
 کفر و نفاق و الحاد کے پیرو ہوں ان کو قوت پہنچانے کی کوشش کرتا رہے۔ اور اس نے یہ خیال کیا کہ میری یہ  
 ساری چالیں اس وقت زیادہ کام دیں گی جبکہ لوگوں کو آنحضرت کے وہی کو حاکم ماننے سے نفرت دلاؤں  
 اور ان کی اطاعت سے بھڑکاؤں ان کی اطاعت سے روکوں اور ان کی عداوت پر آمادہ کروں۔ لہذا جو  
 کتاب خدا کی طرف سے آنحضرت پر آئی تھی اس میں تغیر و تبدل کا قصد کر لیا اور جن صاحبان فضیلت کی  
 فضیلت کا اس میں ذکر تھا اس کو بھی اڑا دیا اور جن لوگوں نے ظلم و بغاوت، شرک میں اس سے موافقت  
 کی تھی ان کے کفر کا ذکر بھی سا قوط کر دیا چونکہ خدائے تعالیٰ نے ان کی اس کارروائی سے واقف بھی تھا اس لئے  
 اس نے پہلے ہی فرما دیا تھا۔ إِنَّ الدِّينَ يَلُودُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفُونَ عَلَيْنَا (دیکھیں مقبول ترجمہ صفحہ ۹۵۹  
 سطر ۱) یقیناً وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں بے جا دخل دیا کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں! نیز فرمایا  
 تَحَايِرٌ يْدُونَ أَنْ يَّبْدُوا كَلِمَةَ اللَّهِ (دیکھیں مقبول ترجمہ صفحہ ۴۰-۱ سطر ۷) وہ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو  
 بدل دیں! حالانکہ ان کے سامنے پوری کی پوری کتاب پیش کی گئی تھی جس میں تاویل و تنزیل حکم اور متشابہ  
 ناسخ و منسوخ سب ہی کچھ تھا اور اس میں کا ایک حرف بھی کم نہ ہوا تھا۔ مگر جب وہ اس بات سے واقف

ہونے کہ اللہ نے اس میں تو اہل حق اور اہل باطل سب ہی کے نام کھول دیئے ہیں۔ اگر یہ کتاب ظاہر ہوئی تو ہم نے جو گھر وندہ بنا یا ہے وہ پنیہی کے بل بیٹھ جائیگا تو انہوں نے کہہ دیا کہ اس کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہمارے پاس جو کچھ موجود ہے وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ خدائے تعالیٰ نے ان کے اس انکار کو اپنے اس قول سے پہلے ہی جھٹلایا تھا۔ **فَبَدَّلْهُمُ ذُرِّيَّةً وَرَاءَهُمْ وَرَأَوْا ظُهُورَهُمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبَيَّضُوا كَابِشْتَرُونَ** (مقبول ترجمہ صفحہ ۱۲۶ سطر ۸)۔ پھر انہوں نے اس ہمدرد خدا کو پس پشت ڈال دیا اور کتاب خدا کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ دیا تو کیا ہی بُری قیمت وہ ہے جو وہ لیتے ہیں۔ پھر چونکہ وہ لوگ ہدایت و ارشاد کے بھی ٹھیکہ دار بن بیٹھے تھے اس لئے ہر طرف سے ان پر مسائل کی بوچھاڑ ہوئی اس لئے گھبرا کر اس کتاب کے مجمع و تالیف پر بل پڑے جس کی تاویل جانتے ہی نہ تھے اور اس کے مضامین کی ترتیب اس انداز سے کرنے لگے جس سے اپنے کفر کے ستونوں کو کھڑا کر دیں چنانچہ ان کے منادی نے عام طور سے ندادی کہ جس کے پاس قرآن کا جو حصہ ہے وہ اس کو ہمارے پاس لائے اور اس کی نظم و تالیف کا انتظام ایسے شخص کے سپرد کیا جو اولیاء خدا کی دشمنی میں ان سے موافقت رکھتا تھا۔ چنانچہ اس نے ان کی پسندیدگی کے موافق اس کی تالیف کر دی حالانکہ تھوڑا سا غور و خوض کرنے سے ترتیب دینے والوں کے خلل دماغ اور ان کے افترا کا پتہ لگتا ہے کچھ تو وہ اس میں چھوڑ گئے۔ جس کو انہوں نے اپنے موافق سمجھا تھا حالانکہ وہ ان کے مخالف ہے اور معنی اور مطالب میں وہ کچھ بڑھا دیا جو انوکھا معلوم ہوا اور اس سے نفرت بڑھے اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کو جانتا تھا کہ آخر میں کھل کر اور ظاہر ہو کر رہیگا اسی لئے پہلے ہی فرمایا تھا۔ **ذَلِكَ مَتَابَعْتُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۵۱ سطر ۶)۔ ان کو علم کی انتہا اتنی ہی ہے۔ اہل بصیرت کے لئے ان لوگوں کے عیوب اور ان کی افترا بند ہی جنہوں نے کتاب کے لکھنے کا ذمہ لیا اسی سے کھل گئی کہ نبی کی توہین انہی کلمین کی کارروائی ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے اپنے قول میں پہلے ہی فرمایا دیا تھا۔ **وَإِنَّكُمْ لَيَقُولُونَ مَتَابَعْتُمْ الْقَوْلِ وَذُرُورًا** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۰۸ سطر ۷)۔

اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی فرمایا دیا تھا کہ ان کے بعد ان کے دشمن ان کی کتاب میں کیا کیا احداث کریں گے اور وہ کس طرح اس کتاب کی حمایت فرمائیں گے۔ وہ قول خدا ہے۔ **وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ** (مقبول ترجمہ صفحہ ۷۳ سطر ۳) اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ جس وقت اس نے کوئی خواہش کی تو شیطان نے اس کی خواہش میں کوئی نہ کوئی دخل دیا۔ پس شیطان جو دخل دیتا ہے اللہ اس کو مٹا دیتا ہے۔ پھر اللہ اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے۔ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا کہ جس نے یہ آرزو نہ کی ہو کہ اپنی امت میں جو نفاق ہو یا نافرمانی دیکھے میں آتی ہو وہ دور ہو جائے اور پھر وہ ان سے رخصت ہو کر دائمی سکونت کے مکان میں چلا جائے مگر یہ بھی ساتھ ہی ہوتا رہا کہ اس نبی کے انتقال کے بعد شیطان نے اپنی عداوت کے باعث اپنے ایجنٹ کے ذریعہ سے اس کتاب میں جو اس نبی پر نازل کی گئی تھی خود اس نبی کی مذمت اس کے افعال پر جرح و قرح اور اس

کی ذات پر طعن و تشنیع داخل کر دی۔ پس خدائے تعالیٰ مومنوں کے دلوں سے اس کو مٹاتا رہا یعنی وہ ان لغویات کو قبول ہی نہ کرتے تھے صرف منافقوں اور جاہلوں کے قلب ان باتوں کو سنتے اور اس کی طرف متوجہ ہوتے اور اللہ اپنی آیتوں کو مضبوط کر تا رہتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دوستوں کی گمراہی سے اور راہِ حق سے متجاوز ہو جانے والوں سے اور اہل کفر اور نافرمانی کرنے والوں کے ساتھ چلنے سے بچتا رہتا ہے کیونکہ ان منکروں کو وہ جانوروں کے برابر رتبہ دینے پر بھی راضی نہیں بلکہ ان کی نسبت فرمادیا۔ **إِنَّهُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا** (مقبول ترجمہ صفحہ ۲۲ سطر ۶) یہ تو چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے (بھی گئے گزرے اور) زیادہ گمراہ ہیں اس کو سمجھ لے اور اس پر عمل کر۔ پھر حضرت نے بعد اس کے بعض منشاہات کی تاویل میں بیان فرمائیں۔ اسی حدیث میں یہ بھی اٹھا کیا چونکہ خدائے تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ تغیر اور تبدیل کرنے والے اُس کی کتاب میں اپنا مطلب نکالنے کے لئے کیا کیا احداث کریں گے کہ کہیں جوت ہائے خدا کے نام اُس میں سے ساقط کر دیں گے۔ اور کہیں اُن کے حالات کو امت پر ملتبس کر دیں گے تاکہ اپنے باطل کو قوت پہنچائیں اس لئے پہلے ہی سے اپنی کتاب میں ایسے رموز قائم کر دئے تھے کہ اُن کو سوائے اس کے اور اُس کے نبیوں کے اور اُن لوگوں کے اُس کی زمین پر جو اُس کی جنتیں ہیں اور کوئی بھی نہ سمجھے اور اُن لوگوں کے دل اور آنکھیں جو مخالفت کرنے والے ہیں اُس کے معنی و مطالب سمجھنے میں اندھے ہی رہیں لہذا وہ اُس کو بھی باقی رہنے دیں اور ایسے خطابات بھی رہنے دیں جو اُن کی اس کارروائی پر دلالت کرنے والے ہوں۔ نیز جو لوگ اس کتاب کے اہل اُس کے قائم رکھنے والے اور اس کے ظاہر و باطن پر عمل کرنے والے ہیں۔ اُن کو تو ایسے خاندان سے قرار دیا جس کی تعریف میں خود فرمایا۔ **كُنُوزٍ مَّا يَدْرِي وَلَا يَحِصُّهَا مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَنَّاتٍ بِأَعْيُنِنَا جَنَّاتٍ مَّا يَدْرِي وَلَا يَحِصُّهَا مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۳ سطر ۸) وہ ایک عمدہ درخت کے مانند ہے جس کی جڑ قائم ہے اور اس کی شاخ آسمان پر پہنچی ہوئی ہے ہر زمانہ میں وہ خدا کے حکم سے اپنا پھل دیتا رہتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً اُس کے متعلق جس علم کی ضرورت ہوگی وہ اس کا اظہار کرتے رہیں گے اور اُن کے دشمنوں کو اُس خاندان ملعونہ سے قرار دیا جو ہمیشہ نورِ خدا کو اپنے منہ سے پھونک مار مار کر بچھانے کی کوشش کرتے رہیں گے مگر اللہ کو یہی منظور ہے کہ اُس کا نور پورا ہو کر رہے گا۔ اور اگر ملعون منافقوں کو یہ معلوم ہوتا کہ ان آیتوں کے باقی رہنے دینے میں جن کی تاویل میں نے تمہارے لئے بیان کی ہیں اُن کا کیا کچھ نقصان ہے تو وہ ان کو بھی ان آیتوں کے ساتھ جن کو ساقط کیا تھا ساقط کر دیتے۔ لیکن خدائے تعالیٰ کا یہ حکم جاری ہونے والا تھا کہ اُس کی مخلوق پر اُس کی حجت تمام ہو جائے جیسا کہ وہ فرما چکا ہے۔ **قُلْ فَلِللَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۹ سطر ۵) "تم کہو کہ سب سے بڑھی ہوئی حجت خدا کی ہے" لہذا اُس نے اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور اُن کے دلوں پر غلاف چڑھا دیا۔ پس وہ ان آیتوں میں غور و خوض ہی نہ کر سکے اور اُن کو اُن کے حال پر رہنے دیا۔ اور اس سے بھی محروم رہ گئے کہ اُن کے مضامین کو باطل یا ملتبس کر سکیں۔ پس جو سعید ہیں وہ اُن چیزوں سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور جو شقی ہیں وہ اندھے ہی رہتے ہیں اور اُس مدین آجاتے ہیں جن کی نسبت فرماتا ہے **وَمَنْ لَّمْ يُجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۹ سطر ۵)

”اور جس کے لئے خدا نے کوئی روشنی قرار نہیں دی اس کے لئے کوئی روشنی ہو ہی نہیں سکتی۔“ پھر خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر بے انتہا رحمت و رافت کے باعث اور اس علم کے سبب سے کہ تغیر و تبدل کرنے والے اس کی کتاب میں کیا کیا احداث کریں گے اپنے کلام کو تین قسم پر تقسیم فرما دیا۔ ازاں بعد ایک قسم تو ایسی رکھی جسے خاص و عام سب سمجھ لیں اور ایک قسم ایسی رکھی کہ جس کو وہی لوگ سمجھیں جن کے ذہن صاف جن کی حسن لطیف اور جن کی تیز صیح ہو اور جو اس مدین آجائیں جن کے سینوں کو خدائے تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے۔ اور ایک قسم ایسی رکھی جس کو سوائے خدا اور اس کے امین بندوں کے جن کو **الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ** کا خطاب دیا ہے اور کوئی نہ سمجھ سکے۔ اور ایسا کرنے کی غرض یہ تھی کہ وہ اہل باطل جو میراث رسول خدا کو دیا بیٹھے تھے وہ اس کے مدعی نہ ہو سکیں کہ ہمیں علم کتاب بھی آتا ہے جو اللہ نے ان کے لئے قرار نہیں دیا تھا اور گو وہ حقیقی ولی امر کی اطاعت سے خدا پر بہتان باندھ کر اور ان لوگوں کی کثرت سے تازاں ہو کر جنہوں نے ان کی پشتی لی اور ان کی اعانت کی۔ اور اپنی جھوٹی عزت بنانے کے خیال سے سر تابی کر چکے ہوں مگر کبھی کبھی اضطراب ان کو مجبور کرے کہ اسی کی طرف رجوع کریں اور اسی کی بات مانیں۔ اب کتاب خدا کا وہ حصہ جسے خاص و عام دونوں سمجھ لیں اس کی مثال جناب رسول خدا کی فضیلت ہے جو خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔ **مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اِلَهًا** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۷۹، سطر ۶) نیز اس کا یہ قول ہے **اِنَّ اِلَهًا وَمَلَائِكَةً يُصَاوِنُ عَلَی النَّبِيِّ طَيِّبًا يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۸۲، سطر ۲) اس آخری آیت کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ ظاہر تو اس کا یہ قول ہے **صَلُّوْا عَلَيْهِ** اور باطن اس کا یہ قول ہے **وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا** یعنی جس کو اس نے اپنا وصی بنایا ہے اور اسکو تم پر اپنا خلیفہ بنا یا ہے اس کی فضیلت کو اور جو عہدہ اس کے سپرد کیا ہے اس کے عہدہ کو ایسا تسلیم کرو جیسا کہ تسلیم کرنیکا حق ہے اب اس باطن کا سمجھ لینا اسی مدین داخل ہے کہ جس کی بین تمہیں خبر دے چکا ہوں کہ اس کی تاویل کو صرف وہی سمجھے گا جس کی حسن لطیف جس کا ذہن صاف اور جس کی تیز صیح ہو۔ یہی حالت خدائے تعالیٰ کے اس قول کی ہے **سَلِّمُوْا عَلٰی اِلٰیٰ سَيِّدِنَا** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۹۰، سطر ۱) سبب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یاسین اپنے نبی کا نام رکھا ہے جہاں کہ یہ فرمایا۔ **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلٰی سَيِّدِنَا وَسَلِّمُوْا عَلَیْهِ سَلَامًا** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۸۷، سطر ۳ تا سطر ۴) اس لئے وہ جانتا تھا کہ اگر سہ لاکھ سال پہلے الٰہی محفل کہا گیا تو اس کو اسی طرح ساقط کر دیں گے جیسا کہ اور چیزوں کو ساقط کر دیا اور جناب رسول خدا صلوات اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ ان کی تالیف قلوب فرماتے تھے ان کو اپنے قریب رکھتے تھے اور اپنے دربار میں ان کو اپنے دل سے بیش جگہ دیتے تھے تا آنکہ خدائے تعالیٰ نے ان کو دور کر دینے کا حکم دیا۔ اور وہ حکم یہ ہے۔ **وَاجْعَلْهُم مِّنْ حِجْرٍ اَجْمِلًا** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۲۶، سطر ۱) نیز یہ قول بھی ہے۔ **فَمَالِ الشَّيْءِ كَفَرًا قَبْلَكَ فَطَبِعْنَا عَنِ الیَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِّيْنَ** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۳۶، سطر ۶) یہ حضرت نے فرمایا۔ اب رولائیر یہ کہنا کہ خدائے تعالیٰ کا یہ قول **وَ اِنَّ حِقْمًا اَلَا تَقْسِطُوْا فِی الْیَمٰنِیْ فَانْكَحُوْا اَعْرَابًا لَّكُمْ مِنَ النِّسَاءِ** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۵۷، سطر ۳)

اوپر اوپر معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یتیموں کے حق میں نالصافی کو عورتوں کے نکاح سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔ اور نہ سب عورتیں یتیم ہی ہوتی ہیں تو یہ اسی قبیل سے ہے کہ جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ منافقوں نے قرآن مجید میں سے بعض بعض چیزوں کو ساقط کر دیا ہے اور جیسی عدم مناسبت یتیموں کے حق میں نالصافی اور عورتوں کے نکاح کے بارے میں پائی جاتی ہے۔ ایسی نہائی قرآن مجید میں بہت سے خطابات اور بہت سے قصوں میں پائی جاتی ہے اور خود یہ آیت اور جتنی اس کے مانند آ رہیں وہ سب غور و خوض کرنے والوں کے لئے منافقوں کے احداث کو ظاہر کرتی ہیں اور انہی کی وجہ سے ان مذہب والوں کو جو اسلام کے مخالف ہیں قرآن مجید جیسی کتاب میں جرح اور قدح کرنے کا موقع ملا ہے۔ اولیاء خدا کے مناقب اور اعدائے خدا کے مطالب جتنے ساقط کئے گئے ہیں اور سحر لطف و تبدیل کی گئی ہے اگر میں ان سب کو تمہارے لئے کھول کر بیان کروں تو بہت طویل ہو جائے گا اور وہ باتیں ظاہر ہو جائیں گی جن کے اظہار کی شریعت تفسیر اجازت نہیں دیتی۔

صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان تمام حاشیوں سے اور طریقہ اہلیت سے جو اور روایت ہم تک پہنچی ہے ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو قرآن مجید اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے یہ پورا پورا نہیں ہے جیسا کہ جناب رسول خدا پر نازل کیا گیا تھا۔ اس میں کوئی چیز ایسی بھی ہے جو تنزیل خدا کے خلاف ہے اور اس میں کوئی چیز ایسی بھی ہے کہ جس میں سحر لطف اور تغیر کی گئی ہے اور کتنی ہی چیزیں اس میں سے گرا دی گئی ہیں۔ از انجل نام علی تو بہت سے موقعوں سے اور لفظ آل محمد چند جگہوں سے اور منافقوں کے نام خاص موقعوں سے اور اسی طرح کچھ اور چیزیں اور یہ تو کھلی بات ہے کہ موجودہ ترتیب خدا اور رسول کی پسندیدہ ترتیب تو ہرگز نہیں ہے علی بن ابیہم حتی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی تفسیر میں اسی امر کے قائل ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ مثال اس امر کی کہ جو کچھ تنزیل خدا کے خلاف ورج ہو گیا ہے خدا نے لعنہ لے لیا ہے۔ کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۲، سطر ۴) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے پڑھنے والے سے یہ سوال فرمایا تھا کہ آیا وہ لوگ خیر امت ہو سکتے ہیں جو جناب امیر المؤمنین و جناب امام حسن علیہم السلام کو قتل کر ڈالیں۔ اس پر کسی نے عرض کیا۔ یا بن رسول اللہ۔ پھر یہ کیونکر نازل ہوئی تھی۔ فرمایا یوں نازل ہوئی تھی کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ آخر آیت میں ان کی تعریف میں فرماتا ہے۔ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ایسی ہی یہ دوسری آیت ہے۔ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَدْوَانِنَا ذُرِّيَّتَنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْ لَنَا مِنَ الْمُنْقَرِينَ إِمَامًا (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۸، سطر ۸) یہ جس وقت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور میں پڑھی گئی تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خدا سے بہت بڑا سوال کیا گیا کہ عام آدمیوں کو امام المتقین بنا دے اس پر کسی نے عرض کی۔ یا بن رسول اللہ تو یہ کیونکر نازل ہوئی تھی۔ فرمایا نازل ہوئی ہوئی تھی وَاجْعَلْ لَنَا مِنَ الْمُنْقَرِينَ إِمَامًا (یعنی ہمارے لئے متقین میں سے امام قرار دے) یہی حالت آئینہ والی آیت کی ہے۔ لَكُم مَعْقِلَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُكُمْ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ط



(دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۹ سطر ۳) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کو سن کر فرمایا تھا کہ امر خدا یا عذاب خدا سے کسی چیز کو کیونکر بچا یا جاسکتا ہے اور معقبت یعنی پیچھے سے حفاظت کرنے والے آگے کیونکر آسکتے ہیں اس پر عرض کیا گیا۔ یا بن رسول اللہ تو پھر یہ تھی کیونکر۔ فرمایا نازل تو یوں ہوئی تھی۔ لَنْ مَعْقِبَاتٍ مِنْ خَلْفِهِ وَ رَقِيبٍ مِنْ أَمْنٍ بَيْنَ يَدَيْهِ يَحْفَظُونَهُ بِأَمْرِ اللَّهِ ط اس کے پرہ دار پیچھے کی طرف سے ہیں اور نگار ان آگے کی طرف سے اور وہ خدا کے حکم کے بموجب اس کی حفاظت کرتے ہیں (عرض اس طرح کی آیتیں بھی بہت سی ہیں اب ان کی مثال جو جس میں سے کچھ گرا دیئے۔ مثلاً لَكِنَّ اللَّهَ يُشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ ج وَالْمَلَائِكَةُ يُشْهَدُونَ ط (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۶ سطر ۲) یہ اصل میں یوں نازل ہوئی تھی۔ لَكِنَّ اللَّهَ يُشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ فِي عَلِيٍّ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ ج وَالْمَلَائِكَةُ يُشْهَدُونَ ط یہی حالت اس آیت کی ہے۔ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ط وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ط (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۳ سطر ۸) یہ حقیقتاً یوں نازل ہوئی تھی۔ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ فِي عَلِيٍّ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ط آئینہ والی آیت بھی توجہ سے دیکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيُغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ه (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۰ سطر ۵) یہ فی الاصل یوں نازل ہوئی تھی۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيُغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ه بِرِضَايَ تَعَالَى كَأَنَّهُ قَوْلُ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ه (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۹ سطر ۳) فی الحقیقت یوں نازل ہوا تھا۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ه اسی طرح خدائے تعالیٰ کا یہ قول وَ كُوتِرَىٰ إِذَا الظَّالِمُونَ فِي غَمَاتِ الْمَوْتِ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۵ سطر ۵) اصل میں یوں نازل ہوا تھا وَ كُوتِرَىٰ إِذَا الظَّالِمُونَ فِي غَمَاتِ الْمَوْتِ۔ اس کی بھی مثالیں بہت سی ہیں جن کو ان کے موقعہ موقعہ پر جویشی مقبول ترجمہ میں جتلا دیا گیا ہے۔ اب رہی تقییم و تاخیر اس کی سب سے بڑی مثال بیوہ عورت کے عہد والی آیت ہے جو ناسخ ہے اور جس میں عہد چار مہینہ دس دن قرار پایا ہے۔ لازم یہ تھا کہ اس کی تلاوت بعاریں ہوتی اور منسوخ آیت کی تلاوت جس میں عہد کی مدت ایک سال ہے اقل کی جاتی۔ اب موجودہ ترتیب میں ناسخ آیت سورہ بقرہ رکوع ۳ میں ہے (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۳ سطر ۲) اور آیت منسوخ اسی سورت کے رکوع نمبر ۳ میں ہے (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۴۵ سطر ۹) نیز قول خَرَأَقَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيْتِنَا مِنْ رَبِّهِ وَبَشَلُوا شَاهِدًا مِنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابٌ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ط (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۳ سطر ۸) یوں نازل ہوا تھا وَبَشَلُوا شَاهِدًا مِنْهُ إِمَامًا وَرَحْمَةً وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابٌ مُوسَىٰ ط اور خدائے تعالیٰ کا یہ قول فَاحْيَا تَنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَفَايُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ه (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۹۸ سطر ۲) فی الحقیقت دہریوں کے قول کی نقل ہے جو میت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کے قابل ہی نہ تھے۔ کہ وہ نَمُوتُ وَنَحْيَا کہتے بلکہ انہوں نے نَحْيَا وَنَمُوتُ کہا تھا اور وہی خدا بتعالیٰ نے نقل فرمایا تھا۔ ترتیب دینے والے صاحب کی عقلمندی سے یہ لفظ آگے پیچھے ہو گئے۔ اب رہی وہ آیتیں جن کا

ابتدائی حصہ کسی سورت میں ہے اور انتہائی حصہ کسی دوسری سورت میں ہے۔ ان کی بھی مثالیں دیکھئے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے یہ فرمایا۔ اَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ اَوْ اَهْبَطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ و دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۶ سطر ۱۶ تو سورۃ البقرہ میں ہے اور اُس کا جواب جو بنی اسرائیل نے دیا ہے قَالُوْا يٰمُوسٰى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبّٰرِيْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَدْخُلُهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۝ فَاِنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دَاخِلُوْنَ ۝ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۱۹ سطر ۱۲) یہ سورۃ المائدہ میں ہے تو نصف آیت کہیں ہوئی اور نصف کہیں ہوئی۔ نیز معاندین کا قول جو خدائے تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے وَقَالُوْا اَسْاطِرُ الْاَوَّلِيْنَ اَكْتَبَهَا فِرْعَوْنُ وَتَلَا عَلَيْهِمْ بَكْرَةُ ۝ وَاَعْيَلٰهُ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۱ سطر ۱۲) یہ تو سورۃ الفرقان میں ہے مگر خدائے تعالیٰ نے جو کچھ اُن کا رد فرمایا وہ سورۃ العنکبوت میں پہنچا دیا گیا اور وہ یہ ہے وَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخْطُوْهُ بِمِيْنٰكٍ اِذْ اَلَا تَتٰبَا لِمُطْلُوْنَ ۝ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۸۰ سطر ۹) حالانکہ اس کو پہلی آیت پر معطوف ہونا چاہیے تھا فرض ایسی بھی بہت سی ہیں (صاحب تفسیر قمی کا بیان یہاں ختم ہوا) اب صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان سب روایات پر کچھ اعتراضات بھی وارد ہوتے ہیں اور ان کے ماننے میں کچھ مشکلات بھی پیش آتی ہیں۔ اول یہ کہ ان کو مان لینے کی صورت میں قرآن مجید کی کسی چیز پر بھی اعتماد نہیں رہ سکتا۔ اور اُس کی ہر آیت کی نسبت یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ اُس میں تحریف و تغیر ہوئی ہو اور وہ تنزیل انہی کے خلاف ہو تو اس صورت میں ہمارے لئے قرآن مجید میں کچھ بھی محبت باقی نہیں رہ سکتی اور اس کا فائدہ ختم ہو جاتا ہے اور جناب رسول خدا کا یہ حکم دینا کہ تم قرآن مجید کا اتباع کرنا اور یہ وصیت فرمانا کہ اُس کے ساتھ میں متمسک رہنا بیکار ہوا جاتا ہے۔ نیز خدائے تعالیٰ کا یہ ارشاد وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَا يٰۤاْتِيْهِ الْبٰطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَّلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۝ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۹۵ سطر ۶) اور اُس کا یہ ارشاد اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۵۲ سطر ۹) جب موجود ہیں تو اُس میں تحریف و تغیر کا دخل کیونکہ ہو سکتا ہے۔ علاوہ بریں خود جناب رسول خدا اور ائمہ ہدٰی علیہم السلام سے جو حدیث مروی ہوئی ہے کہ ہماری ہر حدیث کو کتاب خدا سے ملا کر دیکھو۔ اگر اُس سے موافق ہو تو صحیح سمجھو اور مخالف ہو تو غلط جانو پھر اگر قرآن مجید جو ہمارے ہاتھوں میں ہے یہی حرف ہوا تو حدیثوں کے ملانے کا کیا نفع ہوگا بلکہ تحریف و تبدیل کی جو حدیثیں ہیں وہ کتاب خدا کی ان دونوں آیتوں کی مخالف معلوم ہوتی ہیں۔ لہذا لازم ہے کہ اُن کو رد کر دیں اور اُن کو قاسد سمجھ لیں۔ ان اعتراضات کا جواب اور ان مشکلات کا دفعہ حسب ذیل ہے۔ اول یہ کہ اگر یہ حدیثیں سب صحیح ہوں تو تغیر و تبدل سے ایسی تغیر و تبدل مراد ہے جس سے اصل مقصود میں زیادہ خلل واقع نہیں ہوتا جیسے نام علی لفظ آل محمد اور منافقین کے نام خاص خاص مقامات سے گرا دے تو آیات کے جو عام الفاظ باقی رکھے ان سے عام نفع باقی ہے۔ اسی طرح بعض آیتوں کو نکال دیا اور چھپا دیا تو جو باقی ہیں اُن کا نفع یقیناً باقی ہے اور جناب رسول خدا نے ہم کو یہ وصیت نہیں فرمائی کہ ہم محض کتاب خدا سے متمسک ہوں بلکہ یہ حکم دیا تھا کہ میری اہلیت اور کتاب خدا سے متمسک رہنا۔ پس اہلیت کا یہ کام تھا کہ کتاب خدا سے جو کچھ نکالا گیا اُس کا تدارک فرماتے رہے اور عام نفع کے لئے جتنا ماننے کی ضرورت ہے اُس کی ہدایت کرتے رہے چنانچہ طلحہ والی حدیث میں جو اس مقدمہ کے ابتدا میں

بیان ہوئی ہے۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے یہ الفاظ موجود ہیں۔ اِنْ اَخَذْتُمْ بِمَا فِيهِ بَٰحُوْثُمْ مِّنَ  
التَّارِ وَدَخَلْتُمْ الْجَنَّةَ فَاِنَّ فِيْهِ جَحَّتُمْ وَ بَيَّانُ حَقِّقْنَا وَ فَرَضُ طَاعَتِنَا (جو کچھ اس میں ہے اگر تم اس کو سمجھ لو  
اور اس پر عمل کرو تو تم آتش دوزخ سے نجات پاؤ گے اور جنت میں داخل ہو جاؤ گے اس لئے کہ اس میں ہماری نجات  
موجود ہے۔ ہمارے حق کا بیان موجود ہے اور ہماری اطاعت کا فرض ہونا موجود ہے) اور خدائے تعالیٰ کی حفاظت  
کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی آدمی اس کی کتاب میں کوئی غلطی کرنے لگے تو اس کا ہاتھ پکڑ لے اگر ایسا ہوتا تو دنیا میں  
کسی قرآن مجید میں ایک غلطی کا وجود بھی نہ ملتا۔ حالانکہ دنیا میں قلمی اور چھاپے کے ہزاروں لاکھوں قرآن مجید موجود ہیں۔  
جن میں لکھنے والوں تصحیح کرنے والوں اور چھاپنے والوں سے بے شمار غلطیاں ہوئی ہیں اور ظاہر اُخدا کے تعالیٰ کی طرف  
سے کوئی گرفت نہیں ہوئی۔ البتہ اس کی حفاظت کے یہ معنی صحیح ہو سکتے ہیں کہ جس طرح ان عام غلطیوں کے گرفت  
کرنے والے اور صحیح کر دینے والے عام علماء اور حفاظ موجود ہیں اسی طرح خاص کارروائیاں جو کی گئی ہوں ان کا پتہ  
کھول دینے والے اور اس کی اصلاح کر دینے والے خاص محافظ موجود ہیں جن کو کتاب خدایا سپرد کی گئی تھی اور جن  
کے پاس وہ اسی ترتیب کے ساتھ موجود ہے جو ترتیب پناہ پر خدایا و رسول ہے اور اس طرح بلاشک و شبہ حق  
حفاظت قرآن پورا ہو رہا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو چیزیں نکال دی گئی ہیں ان میں سے بہت سے تفسیر و  
بیان کے قبیل سے تھیں نہ یہ کہ وہ جزو کلام ہوں تو جو تبدیلی ہوئی ہے وہ معنوی حیثیت سے ہوئی ہے یعنی وہ  
لوگوں نے کلام خدا کی تفسیر و تاویل میں تحریف و تغیر کیا ہے یعنی خدائے تعالیٰ نے جو مطلب لیا تھا اس کے برخلاف  
مرا و ظاہر کی ہے۔ پس حضرات ائمہ علیہم السلام کا یہ ارشاد فرمانا کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی اور یہ آیت اس طرح  
نازل ہوا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو معانی ہم بتاتے ہیں ان معانی میں نازل ہوا تھا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ جو  
الفاظ ہم بتاتے ہیں ان الفاظ کی زیادتی کے ساتھ نازل ہوا تھا اور وہ الفاظ اصل میں گرا دئے گئے۔ ہمارے  
اس قول کی دلیل وہ حدیث ہے جو صاحب کافی نے باسناد خود اپنی کتاب کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام  
سے روایت کی ہے کہ اُن حضرت نے جو تحریریں سحر الخیر کو لکھی تھی اُس میں یہ بھی درج تھا کہ منافقین امت کا کتاب خدا  
کو پس پشت پھینک دینا یہ تھا کہ انھوں نے اُس کے حروف کو تو قائم رکھا اور اُس کے معنی کو بدل ڈالا پس وہ  
اُس کے لفظوں کی تو روایت کرتے ہیں اور اس کے اصل معنی کی رعایت نہیں کرتے۔ ہمالی لوگوں کو اُن کا روایت  
کا حفظ کر لینا تعجب میں ڈالتا ہے اور عالموں کو اُن کا اصل رعایت کا ترک کرنا رنج پہنچاتا ہے۔ اب رہیں علماء  
عامہ کی روایتیں۔ اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ نے اپنے مصحف میں ناسخ و منسوخ سمجھی کچھ لکھا تھا  
اور یہ ظاہر ہے کہ منسوخ التلاوت آیتیں جزو قرآن تو نہیں رہیں ہاں جزو تفسیر و بیان ضرور ہوں گی۔ لہذا یہ بھی  
احتمال ہے کہ جو آیتیں نکال دی گئیں اُن میں سے بعض اس قسم کی بھی ہوں۔ یہاں تک جو کچھ ہم نے بیان کیا۔ وہ  
اعتراضات کے جوابات اور مشکلات کے دفعیہ کے لئے کافی و وافی ہے باقی حقیقت حال کا علم خدا کے پاس ہے۔  
اب ہمارے بزرگ علماء کا اس بارے میں اعتقاد تو یہ کھلی بات ہے کہ ثقہ الاسلام محمد ابن یعقوب کلینی صاحب  
تراہ قرآن مجید میں تحریف اور کمی کے قائل ہیں۔ اس لئے کہ انھوں نے اپنی کتاب کافی میں اس مطلب کی بہت سی

روایتیں لکھی ہیں۔ اور ان میں سے کسی پر جرح و قدح نہیں کی اور وہ اپنی کتاب کے اوّل میں یہ لکھ چکے ہیں کہ جو روایتیں وہ کرتے ہیں ان سب پر وثوق رکھتے ہیں۔ یہی حالت ان کے استاد علی ابن ابراہیم قمی علیہ الرحمہ کی ہے۔ کہ ان کی تفسیر ان باتوں سے بھری ہوئی ہے اور ان کا یہ اعتقاد بڑی شدت سے ہے جیسا کہ ہم نے تھوڑا سا اوپر دکھلایا ہے یہی حالت شیخ احمد ابن ابی طالب طبرسی کی ہے کہ انھوں نے اپنی کتاب احتجاج میں انہی دونوں بزرگوں کے انداز پر لکھا ہے مگر شیخ ابو علی طبرسی نے اپنی تفسیر مجمع البیان میں یہ فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں کچھ زیادتی ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے کہ باطل ہے۔ اب رہا اس میں کمی کا ہونا تو ہمارے علماء میں سے تو گنتی ہی کے راوی ہیں اور حضرات اہلسنت کے بہت سے علماء روایت کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں تبدیلی بھی ہوئی ہے اور کمی بھی۔ مگر کثرت سے ہمارے علماء کا صحیح مذہب اس کے خلاف ہے جس کی تائید سید مرتضیٰ نے علم الہدیٰ نے فرمائی ہے۔ اور طرابلس کے مسائل کے جواب میں اس پر کافی و وافی بحث کی ہے اور بعض دوسرے موقعوں پر بھی ذکر فرمایا ہے کہ نقل قرآن کی صحت کا علم ایسا ہی ہے جیسا کہ شہروں کا علم دنیا کے بڑے بڑے حادثات کا علم بڑے بڑے واقعات کا علم مشہور کتابوں کا علم اور عرب کے ان اشعار کا علم جو ضبط تحریر میں آگئے اس لئے کہ اسکی حفاظت حد سے زیادہ کی گئی اور اس کی نقل و حراست و حفاظت کے اسباب و وجوہ اس حد تک پہنچی تھیں کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ چونکہ قرآن مجید نبوت کا معجزہ اور علوم شرعیہ اور احکام دینیہ کا ماخذ ہے اور مسلمان علماء نے اس کی حفاظت و حمایت میں اس حد تک کوشش کی کہ اس کے اعراب کا اختلاف ہو تو قرأت کا اختلاف ہو تو حروف کا اختلاف ہو تو ہر چیز کو پہنچوا دیا۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ باوجود ایسی سخت نگرانی اور زبردست ضابطہ کے اس میں تغیر و تبدل یا نقص ہو جائے۔ نیز انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی مختلف چیزوں کا تفصیلی علم اس کی نقل کی صحت کے بارے میں ویسا ہی مضبوط ہے جیسا کہ خود قرآن مجید کا علم اور اس کی شان بالکل ویسی ہی ہے جیسے کہ دوسرے علوم کی مشہور کتابوں کی مثلاً علم نجوم میں علامہ سیبویہ اور منرئی کی کتابیں ہیں۔ تو جیہہ کرنے والے صاحبان علم اس کی تفصیلات سے ایسے ہی واقف ہیں جیسے کہ خود ان کتابوں کی ذات سے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص سیبویہ کی کتاب میں علم نحو کا ایک ایسا باب داخل کر دے جو اصل کتاب میں نہ ہو تو وہ فوراً پہچان لیا جائیگا۔ تمیز کر لیا جائیگا اور جان لیا جائیگا کہ یہ بات الحاقی ہے اصلی نہیں یہی حالت کتاب منرئی کی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ قرآن مجید کی نقل کی نگرانی اور اس کی حفاظت و حراست کا ضبط سیبویہ کی کتاب اور اشعاروں کے دیوانوں کی ضبط سے کہیں زیادہ کیا گیا اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن مجید جناب رسول خدا کے عہد میں جمع ہو چکا تھا اور اس کی سورتیں ترتیب پا چکی تھیں جیسی کہ اب ہم دیکھ رہے ہیں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ قرآن مجید کا اس زمانہ میں درس بھی دیا جاتا تھا اور پورا کا پورا حفظ بھی کیا جاتا تھا یہاں تک کہ اصحاب رسول خدا کا ایک گروہ اس کے حفظ کرنے پر معین ہو چکا تھا اور وہ قرآن مجید آنحضرت کو سنا یا بھی کرتے تھے۔ پھر آنحضرت کے حضور میں مختلف اوقات میں پڑھا بھی کرتے تھے اور صحابہ کا ایک گروہ مثل عبداللہ ابن مسعود اور ابی بن کعب وغیرہ کتنی ہی مرتبہ جناب رسول خدا کے حضور میں قرآن مجید ختم کر چکے تھے۔ ان سب باتوں پر تھوڑا غور و تامل کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید مجموعہ مرتب مقام پر لیشان

دیکھنے پر پارہ نہ تھا۔ نیز انھوں نے یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ ہمارے اس اعتقاد سے فرقہ امامیہ کے بھی بعض علماء نے خلاف کیا ہے اور حضرات اہلسنت کے بھی بہت سے علماء نے لیکن ان کے اس اختلاف پر اس وجہ سے توجہ نہیں کی جاسکتی کہ ان کا یہ اختلاف بعض محدثین کے اقوال پر موقوف ہے جنہوں نے ضعیف حدیثیں نقل کی ہیں۔ اور اپنے نزدیک ان کو صحیح سمجھا ہے تو جن لوگوں کو ایسی صحیح حدیثیں ملی ہوں جن کی صحت قطعی اور یقینی ہو وہ ان کو چھوڑ کر ان ضعیف حدیثوں کی طرف توجہ نہیں کر سکتے۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ کہنے والا اس اعتقاد کے جواب میں یہ کہہ سکتا ہے کہ جیسے مؤمنین کے لئے قرآن مجید کی نقل اور اس کی حفاظت و حراست کے بہت سے اسباب موجود تھے ویسے ہی منافقین کے لئے جنہوں نے جناب رسول خدا کی وصیت کو بدل ڈالا تھا۔ اور خلافت میں تغیر پیدا کیا تھا۔ کتاب خدا میں تغیر و تبدل پیدا کرنے کے اسباب کچھ کم نہ تھے تاکہ جو کچھ ان کی رائے اور خواہش کے خلاف ہو اس کے موافق کرنے کی کوشش کریں لہذا جو کچھ تغیر اس میں ہوا ہے وہ اس سے پہلے ہوا ہے کہ وہ دُور دراز کے شہروں میں پھیلا ہو۔ اب وہ کتاب جیسی ہے اس کا استقرار اور اس کی سخت نگرانی اور اس کی پوری پوری حفاظت و حراست موجودہ ترتیب کی اشاعت کے بعد ہوئی ہے۔ لہذا دونوں اعتقادوں میں کوئی منافات نہیں رہتی۔ بلکہ کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ اصل کتاب میں تو کوئی تغیر ہی نہیں ہوا۔ جو کچھ تغیر ہوا وہ اس نسخہ میں ہوا جو منافقین نے اصل سے لکھا لکھوایا۔ پڑھا پڑھوایا اور شائع کیا۔ یہی اصل کتاب وہ اپنی اصلی حالت پر ان کے پاس موجود ہے۔ جو اس کے اہل اور اس کے عالم ہیں۔ جو کچھ ان عالموں کے پاس موجود ہے اس میں کوئی تحریف نہیں ہے۔ اور جو کچھ نقلی یا معنوی تحریف ہے وہ اس میں ہے جو عام طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور اس کی خرابی کی اصلاح ان حضرات کی روایتوں سے کر دی۔ اب قرآن مجید کا جناب رسول خدا کے زمانہ میں موجودہ ترتیب پر مرتب اور جمع ہونا تو یہ ثابت نہیں ہے۔ بھلا وہ پورا پورا مجموعہ و مرتب ہو گیا ہو سکتا ہے جبکہ وہ آیت آیت کے نازل ہوتا رہتا تھا۔ اور آنحضرت کی عمر مبارک کے تمام ہونے کے ساتھ اتمام کو پہنچا۔ اب یہی یہ بات کہ اس کا درس دیا جاتا تھا اور ختم کیا جاتا تھا۔ تو زمانہ نبوت کے ہر ہر لمحہ میں اتنے ہی اتنے حصہ قرآن کا درس و ختم جاری تھا جتنا اس وقت تک نازل ہو چکا تھا کہ کل کا اس کے حفاظ اصحاب حافظ ہوتے تھے اور اتنا ہی جناب رسول خدا کو سنا دیا کرتے تھے۔ جناب رسول خدا کی آخری عمر میں پورا پورا قرآن مجید حسب روایت معتبرہ حضرت جبرئیل امین نے دو مرتبہ پڑھ کر سنا یا ہے نہ کہ کسی صحابی نے۔ اگرچہ جناب رسول خدا کی موجودگی میں پورا پورا قرآن مجید مرتب ہو چکا ہوتا تو آنحضرت کو کیا ضرورت تھی کہ علی مرتضیٰ کو وصیت فرمائی کہ میرے ذمہ و کفن کے بعد سب سے پہلا کام یہ کرنا کہ قرآن مجید کو خدائے تعالیٰ کی تسزلی اور میری تعلیم کے بموجب جمع کر لیتا اور خلفاء کو کیا ضرورت پیش آئی کہ ہر ایک اپنے اپنے وقت میں جمع و تالیف و ترتیب میں برابر مشغول رہا اور اپنی سعی کوشش کرتا رہا۔ اور علاوہ خلفاء کے بعض دیگر جلیل القند اصحاب نے بھی جو جامعان قرآن کہلاتے ہیں اپنے اپنے قرآن مرتب اور جمع کئے سمجھنے والے کے لئے اتنی ہی دلیلیں کافی ہیں۔ آنحضرت کے وقت میں پورا

پورا مرتب اور جمع نہیں ہوا) فرقہ شیعہ کے رئیس المحدثین محمد بن علی ابن بابویہ القمی المعروف بہ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ اپنی کتاب اختلافات میں فرماتے ہیں کہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ قرآن مجید جو خدا نے نازل کیا وہ یہی ہے جو دو وقتوں کے درمیان آدمیوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے ذرا بھی زیادہ نہیں ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص اس قول کو ہمارے طرف منسوب کرے کہ ہم اس سے زیادہ کے قائل ہیں تو وہ جھوٹا ہے اور شیخ الطائفہ محمد ابن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر تبیان میں فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں کمی بیشی کی بابت کلام کرنا قرآن مجید کی شان کے خلاف ہے اس لئے اس پر توکل مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اس میں اپنی طرف سے کوئی کچھ بڑھا تو سکتا ہی نہیں۔ رہا اُس میں سے کم کر دینا تو یہ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے علماء کی خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ کثرت رائے اس کے خلاف ہے تو ہمارا صحیح مذہب یہی ہوا کہ اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ اور ہمارے علامہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اسی کے مؤید ہیں اور بہت سی روایتیں اسی قول کی تائید میں ملتی ہیں۔ ہاں اس میں بھی شک نہیں کہ فریقین کی بہت سی روایتیں قرآن مجید کی بہت سی آیتوں کے کم ہو جانے پر دلالت کرتی ہیں اور جا بجا تفسیر میں نقل کی گئی ہیں مگر وہ متواتر نہیں ہے۔ احاد ہیں جن کا ماننا واجب و لازم نہیں ہے لہذا ان سے اعراض کرنا اور ان کو چھوڑ دینا بہتر ہے۔ اس لئے کہ ان کی تاویل ممکن ہے۔ اور اگر وہ صحیح بھی مان لی جائیں تو بھی جو کچھ دو وقتوں کے درمیان موجود ہے۔ اس پر کوئی طعن نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی صحت بہ تواتر ثابت ہو چکی ہے اور اُمت میں سے کسی شخص واحد کو بھی اُس پر اعتراض نہیں۔ نہ کوئی اس کو رد کرتا ہے بلکہ ہماری بہت سی روایتیں اس کی تائید میں موجود ہیں جو اس کی قرأت کی بھی ترغیب دلاتی ہیں اور جو کچھ اس میں ہے اُس کے تمسک کی بھی۔ نیز فروع دین کے متعلق جن حدیثوں میں اختلاف ہوا ان کے بارے میں بھی یہ حکم موجود ہے کہ انہیں اسی قرآن مجید سے بلا کر دیکھو جو اس سے موافق ہو جائیں اُس پر عمل کرو اور جو اس کے مخالف نکلیں ان سے اجتناب کرو اور ان کی طرف کوئی توجہ نہ کرو اور خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو منفق علیہ حدیث پہنچی ہے جس کا کسی ایک شخص نے بھی اذکار نہیں کیا۔ کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں سے متمسک رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک تو اللہ کی کتاب ہے اور دوسرے میری عترت میرے اہلبیت ہیں اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر میرے پاس نہ پہنچیں۔ یہ حدیث بھی صاف صاف بتلاتی ہے کہ کتاب خدا مثل اہلبیت کے اور ان لوگوں کے جن کے قول کی پیروی واجب و لازم ہے ہر زمانہ میں موجود ہو اس لئے کہ ہم کو اس کے تمسک کا حکم دینا جس کے تمسک پر ہم قادر بھی نہ ہوں جائز نہیں ہے اور جبکہ وہ قرآن مجید جو ہمارے ہاتھوں میں ہے اُس کی صحت پر کل اُمت کا اتفاق ہے تو لازم ہے کہ ہم اُس کی تفسیر اور اُس کے معانی کے بیان کرنے میں مشغول رہیں۔ اور اُس کے سوا جو ہے اُس سے کچھ غرض نہ رکھیں۔

صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ کتاب خدا کے ہر زمانہ میں ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ جیسی خدا تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے ویسی ہی رہے اور اتنی جتنی کی ہم کو ضرورت ہے ہمارے پاس موجود ہے

گو باقی پر ہم قادر نہ ہوں جیسے کہ امام زمان موجود ہیں گو ہم اُن کے حضور میں نہیں پہنچ سکتے تو اس صورت میں ثقلین کی حالت یکساں ہوگی اور ہمارے ایمان میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ اور ہمارے شیخ الطائفہ کے قول کا مطلب بھی غالباً یہی ہے۔ اب رہا اُن کا قول اُن لوگوں کے متعلق جن کے قول کی پیروی واجب و لازم ہے۔ اس سے مراد وہ علماء و مجتہدین ہیں جو حضرات معصومین علیہم السلام کی احادیث پر پوری نظر رکھنے والے اُن کی روایت کرنے والے اور زمانہ غیبت میں اُن کے قائم مقام ہیں۔ اس لئے کہ خود جناب صاحب الامر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے ایسا ہو کہ ہماری حدیثیں روایت کرتا ہو ہمارے بتلائے ہوئے حلال و حرام پر نظر رکھتا ہو ہمارے احکام پہنچاتا ہو اس پر نظر رکھو۔ اور اُس کے مابین حاکم قرار دو اس لئے کہ ایسے شخص کو میں نے خود تم پر حاکم بنا دیا۔

## سائلوں مقدمہ

### قرآن مجید میں ہر چیز کا کھلا بیان موجود ہے اور اس کا مطلب کیا ہے

کتاب کافی میں بہ اسناد خود مرآزم سے بہ روایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر چیز کا کھلا بیان نازل فرمایا واللہ خدا ہے تعالیٰ نے کوئی چیز بھی جس کی بندگی کو ضرورت پیش آئے بیان کرنے سے نہیں چھوڑی یہاں تک کہ کوئی بندہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ کاش فلاں چیز تو قرآن مجید میں نازل ہوئی ہوتی مگر یہ کہ اللہ نے اُس میں پہلی ہی نازل فرمادی ہے۔ نیز بہ اسناد خود بہ روایت امر ابن قیس جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ امر ابن قیس کہتے ہیں کہ میں نے خود حضرت کو یہ فرماتے سنا کہ خدا نے تعالیٰ کوئی ایسی چیز جس کی امت کو ضرورت پیش آئے باقی نہیں چھوڑی جسے اپنی کتاب میں نازل نہ فرما دیا جو اور اُس کے رسول نے اُس کو بیان نہ کر دیا ہو۔ اور ہر شے کی ایک تعریف فراردی اور اُس کے لئے ایک رہنما مقرر کیا جو اُس کو پہنچا دیتا ہے اور جو شخص خدا کی تقریر کی ہوئی حد سے تجاوز کر جائے اُس کے لئے ایک سزا بھی قرار دے دی۔ نیز بہ اسناد خود معالیٰ ابن حنیس سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی امر جس میں دو آدمی بھی اختلاف کریں ایسا نہیں ہے جس کی اصل کتاب خدا میں موجود نہ ہو۔ لیکن عام لوگوں کی ثقلین وہاں تک نہیں پہنچ سکتیں۔ نیز بہ اسناد خود حماد سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کتاب خدا اور سنت رسول میں موجود نہ ہو۔ ایضاً بہ اسناد خود سماع سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کتاب خدا یا سنت رسول خدا میں کل چیزیں آگئی ہیں یا آپ حضرات بھی کسی چیز کے بارے میں کچھ فرماتے ہیں۔ فرمایا کتاب خدا اور سنت رسول خدا میں سب چیزیں اچکی ہیں۔ نیز بہ اسناد خود ابوالجبار دو سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب امام محمد باقر

علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں تم سے کوئی حدیث بیان کروں تو تم اسے پوچھ لیا کرو کہ یہ مضمون کتاب خدا میں کہاں ہے اس کے بعد حضرت کو ایک حدیث بیان کرنے کا اتفاق ہوا تو ارشاد فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزوں کی مخالفت فرمائی ہے زیادہ باتیں بنانے کی۔ مال خراب کرنے کی۔ زیادہ سوالات کرنے کی۔ اس پر کسی نے عرض کی۔ بیان رسول اللہ۔ بھلا یہ باتیں کتاب خدا میں کہاں ہیں۔ فرمایا ہیں۔ پہلی بات کے لئے یہ آیت موجود ہے۔ **كَلَّا نَحْنُ فِي كِتَابِهِمْ مِنْ نَجْوَى الْأَحْمِرِ الْأَمْرِ لِيَصِدَّ قَلْبُهُ أَوْ مَخْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۹۱ سطر ۱۹) اور دوسری بات کے لئے یہ آیت موجود ہے۔ **وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۱۵۱ سطر ۹) اور تیسری بات کے لئے یہ آیت موجود ہے۔ **لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدَّ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ** (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۴۶ سطر ۶) قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان موجود ہے اس کے بارے میں ایک صاحب معرفت نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی چیز کا علم یا تو اس چیز کو دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے یا اس کا تجربہ کرنے سے یا اس کے متعلق کوئی غیر سننے سے یا اس کے بارے میں کسی کی گواہی سے یا کوئی کوشش کرنے سے یا اسی طرح کسی اور ذریعہ سے اور یہ علم جو حاصل ہوتا ہے ناقص ہوتا ہے بدل بھی سکتا ہے۔ ناکافی بھی ہوتا ہے محدود بھی ہوتا ہے۔ غرض کامل اور پورا ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ کسی شے کے متعلق علم کی تین قسمیں تو یوں ہی ہو سکتی ہیں کہ ایک تو اس شے کے موجود ہونے کے زمانہ میں اس کا علم دوسرے اس کا موجود ہونے سے پہلے اس کا علم اور تیسرے اس کا وجود مفقود ہو لیکن بعد اس کا علم۔ تو جو حالت چیزوں کی علم کی بابت بیان کی گئی۔ اکثر لوگوں کے علم کی حالت یہی ہے۔ اب رہا وہ علم جو چیزوں کے شروع ہونے سے بھی متعلق ہو۔ پہلے سے کبھی ہو۔ اور ان اسباب سے بھی جو ان چیزوں کے ہونیکا باعث ہوئے اور ان اعراض کا بھی ہو جن کے لئے وہ چیزیں ہیں اور اس طرح اول سے آخر تک ایک علم جزو کل پر حاوی ہو۔ عقلی وجوہ کے ساتھ ایسا کامل ہو جس میں کوئی تغیر نہ ہو سکتا ہو اس لئے کہ کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ اس کا کوئی سبب نہ ہو اور پھر اس سبب کا سبب نہ ہو اور اس طرح یہ سلسلہ سبب الاسباب تک پہنچ جاتا ہے اور جب کسی شے کا سبب ہو اس کے ہونے کا باعث و موجب تھا پہچانا گیا تو بھی معرفت اس شے کے متعلق علم ضروری و دائمی ہے۔ پس جس شخص نے خدائے تعالیٰ کو اس کے اوصاف کمالی اور بزرگیوں کے ساتھ پہچان لیا اور یہ بھی سمجھ لیا کہ تمام موجودات کا آغاز اسی کی ذات ہے اور ہر فیضان اور ہر بخشش اسی کی طرف سے ہے اور اس کے فرشتوں کو بھی پہچان لیا اور مقرب فرشتوں کو بھی جان لیا۔ پھر یہ بھی سمجھ لیا کہ کچھ تدبیر کرنے والے فرشتے بھی ہیں جو عقلی اعراض کے لئے برابر کام میں لگے ہوئے ہیں یہی ان کی دائمی عبادت ہے جس سے وہ کبھی ٹھکتے اور اکتاتے نہیں اس لئے کہ تمام موجودات کی صورتیں انہی کی کارگزاریوں کا نتیجہ ہے۔ اور پھر تدبیر مسبی اور مسبی کے ساتھ ساتھ۔ پس جس نے ان سب باتوں کو سمجھ لیا اس کا علم سب معاملات پر حالات پر اور بعد کے واقعات پر حاوی ہو گیا۔ یہ علم ایسا ہے کہ ہر تغیر اور شک و غلطی سے بری۔ اور یہی علم ہے جس کے ذریعہ سے پہلی باتوں سے دوسری باتیں بھی معلوم ہوتی ہیں اور کئی باتوں سے بزوی باتوں کا بھی پتہ لگتا ہے اور مفرد باتوں سے مرکب بھی معلوم ہوتی ہیں اور انہی کے ذریعہ سے انسان کی حقیقت کا بھی پتہ لگ جاتا ہے اور اس کے حالات کا بھی اور ان باتوں کا۔



بھی جو اُس کی تکمیل کرتی ہیں اور اُن کو پاک و صاف بناتی ہیں اُس کی سعادت کا باعث ہوتی ہیں اور اُس کا درجہ بڑھا کر اُس کو عالم قدس تک پہنچا دیتی ہیں۔ نیز اُن چیزوں کا بھی پتہ لگ جاتا ہے جو اُس کو ناپاک کر دیتی ہیں خراب کر دیتی ہیں۔ شقی بنا دیتی ہیں اور یہاں تک پست کر دیتی ہیں کہ نیچے سے نیچے درجہ تک پہنچا دیتی ہیں۔ یہ علم ثابت ہوگا۔ قائم ہوگا۔ اس میں کوئی تغیر نہ ہو سکیگا اور اس میں کوئی شک راہ نہ پائیگا اور چونکہ یہ علم دائمی اور کھلی ہے اسی سبب سے مجزوی امور اسی سے معلوم ہوتے رہیں گے۔ حالانکہ خود علم میں کوئی کثرت اور کوئی تغیر نہیں ہے۔ وہ اپنی ذات میں چیزیات کی کثرت کے سبب اور ایک کا قیاس دوسرے پر کرنے کے باعث وہ بجائے خود کثرت والا اور تغیرات والا معلوم ہوتا ہے یہ جو کچھ ہم نے بتایا خدا نے تعالیٰ کے علم کی حالت ہے جو اُسے اشیاء کے متعلق ہے اور ایسی ہی حالت بلکہ مغربین کی ہے اور ایسی ہی انبیاء و اوصیاء کے علوم کی حالت ہے جو اُن کو موجودات کے حالات کے بارے میں عطا کیے گئے ہیں، گذشتہ کے بارے میں بھی اور آئندہ کے بارے میں بھی۔ یعنی اُن چیزوں کا علم بھی جو ہو چکی ہیں اور اُن کا علم بھی جو قیامت تک ہوتی رہیں گی اسی قبیل سے ہے اس لئے کہ یہ علم کھلی ثابت اور قائم ہے۔ معلومات کی تجدید سے اس علم میں کوئی تجدید نہیں ہوتی اور معلومات کی کثرت سے اس علم میں کوئی بڑھوتری نہیں ہو سکتی۔ پس جس نے اس علم کی کیفیت کو سمجھ لیا وہ خدا نے تعالیٰ کے اس قول و تَزَلُّوا عَلَیْکَ الْکِتَابَ فَبِیْئَاتِنَا رُکُوعًا سَمِیْعًا (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۵۵ سطر ۵) کے معنی کو بھی سمجھ لیا اور معرفت حقیقی اور تصدیق یقینی کی بصیرت کے ساتھ اس بات کی تصدیق کرے گا کہ قرآن کریم میں تمام علوم معانی موجود ہیں۔ اُس کا یہ ماننا محض سنی سنائی باتوں کی تقلید میں ہوگا اس لئے کہ معاملات میں سے کوئی معاملہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا جو قرآن مجید میں مذکور نہ ہو یا تو خود ذاتی طور پر یا اُس کے جتنے اسباب اور مبادیات اور اغراض و غایات جو بھی ہوں اُن کا ذکر ہوگا اور آیت قرآن کا مطلب اور اُن کے اسرار کے عجائبات اور جو بے انتہا احکام و علوم اُن کا لازمہ ہے۔ اُن کو کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ جب تک کہ اشیاء کا علم اُس کو اسی قبیل سے حاصل نہ ہو جس کا ہم نے ذکر کیا معلوم ابن خنیس کی روایت کے الفاظ بھی مختصر اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کی تفصیل اس فاضل کامل نے بیان کر دی ہے۔

## اکھوال مقدمہ

آیتوں کی قسمیں اور ان کی باطنی معنی اور تاویلیں کئی کئی اور مختلف ہونا لغات کی قسمیں قرأت کے اختلاف اور ان میں معتبر کون کون سی ہیں۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت بطریق حضرات اہل سنت حدیث شہرت کو پہنچی ہوئی ہے کہ آنحضرت نے یہ فرمایا ہے کہ قرآن مجید سات حرفوں پر نازل ہوا ہے یعنی سات طریقوں پر کہ ہر ایک ان میں سے کافی و شافی ہے اور ان میں سے بعض نے اس حدیث کے متواتر ہونے پر بھی دعویٰ کیا ہے لیکن اس کے معنی میں اتنا اختلاف کیا ہے کہ اس کے بارے میں قریب قریب چالیس قول ہیں۔ نیز انہی حضرات نے جناب رسول خدا سے یہ بھی روایت کی ہے کہ آنحضرت نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن مجید سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے جس سے مراد یہ ہیں۔ امر۔ زجر۔ ترغیب۔ ترمیب۔ جدل۔ قصص۔ مثل اور ایک روایت کے بموجب وہ سات یہ ہیں۔ زجر۔ امر۔ حلال۔ حرام۔ حکم۔ متشابہ۔ امثال۔ ان دونوں روایتوں سے نتیجہ یہ نکلا کہ آنحضرت کی حدیث میں لفظ حرف سے اشارہ کلام خدا کی انواع و اقسام کی طرف ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو ہمارے علماء نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنحضرت نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید کو سات قسم پر نازل فرمایا تھا کہ ان میں سے ہر قسم کافی و شافی ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ امر۔ زجر۔ ترغیب۔ ترمیب۔ جدل۔ مثل۔ قصص۔ نیز حضرات اہلسنت نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت بھی کی ہے کہ قرآن مجید سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے اور اس کی ہر آیت کا ایک ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور اس کے ہر حرف کے لئے حد بھی ہے اور مطلع بھی۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ قرآن مجید کے لئے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے اور پھر اس باطن کا باطن ہے یہاں تک کہ سات باطن ہیں۔ ان دونوں روایتوں سے اکثر یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اصل حدیث میں جو لفظ 'حرف' آیا ہے۔ یہ اشارہ قرآن مجید کے بطون اور اس کی تاویلات کے طرف ہے۔ مگر دونوں روایتوں میں اس حد تک بڑھ جانی کی کوئی نص نہیں پائی جاتی کہ مراد ان سے یہ ہو کہ کلام الہی کی مراد یہ ہے کہ اس کی ہر قسم کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔ اور ہر باطن کا ایک باطن تاہم کہ سات باطن تک ہوں۔

اور بطریق شیعہ علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب التخصال میں بہ اسناد خود عماد سے روایت کی ہے۔ عماد کا بیان ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپ حضرات کی حدیثیں مختلف کیوں ہوتی ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے اور امام کی شان یہ ہے کہ کم از کم ایک سوال کا سات

طرح سے جواب دے سکے۔ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَهْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝  
 دو یکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۹۰۹ سطر ۱۲) امام علیہ السلام کی یہ نص بطون و نوابات کے متعلق ہے اور بعض علماء نے اس  
 حدیث کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ یہ قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا ہے اب تمہیں جو آسان معلوم ہو اس  
 کے بموجب پڑھو اور ایک روایت میں یوں وارد ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل امین سے  
 یہ فرمایا کہ میں ان پڑھ لوگوں کی امت میں مبعوث کیا گیا ہوں جس میں بوڑھے پھونس بھی موجود ہیں بوڑھیاں بھی اور  
 بچے بھی تو جبریل امین نے عرض کی کہ آپ ان کو یہ حکم دے دیجئے کہ وہ قرآن مجید کو سات حروف پہ پڑھا کریں اور بطریق  
 حضرات شیخہ النخصال میں بہ اسناد خود عیسیٰ ابن عبداللہ الہاشمی سے روایت کی ہے۔ انھوں نے اپنے والد سے روایت  
 کی ہے اور ان کے والد نے اپنے آباؤ اجداد سے۔ ان کا بیان ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ  
 فرمایا کہ میرے پاس ایک آنے والا خدا ہے عزوجل کی جانب سے آیا اور اس نے یہ کہا کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو حکم دیتا  
 ہے کہ قرآن مجید کو ایک ہی حرف پر پڑھیں اس پر میں نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! میری امت کے حق میں وسعت  
 فرمادے تو اسی آئیوالے نے (پھر آگے یہ کہا کہ اب) اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ آپ قرآن مجید کو سات حروف  
 میں پڑھا کریں۔ ان سب روایتوں سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ سات حروف سے مراد لغات کا اختلاف ہے جیسا  
 کہ علامہ ابن اثیر نے اپنی کتاب لغات نہایہ میں بیان کیا ہے۔ کیونکہ وہ اس حدیث کے بارے میں کہ قرآن مجید سات  
 حروف پر نازل کیا گیا ہے کہ ہر ایک ان میں سے کافی و شافی ہے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس میں حرف سے مراد لغت  
 ہے اور مطلب یہ ہے کہ لغات عرب میں سے قرآن مجید سات لغتوں میں ہے یعنی وہ سات لغت اس میں متفرق  
 طور پر موجود ہیں کوئی حصہ اس کا لغت قریش میں ہے اور کوئی حصہ لغت ہذیل میں ہے کوئی حصہ لغت ہوازن اور کوئی لغت  
 یمن میں۔ علامہ ابن اثیر کہتے ہیں کہ میرے اس بیان کی تائید ابن مسعود کے قول سے بھی ہوتی ہے جو یہ فرماتے ہیں کہ میں نے  
 بہت سے قاریوں کو پڑھتے سنا اور ان سب کو قریب قریب ہم معنی پایا پس جیسی تعلیم تم کو دی ہے ویسا ہی پڑھتے رہو  
 فرق اتنا ہی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کبھی تو کہتا ہے۔ هَلُمَّ أَوْ تَعَالِ أَوْ كَبِهِيَ أَوْ قَبِلْ۔ اب یہ لغت تو الگ الگ  
 ہیں لیکن معنی سب کے ایک ہیں۔ یعنی آؤ۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان تمام روایتوں کو یوں متحد کیا جاسکتا ہے  
 کہ یہ کہا جائے کہ قرآن مجید کی کل آیتیں سات قسموں پر منقسم ہیں اور ہر آیت کے سات سات بطون ہیں۔ نیز قرآن  
 مجید سات لغتوں میں نازل کیا گیا ہے۔ اب رہا اس حدیث سے یہ مطلب نکالنا کہ سات قرآئیں اسی سے ثابت ہیں پھر سات  
 قرأتوں کی جتنی وجہیں ہیں ان پر بہ تکلف تقسیم کرنا جیسا کہ صاحب تفسیر مجمع البیان نے علمائے عامہ کے کسی شخص سے نقل  
 کیا ہے تو اس کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے بلکہ اس کی تکذیب وہ حدیث کرتی ہے جیسے صاحب کافی نے اپنی کتاب کافی  
 میں بہ سند خود زرارہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن مجید ایک  
 ہے اور ایک ہی کے پاس سے نازل ہوا۔ اب جو کچھ اختلاف ہے وہ راویوں کی عنایت ہے۔ نیز باسناد خود فضل ابن سبار  
 سے روایت کی ہے وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں یہ عرض کی کہ لوگ یہ

کہتے ہیں کہ قرآن مجید سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے۔ تو ارشاد فرمایا کہ وہ دشمنان خدا جھڑپے میں۔ قرآن مجید تو ایک ہی ہے۔ اور ایک ہی کے پاس سے نازل ہوا ہے۔ اس حدیث کا وہی مطلب ہے جو اوپر والی حدیث کا ہے اور وہ یہ ہے کہ صحیح قرأت صرف ایک ہی ہو سکتی ہے۔ چونکہ عوام الناس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ قاری جو اختلاف قرأت میں کرتے ہیں اس حدیث کی رو سے سب قرأتیں صحیح ہیں۔ لہذا ائمہ علیہم السلام نے ان کی تکذیب فرما کر اپنا فرض ادا کر دیا۔ کہ صحیح قرأت صرف ایک ہی ہے۔ جو کچھ اختلاف پیدا کیا ہے وہ راویوں نے کیا ہے۔ لہذا ان دونوں حدیثوں میں نہ آپس میں کوئی نقیض ہے اور نہ ان حدیثوں سے کوئی اختلاف ہے جس میں قرآن مجید کا سات حرفوں پر نازل ہونا جناب رسول خدا کی تباری بیان ہو چکا ہے۔ نیز صاحب کافی نے یہ اسناد خود عبد اللہ ابن فرقد اور معاذ ابن خنیس سے روایت کی ہے۔ یہ دونوں صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور میں حاضر تھے اور ہمارے ساتھ ربیعہ الرائی بھی تھا۔ اثناء تذکرہ میں قرآن مجید کا بھی ذکر آیا تو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا اگر ابن سعود ہماری قرأت کے بموجب قرأت نہ کرتے تھے تو وہ گمراہ تھے (ربیعہ نے تعجب سے پوچھا وہ گمراہ تھے؟) فرمایا (ہم سے موافقت نہ رکھتے تھے تو) ضرور گمراہ تھے اس کے بعد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہماری قرأت تو اُبتی کی قرأت کے موافق ہے (قول مترجم۔ اُبتی نام سے کوئی شخص اُبتی ابن عبد اللہ منافق کو نہ سمجھے۔ یہ اُبتی ابن کعب ہیں یہ صحابی ہیں۔ اور صحابہ میں سے قاریان قرآن میں سے ہیں) حدیث کا یہ آخری حصہ حرمت صحابہ کی رعایت کے لحاظ سے فرمایا گیا ہے تاکہ ابن سعود کے بارے میں جو کچھ فرمایا تھا۔ اور اُس سے ربیعہ کو جو خیال پیدا ہوا تھا وہ رفع ہو جائے ورنہ وہ حضرات سیائے اپنے آباؤ اجداد کے کسی اور کی پیروی کرنے والے نہ تھے اس لئے کہ ان حضرات کا علم منجانب اللہ تھا۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ قاری اُبتی ابن کعب کی قرأت حضرات ائمہ علیہم السلام کی قرأت سے بالکل مطابق ہوگی یا بہ نسبت دوسرے صحابہ کے قرأت کے زیادہ موافقت رکھتی ہوگی۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ اختلاف جس پر اختیار کیا جاسکتا ہے کئی طرح کا ہو سکتا ہے۔ ایک تو ایسا ہے کہ لفظ سے گزر کر معنی تک پہنچے جیسے مالک اور بلک اور دوسرا ایسا ہو سکتا ہے کہ لفظ سے نہیں بھی گزرتا یا گزرتا بھی ہے تو معنی کے مطلب میں کوئی خلل نہیں ڈالتا جیسے کُفُوا اور کُفُوا لَعْنٌ کی حیثیت سے ایک ہی ہیں یا حرف کی حیثیت سے ایک ہی ہوں۔ جیسے یَزِيدٌ اور يَزِيدٌ تو ایک ہی ہیں یا نحو کی حیثیت سے جیسے لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ اور لَا تُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ یکساں ہیں۔ ایک اور فرق معنی میں تو ہوتا ہے مگر اصل مطلب میں کوئی فرق نہیں ڈالتا۔ مثلاً لَفْظُ الرَّبِّ اور الرَّبِّ يَاحُ کہ اس میں پہلا اسم جنس ہے اور دوسرا جمع تو اس قسم کی مثالوں میں ہم کو اختیار دیا گیا ہے کہ جو معروف قرأتیں ہیں ان میں سے جو نسبی چاہیں پڑھیں۔ جو اشی تفسیری میں یہ بات دیکھنے میں آئے گی کہ کہیں کہیں معصومین علیہم السلام ایک کلمہ میں بھی اختلاف قرأت وارد ہوا ہے اور کسی کسی مقام پر دو یا زیادہ قرأتوں کو جائز فرمایا ہے۔ یہ جواز اس بات پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ چونکہ ان حضرات کو یہ قدرت حاصل نہیں ہوئی کہ سب لوگوں سے ایک ہی قرأت پڑھو اور بتے جو ان کے نزدیک صحیح تھی لہذا

(اپنے شیعوں کی آسانی کے لئے) دوسری قراتوں کے جواز کا بھی حکم دے دیا جیسا کہ چھٹے مقدمہ کے شروع میں ہم معصوم علیہ السلام کے قول سے یہ دکھا آئے ہیں کہ تم کو جس طرح سکھایا جائے اسی طرح پڑھتے رہو کیونکہ وہ عنقریب آئے گا۔ جو تم کو حسب منشاء خدا تعلیم دیکھا۔ یہ حکم اسی حکم کے مطابق ہے جیسا کہ قرآن مجید کے پڑھنے کی بابت ہے جو لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ یعنی جس طرح باوجود قرآن مجید مرتبہ جناب امیر علیہ السلام کے اپنے پاس موجود ہونے کے باوجود معصومین نے موجودہ قرآن مجید کے پڑھنے کو اور اس پر عمل کرنے کو جائز رکھا ہے۔ اسی طرح ان آیتوں کی قرات کو جن کے بارے میں قاری اختلاف کر رہے ہیں باوجود صحیح قرات کا علم ہونے کے ان حضرات نے ان لوگوں کی معروف قراتوں کو جائز رکھا۔ اور ان دونوں صورتوں میں ہماری سہولیت اور آسانی بد نظر رکھی (اور یقیناً جو کچھ کیا وہ عین حکم خدا اور منشاء و ہدایت جناب رسول خدا کے موافق کیا اس لئے کہ یہ زمانہ زمانہ امتحان ہے) فقہائے شیعہ میں یہ بات مشہور ہے کہ سات قرات یا دس قراتیں جو مشہور و معروف ہیں ان کا التزام واجب ہے کیونکہ وہ حد تو اترو کو پہنچ چکی ہیں اور باقی قراتیں مشافہ ہیں اور حق یہ ہے کہ آج کے دن قرآن مجید کا وہ حصہ جو حد تو اترو کو پہنچا ہوا ہے وہ اتنا ہی ہے جتنا کہ سب قراتوں میں ملا کر مستم ہو چکا اور احاد اور قرات اور احاد و آیتوں کو چھوڑ کر جتنا باقی رہتا ہے اسی کی نسبت یقین کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے متواتر کے بارے میں کسی شبہ کو دخل نہیں ہے۔

ہم نے اپنے قرآن مجید میں حسب ہدایت معصومین علیہ السلام وہی قرات رکھی ہے جو ملک ہندوستان میں عام طور سے جاری ہے تاکہ عوام الناس کو کسی گرفت کا موقع نہ ملے۔

## نوال مقدمہ

اس زمانہ کا بیان جس میں قرآن مجید نازل ہوا اور اس کے متعلق کامل تحقیق

کتاب کافی میں یہ روایت حفص ابن غیاث جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ حفص بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان حضرت سے خدائے تعالیٰ کے اس قول شہر رمضان النبی انزل فیہ القرآن (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۵۴ سطر) کا مطلب دریافت کیا یعنی خدائے تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ ماہ مبارک رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔ حالانکہ قرآن مجید اول نزول سے لیکر آخر تک بیس برس میں نازل ہوا ہے تو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن مجید تو سب کا سب ماہ رمضان میں بیت المعمور تک نازل کر دیا گیا تھا۔ پھر بیس برس کے زمانہ تک بتدریج نازل ہوتا رہا۔ اس کے بعد فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے ماہ مبارک رمضان کی پہلی شب میں نازل ہوئے اور تو بہت ماہ مبارک رمضان کی تاریخ گزرنے پر نازل کی گئی اور انجیل ماہ مبارک رمضان کی تیرھویں کو نازل کی گئی۔ اور زبور ماہ مبارک رمضان کی اٹھارہ گزرنے

پر نازل کی گئی۔ اور قرآن مجید ماہ مبارک رمضان کی تیسویں شب میں نازل کیا گیا۔  
 نیز کافی اور من لایحضرة الفقیہ میں بہ اسناد خود بابہ روایت ابو بصیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ  
 تو بیت ماہ مبارک رمضان کی چھٹی شب میں نازل ہوئی اور انجیل ماہ مبارک رمضان کی بارھویں شب میں نازل کی گئی اور  
 زبور ماہ مبارک رمضان کی اٹھارہویں شب میں نازل ہوا اور قرآن مجید شب قدر میں نازل ہوا۔ نیز انہی دونوں کتابوں  
 کی اسناد سے یہ روایت حمز بن عبد المطلب نے بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا سے تعالیٰ  
 کے اس قول کا مطلب دریافت کیا۔ اِنَّا نَزَّلْنَا كَاتِبِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ نَزَّلْنَا كَاتِبِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۹۸ سطر ۷) یعنی خدا تعالیٰ  
 فرماتا ہے کہ ہم نے اُس کو برکت والی رات میں اتارا حضرت نے فرمایا کہ یہ برکت والی شب قدر ہے اور یہ سال بہ سال ماہ  
 مبارک رمضان کے پچھلے عشرہ میں ہوتی ہے۔ اور قرآن مجید شب قدر ہی میں نازل ہوا ہے اسی کے بارے میں خدا سے تعالیٰ  
 فرماتا ہے۔ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۹۸ سطر ۸) یعنی ہر حکمت والا کام اُسی رات میں مقرر کیا  
 جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس شب قدر سے لیکر آئندہ کی شب قدر تک سال کے اندر اندر جو نیکی بدی فرمانبرداری  
 نافرمانی۔ ولادت۔ وفات اور روزی وغیرہ ہونے والی اور ملنے والی ہر وہ سب شب قدر میں مقدر کر دی جاتی ہے نیز ان دونوں  
 کتابوں میں بہ اسناد خود بابہ یعقوب سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو سنا کہ جو جناب امام جعفر  
 صادق علیہ السلام سے شب قدر کی بابت سوال کیا رہا تھا۔ اور یہ عرض کر رہا تھا کہ مجھے شب قدر کی بابت پوری پوری خبر  
 دیجئے کہ آیا وہ سوچنی یا ہر سال ہوتی رہتی ہے تو حضرت نے فرمایا کہ اگر شب قدر اُٹھالی جائے گی تو قرآن بھی اُٹھایا جائیگا  
 صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سال بہ سال شب قدر میں قرآن مجید کا اتنا بیان اور اتنی تفسیر جو ان  
 امور کے متعلق ہوتی ہے جو آئندہ سال میں ہونیوالے ہیں۔ صاحب الامر علیہ السلام کے پاس نازل ہوتی رہتی ہے۔ پس اگر شب قدر  
 نہ ہو تو احکام قرآن کا وہ ضروری حصہ جدید فضائل کے ساتھ نازل نہ ہو اور ہمیں سے یہ بھی ثابت ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص  
 نہ ہو جس پر وہ نازل کیا جائے تو گو باقرآن ہی نہ ہو۔ کیونکہ وہ دونوں ایسے ساتھ ساتھ رہنے والے ہیں کہ جب تک حوض  
 کوثر پر جناب رسول خدا کی خدمت میں وہ دونوں پہنچ نہیں گئے۔ کبھی ایک دوسرے سے جدا ہی نہ ہوں گے۔ جیسا کہ  
 حدیث متفق علیہ میں آچکا ہے اور ان تمام حدیثوں کے مجموعہ سے اور الیاس والی حدیث سے جو کتاب کافی میں سورہ  
 اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ کی شان والے باب میں لکھی ہے اور اسی سورہ کی تفسیر سے جو کتاب الحجۃ میں بیان کی گئی ہے یہ نتیجہ نکلتا  
 ہے کہ قرآن مجید پورا کا پورا ماہ مبارک رمضان کی تیسویں شب میں بیت المعمور تک نازل کر دیا گیا۔ جس کا ایک مطلب  
 یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُس کا مفہوم و مطلب قلب مبارک جناب رسول خدا پر ایک دم نازل کر دیا گیا جیسا کہ خدا سے تعالیٰ  
 نے فرمایا۔ نَزَّلْنَا فِيهِ الرُّوحَ الْاَمِينُ عَلٰی قَلْبِكَ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۷۶ سطر ۴) یعنی اس کتاب کو رُوح الامین نے  
 تمہارے قلب پر نازل کیا ہے۔ پھر ہمیں برس کے عرصہ میں جیسے جیسے جبریل وحی لاتے تھے اور آنحضرت کے سامنے قرآن  
 کرتے تھے ویسے ویسے آنحضرت کے باطن قلب سے ظاہر زبان تک آیتیں نازل ہوتی رہتی تھیں اور ہر سال شب قدر  
 میں صاحب الامر علیہ السلام کے پاس قرآن مجید کے نازل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دم نازل ہونے کا بیان آنحضرت کے پاس

آتا رہتا ہے یعنی اُس کے اجمال کی تفصیل ہوتی رہتی ہے۔ اُس کے متشابہ کی تاویل اور اُس کے مطلق کی تفسیر اور اُس کے محکم و متشابہ کی تفریق مختصر یہ کہ اُس کے نزول کی تکمیل و تہمید اس شان سے ہوتی رہتی ہے کہ اُس پر اُس سال کے حاضرین کے لئے ہُدٰی لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ہوتا صادق آتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

شَهْرَ رَمَضَانَ الَّذِي اُنزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدٰى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ط یعنی ماہ مبارک رمضان وہ ہے جس کی شب قدر میں قرآن مجید اس شان سے نازل ہوتا رہتا ہے کہ کل آدمیوں کے لئے ہدایت ہو اور اُس میں ہدایت کی کھلی دلیلیں اور حق و باطل کی تیز موجود ہے اب اس کو خدائے تعالیٰ کے اس قول کے ساتھ ملاؤ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ مَبْرُكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنذِرِيْنَ هِ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ؕ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ؕ یعنی اُنناد فرماتا ہے کہ یقیناً ہم نے اس کو برکت والی رات میں نازل کیا۔ کہ ڈالنے والے ہم ہی ہیں۔ اس رات میں ہر حکمت والا کام مقرر کیا جاتا ہے۔ یہ سچتہ حکم ہماری ہی طرف سے ہے اور بھیجنے والے ہم ہی ہیں۔ غور سے دیکھو ایک جگہ فرمایا۔ الفرقان دوسری جگہ فرمایا فِيْهَا يُفْرَقُ۔ ان دونوں کے معنی ایک ہی ہیں اور جیسا کہ چھٹے مقدمہ میں بیان ہو چکا۔ فرقان قرآن مجید کا وہ محکم حصہ ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے اس کے ساتھ خدائے تعالیٰ کے اس قول پر نظر ڈالو۔ اِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقُرْآنُهُ ط

مطلب اس کا یہ ہے کہ جب ہم اُس کو آیت آیت کر کے نازل کریں گے تو اُس کا جمع کر دینا اور اُس کا پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ فَاِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ؕ اِس کے معنی یہ ہیں کہ پھر ہم جب تمہیں وہ پڑھا دیں تو تم پھر اُس پڑھاؤ کی پیروی کرتے رہنا۔ ثُمَّ اِنَّا عَلَيْنَا بَيَانُهُ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۵۳ سطر ۱) پھر اُس کا کھیل کر بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تم زندہ ہو تمہارے پاس اور بعد تمہارے تمہارے اہلیت کے پاس ہر شب قدر کو فرشتوں کو اور رُوحوں کو بھیج کر محکم و متشابہ کی تفریق کرنا اشیاء کا مقدر و مبین کرنا اور اُس سال کے اندر اندر اگلی شب قدر تک مخلوقِ خدا پر جو جو واقعات گزرنے والے ہوں ان سب کے مطلق احکام کا واضح کر دینا ہمارے ذمہ ہے۔ اس تفسیر کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جو من لایحضرہ الفقیہ میں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اجمالاً کل قرآن مجید ایک شب قدر میں نازل ہو گیا اور تفصیلاً اُس کی تکمیل ہر شب قدر میں ہوتی رہتی ہے۔ سبحان اللہ ہماری اس تحقیق سے دونوں حدیثوں کے معانی صاف ہو گئے۔ کہ سارا قرآن مجید ایک دم سے بھی نازل ہوا اور بتدریج بھی۔ اور ہم کو اُن بناؤنی مطالب کو تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی جو جو اصطلاحی مفسرین نے اپنی اپنی جگہ بیان کی ہیں۔

## سوال مقدمہ

قرآن مجید قیامت کے دن اپنے اہل کیلئے خاص شکل میں مشکل ہو کر آئیگا۔  
اور ان سب کی شفاعت کرے گا۔ نیز قرآن مجید کے حفظ کرنے کا اور  
اس کی تلاوت کرنے کا ثواب

کتاب کافی میں بہ اسناد خود جابر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا  
کہ قرآن مجید (بروز قیامت) خوبصورت سے خوبصورت صورت میں آئیگا اور مسلمانوں کے پاس سے گزرےگا۔ اور وہ  
یہ کہیں گے کہ یہ ہم میں ہی سے ہے پھر ان کے پاس سے گزر کر انبیاء تک پہنچے گا تو وہ یہ کہیں گے کہ یہ ہم میں سے ہے  
پھر ان سے گزر کر مقرب فرشتوں تک پہنچے گا تو وہ یہ کہیں گے کہ یہ ہم میں سے ہے یہاں تک کہ بارگاہ رب العزت کے  
حضور میں حاضر ہوگا۔ اور عرض کرےگا کہ پروردگار! فلاں ابن فلاں دنیا میں پیاسا رہا اور راتوں کی نہیں سویا (اور میری تلاوت  
کرتا رہا) اور فلاں ابن فلاں پیاسا نہیں رہا اور راتوں کو جاگا بھی نہیں (مگر میری تلاوت کرتا رہا) منجانب رب العزت  
جو اب بلیدگا کہ ان کو ان کے درجوں کے مطابق جنت میں پہنچا دو۔ پس قرآن مجید چل کھڑا ہوگا اور تلاوت کرنے والے اس  
کے پیچھے پیچھے چلیں گے (منافقوں سے تو وہ کوئی عرض نہ رکھے گا مگر) مومن سے یہ کہیگا کہ پڑھنا جا اور پڑھنا جا۔ امام علیہ السلام  
نے فرمایا کہ ان میں سے ہر شخص پڑھنا جائیگا یہاں تک کہ اس منزل پہ جائےگا جو اس کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ نیز بہ اسناد خود جابر  
ابن عمار سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تین تین  
رجسٹر کھلیں گے۔ ایک رجسٹر تو ان نعمتوں کا ہوگا جو خدائے تعالیٰ نے بندے کو عطا فرمائے ہیں دوسرا رجسٹر وہ  
ہوگا جس میں بندہ نے جو نیکیاں کی ہوں گی وہ سب درج ہوں گی۔ تیسرا رجسٹر وہ ہوگا جس میں بندہ نے جو جو بدیاں کی  
ہوں گی ان کا اندراج ہوگا۔ پھر نعمتوں اور نیکیوں کے رجسٹر کا مقابلہ کیا جائیگا۔ تو نعمتوں کے مقابلہ میں عام نیکیاں مجرا  
ہو ہو کر میزان متوفی برابر ہو جائیگا۔ اور بدیوں کا رجسٹر باقی رہ جائےگا۔ تو بنی آدم میں سے ہر مومن حساب کے لئے  
طلب کیا جائےگا تو قرآن مجید اچھی سے اچھی صورت میں اس کے آگے آگے ہوگا اور عرض کرےگا کہ اے میرے مالک!  
میں تو قرآن ہوں اور یہ تیرا مومن بندہ ہے جو میری تلاوت کرنے میں اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا کرتا تھا اور رات کو  
بڑی دیر تک مجھے باقاعدہ پڑھا کرتا تھا اور تہجد کے وقت اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری رہا کرتے تھے۔ تو  
جیسا اس نے مجھ کو راضی کیا ہے تو بھی اس کو راضی کر۔ اس وقت خدائے عزیز و جبار کی طرف سے ارشاد ہوگا اے میرے  
بندے!! اپنا داہنا ہاتھ پھیلا دے۔ (بندہ تعمیل کرے گا تو) خدائے تعالیٰ اسے تو اپنی خوشنودی سے معمور فرمائےگا۔



یعنی سترخو شندوی پروردگار عالم اُس کے دائیں ہاتھ میں دے دی جائے گی اور اُس کے بائیں ہاتھ کو اپنی رحمت سے بھر پور کر دے گا۔ پھر ارشاد ہوگا کہ یہ جنت تیرے لئے ہے۔ اب قرآن مجید پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔ توجیب وہ ایک آیت پڑھے گا۔ ایک درجہ چڑھ جائے گا۔

قول مترجم۔ اس مضمون کی حدیثیں بہ کثرت ہیں بہ نظر اختصار ہم نے اپنی دو کو کافی سمجھا۔ کتاب کافی میں بہ اسناد معتبر فضیل ابن یسار سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حافظ قرآن یعنی احکام قرآن کی حفاظت کرنے والا اور اُن پر عمل کرنے والا اُن نیکو کار بزرگوں کے ساتھ ہوگا جن کو خدائے تعالیٰ نے اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ ایضاً اسی کتاب میں زہری سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب علی ابن حسین (امام زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے دریافت کیا کہ اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے۔ فرمایا قرآن مجید کا اقل سے آخر تک پڑھنا اور جیسے ہی ختم کر چکے پھر شروع کر دینا۔ یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کو خدائے تعالیٰ قرآن مجید (کا علم) عطا فرمائے پھر وہ یہ خیال کرے کہ کسی دوسرے کو جو کچھ عطا کیا گیا ہے اُس سے بہتر عطا کیا گیا ہے تو اُس نے عظیم الشان چیز کو حقیر جانا اور حقیر چیزوں کو عظیم الشان سمجھا۔ پھر اسی کتاب میں حدیث سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید خدائے تعالیٰ کا معاہدہ ہے جو اُس نے بندوں کے ساتھ کیا۔ لہذا ہر مرد و مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے مالک کے عہد نامہ کو ایک مرتبہ روزمرہ دیکھ لے اور کم از کم پچاس آیتیں اُس میں سے پڑھ لے۔ نیز اسی کتاب میں محمد ابن بشیر سے بہ اسناد روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے بھی روایت کیا ہے۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی کہ ان دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ جس شخص نے کتاب خدا کا ایک حرف بغیر قرأت کے صرف غور سے سنا خدائے تعالیٰ اُس کے نامہ عمل میں ایک نیکی لکھے گا ایک بدی مٹا دے گا۔ اور جو شخص کتاب خدا میں نظر کرے گا بغیر اس کے کہ مٹے سے آواز لکالے خدائے تعالیٰ ہر حرف کے بدلے اُس کے لئے ایک ایک نیکی لکھے گا اور ایک ایک بدی مٹا دے گا اور ایک ایک درجہ بلند کرے گا۔ اور جو شخص کتاب خدا کا ایک حرف سیکھے گا اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا۔ دس بدیاں مٹائے گا۔ اور دس درجے بلند کرے گا۔ پھر فرمایا میں یہ ایک ایک آیت کے بدلے نہیں کہتا بلکہ ایک ایک حرف کے بدلے۔ خواہ وہ حرف (ب) ہو یا (پے) ہو، ایسا ہی کوئی اور حرف ہو۔ پھر فرمایا کہ جو شخص اپنی نماز میں بیٹھے بیٹھے کتاب خدا کا کچھ حصہ پڑھے تو فی حرف پچاس نیکیاں خدائے تعالیٰ اس کے نامہ عمل میں لکھے گا پچاس بدیاں مٹائے گا اور پچاس درجے بلند کرے گا۔ اور جو شخص اپنی نماز میں کھڑے کھڑے کچھ پڑھے گا۔ تو خدائے تعالیٰ اُس کے حق میں فی حرف ستر نیکیاں لکھے گا اور ستر بدیاں مٹائے گا اور ستر درجے بلند کرے گا۔ اور جو شخص ایک قرآن مجید ختم کرے گا اُس کی ایک دعا حکماً قبول کی جائے گی خواہ بہ جلد خواہ بہ دیر۔ محمد ابن بشیر کہتے ہیں میں نے عرض کی۔ میں حضور پر تصدق ہو جاؤں آیا پورا قرآن مجید ختم کرنے سے یہ بات حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا ہاں پورا قرآن مجید ختم کرنے سے۔ نیز اسی کتاب میں بہ اسناد معتبر لیث ابن ابی سلیم سے حدیث مرفوع روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ

نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو تلاوت قرآن سے روشن رکھو اور ان کو قبرین نہ بنا دو جیسے یہود اور نصاریٰ نے کیا تھا۔ کہ اپنے کنبوں اور گرجاؤں میں تو نمازیں پڑھتے تھے اور عبادت کرتے تھے اور گھروں کو معطل کر دیا تھا۔ اس لئے کہ جس گھر میں قرآن مجید زیادہ پڑھا جائیگا۔ اس میں خیر و برکت بھی زیادہ ہوگی۔ اور اُس کے رہنے والے بھی پھلیں پھولیں گے اور وہ گھر آسمان والوں کو ایسا چمکتا ہوگا معلوم ہوگا جیسے زمین والوں کو آسمان کے ستارے چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔

## گیارہواں مقدمہ

قاری کتنے گزرے ہیں اور ان کے راوی کتنے اور اختلاف قرأت کے اسباب کیا کیا ہوئے اور قرآن مجید کے لئے رسم الخط خاص طور کا کیوں اختیار کیا گیا اور اس کے خلاف لکھنے سے کیا کیا خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ نیز قرآن مجید کے اعراب کب سے لگائے گئے۔

اول قاری قرآن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کو حکم خدا پہنچا تھا۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ (قرأت کر اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ انسان کو لبتہ یونہی سے پیدا کیا۔ قرأت کر اور تیرا ہی پروردگار سب سے زیادہ کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی۔ اور انسان کو وہ کچھ سکھا دیا جو کچھ وہ نہ جانتا تھا) اور انہوں نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی اور تعلیم جن لفظوں میں کی گئی۔ وہ یہ تھی۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کیونکہ حکم ہی تھا کہ اپنے پروردگار کے نام سے قرأت کرو۔ دوسرے قاری جناب امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے جو منزلت ہارونی رکھتے والے اور سب سے پہلے ندائے رسول پر لبیک کہنے والے اور القاب وزیر و وصی و خلیفہ سے ملقب ہونے والے ہیں۔ اس لئے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے حسب حکم۔ وَأَنْذِرْ عَشْتَبِيرًا ۝ (اور اپنے بہت قریب کے کنبہ والوں کو ڈراؤ)۔ اپنے ہم جدی عزیزوں یعنی بنی ہاشم کو دعوت جسمانی و روحانی ایک ساتھ دی جس کے سرانجام میں جناب علی مرتضیٰ شریک تھے۔ اور دعوت رسول کے اول قبول کرنے والے۔ اسی لئے وہ حضرت دوسرے قاری قرار پائے۔ پھر اصحاب رسول خدا میں سے بہت سے بزرگوں نے یہ شرف حاصل کیا۔ کہ آنحضرت کی شاکردی کی قرآن مجید جیسے جیسے بتدریج نازل ہوتا گیا۔ آنحضرت کے ارشاد کے بموجب اُس کو بہ ترتیب لکھتے بھی گئے۔ اور خود آنحضرت سے اُس کی قرأت بھی حاصل کرتے گئے اور اس کی تفسیر بھی اخذ کی۔ خلیفہ سوم نے اپنے زمانہ خلافت میں تمام صحابیوں کے قرآن مجید حتیٰ انکہ خلیفہ اقل و دوم کا جمع کیا ہوا بھی اور وہ بھی جو جناب رسول خدا کے زمانہ کا ام المؤمنین حفصہ کے پاس تھا۔ یہ سب جلاذ

تو ان کے ساتھ ہی ساتھ خود جناب رسول خدا اور آنحضرت کے شاگردانِ رقاص صحابہ کی قرائتیں بھی گویا سوخت ہو گئیں۔ لہذا اب جو قاری مشہور ہیں وہ طبقہ تابعین یا تبع تابعین سے ہیں۔ اور حضرات ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو حکم دیا ہے۔ کہ ہم انہیں قاریوں کی موافقت میں قرآن مجید کی تلاوت کیا کریں۔ ان قاریوں کی تعداد دس ہے اور ہر ایک کے دو دو راوی۔ اس طرح سب تیس ہو گئے مگر ان میں سے سات زیادہ مشہور ہیں جن کے راوی چوڑا اور اس طرح سب بلکہ اکیس ہوئے۔ اور ان میں سے راوی مشترک بھی ہے۔ یعنی ایک ہی شخص ایک قاری کا بھی راوی ہے اور دوسرے قاری کا بھی ہے۔ اس طرح تعداد کچھ اور بھی کم ہو جاتی ہے۔ اب ہم سب سے پہلے ان مشہور قاریوں اور راویوں کے حالات اور ان کے علامات لکھتے ہیں۔

قاری اول۔ ان کا نام ہے نافع ابن عبد الرحمن ابن ابی نعیم مولے جعونہ بن شعوب اللشی۔ یہ مدینہ کے باشندے ہیں مگر ان کی اصل اصفہان سے ہے۔ کنیت ان کی ابو ریم اور ایک قول کے بموجب ابواحسن اور ایک قول کے بموجب ابو عبد الرحمن۔ ان کا انتقال ۱۶۹ھ ہجری میں ہوا۔ ان کی علامت حرف (۲) مقرر ہے۔ جو ان قرائوں میں جو قلمی لکھے ہوں اور جن کے حاشیوں میں اختلاف قرائت بھی دکھایا گیا ہو۔ سُرخ سے لکھا جاتا ہے۔ ان کے دو راوی مشہور ہیں۔ اول قالون جن کا نام عیسیٰ بن مینا تھا۔ یہ مدینہ کے رہنے والے خاندان بنی زبیر میں رہتے تھے اور عربی زبان کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ابو موسیٰ کنیت تھی۔ امام قرائت قاری نافع صاحب نے ان کا لقب قالون مقرر کیا جس کے معنی یہ ہیں۔ "رومی زبان کا ماہر" ان کا انتقال ۲۲۰ھ ہجری میں ہوا اور ان کی علامت حرف (ب) ہے جو قلمی قرائوں میں سُرخ لکھی جاتی ہے۔ دوسرے راوی راش ان کا نام عثمان ابن سعید تھا۔ یہ بصر کے رہنے والے تھے۔ ان کی کنیت ابو سعید اور لقب ورش جس کے معنی ہیں انسان سفید رنگ چونکہ ان کا رنگ بہت گورا تھا اس لئے اس لقب سے ملقب ہو گئے۔ ان کا انتقال بصر میں ۱۹۷ھ ہجری میں ہوا۔ ان کی علامت حرف (ج) ہے جو سُرخ لکھا جاتا ہے۔

قاری دوم ابن کثیر۔ ان کا نام عبداللہ ابن کثیر واری مولے عمرو ابن علقمہ۔ ان کی کنیت ہے ابو معبد۔ یہ تابعین سے تھے۔ اور واری عطار کو کہتے ہیں۔ ان کا انتقال مکہ معظمہ میں ۱۲۰ھ ہجری میں ہوا۔ ان کی علامت حرف (د) ہے۔ جو قلمی قرآن مجید میں سُرخ سے لکھی جاتی ہے۔ ان کے بھی دو راوی ہیں۔ پہلے راوی بڑی مشہور ہیں۔ ان کا نام تھا احمد ابن محمد ابن عبداللہ ابن ابی القاسم یہ مکہ کے مؤذن تھے اور قبیلہ بنی مخزوم میں سکونت پذیر تھے۔ کنیت ان کی ابواحسن تھی۔ ان کا انتقال مکہ معظمہ میں ۲۲۰ھ ہجری میں ہوا ان کی علامت حرف (ھ) ہے جو سُرخ لکھی جاتی ہے۔ دوسرے راوی قبیل ان کا نام ہے محمد ابن عبد الرحمن ابن محمد یہ مکہ کے رہنے والے قبیلہ بنی مخزوم میں سے تھے۔ ان کی کنیت ابو عمرو تھی اور لقب قبیل۔ ان کا انتقال ۲۸۰ھ ہجری میں مکہ معظمہ میں ہوا۔ ان کی علامت حرف (ز) ہے جو سُرخ سے لکھی جاتی ہے۔

تیسرے قاری ابو عمرو بصری۔ ان کا نام بھی یہی ہے اور کنیت بھی یہی ہے اور ان کے والد کا نام ہے العلاء ابن عمار بن عبداللہ بن المحصین۔ ان کا انتقال کوفہ میں ۱۵۲ھ ہجری میں ہوا۔ ان کی علامت حرف (ح) ہے۔ ان کے بھی دو راوی ہیں۔ پہلے راوی ذوری نحوی ان کا نام تھا۔ حفص ابن عمر ابن عبدالعزیز ابن صہبان۔ اور ان کی کنیت ہے ابو عمرو یہ موضع

دور کے رہنے والے تھے جو بغداد کے علاقہ میں ہے۔ ان کا انتقال ۲۵۰ھ ہجری میں ہوا۔ ان کی علامت حرف (ط) ہے جو سُرخ لکھی جاتی ہے۔ دوسرے راوی سیوسی جن کا نام صالح ابن زیاد ابن عبد اللہ ابن اسمعیل تھا اور ان کی کنیت ابو شیبہ ان کا انتقال ۲۲۰ھ ہجری میں خراسان میں ہوا۔ ان کی علامت حرف (بی) ہے جو قلمی قرائتوں میں سُرخ سے لکھی جاتی ہے۔ جو تھے قاری۔ ابن عامر شامی ان کا نام عبد اللہ ابن عامر کھصبی۔ یہ ولید ابن عبد الممالک کے زمانہ خلافت میں دمشق کے قاضی تھے۔ ان کی کنیت ابو عمران ہے۔ یہ تابعین میں سے ہیں۔ اور ابو عمرو قاری سیوم عرب ہیں مابقی سب غیر عرب ان کا انتقال دمشق میں ۲۱۰ھ ہجری میں ہوا۔ ان کی علامت حرف (ک) ہے جو قلمی قرائتوں میں سُرخ سے لکھی جاتی ہے ان کے دو راوی ہیں۔ پہلے ہشام ابن عمار ابن نصیر ابن ابان ابن ہبیرہ سلمی۔ یہ بھی دمشق کے قاضی ہوئے ہیں۔ ان کی کنیت ابو الولید تھی۔ ان کا انتقال ۲۲۵ھ ہجری میں دمشق میں ہوا۔ ان کی علامت حرف (ل) ہے جو قلمی قرائتوں میں سُرخ لکھا جاتا ہے۔ دوسرے راوی ابن ذکوان ہیں۔ ان کا نام عبد اللہ ابن احمد ابن بشیر ابن ذکوان القرظی یہ دمشق کے رہنے والے تھے۔ ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ ان کا انتقال ۲۲۲ھ ہجری میں دمشق میں ہوا۔ ان کی علامت حرف (م) ہے جو سُرخ لکھی جاتی قاری پنجم۔ عاصم ابن ابی النجود مولے ابن نعین اسدی ہے۔ ان کی کنیت ابو بکر تھی۔ یہ تابعین سے ہیں ایک قول کے بموجب ان کے والد ابی النجود کا نام عبد تھا۔ ان کی ماں کا نام بہدلہ تھا۔ اسی سبب سے یہ عاصم ابن بہدلہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کا انتقال کوفہ میں ۲۲۰ھ ہجری میں ہوا۔ ان کی علامت حرف (ن) ہے جو سُرخ سے لکھی جاتی ہے۔ ان کے بھی دو راوی ہیں۔ راوی اول ابو بکر جن کا نام ہے۔ شعبہ ابن عیاش ابن سالم کوفی اسدی جو قبیلہ بنی اسد میں سکونت پذیر تھے۔ اور ان کی کنیت ابو بکر سے مشہور ہے۔ اور ایک قول کے بموجب نام بھی یہی ہے۔ اور ایک قول کے بموجب نام سالم تھا۔ ان کا انتقال کوفہ میں ۲۹۲ھ ہجری میں ہوا ہے ان کی علامت حرف (ص) ہے جو قلمی قرائتوں میں سُرخ سے لکھی جاتی ہے۔ اور مطبوعہ میں حرف (ص) جس کی قلم سے بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ دوسرے راوی ہیں حفص ابن سلیمان ابن مغیرہ اسدی۔ یہ کوفہ میں بزاز تھے اور امام ابو حنیفہ کے شریک۔ ان کی کنیت ابو عمرو تھی اور لوگوں نے ابو بکر کے بہ نسبت ان کو علم قیاس زیادہ جاننے والا اور ان کی روایتوں کو زیادہ معتبر مانا ہے۔ ان کا انتقال کوفہ میں ۱۹۰ھ ہجری میں ہوا۔ ان کی علامت حرف (ع) ہے جو قلمی قرائتوں میں سُرخ لکھی جاتی ہے۔

قلبیہم :- ہمارے ملک ہندوستان میں قاری عاصم کی وہ قرأت جاری ہے جو ان کو راوی دوم حفص کے ذریعہ سے پہنچی ہے۔ اور بعض مطبوعہ قرائتوں یا حاملوں میں ان کو راوی اول ابو بکر کی قرأت ان کی علامت حرف (ص) کے ساتھ دکھلائی گئی ہے۔ مثلاً اشرفی حائل مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی صفحہ ۴۴۔ ۴۳ سطرے میں قرأت حفص کے بموجب لفظ یُقَدُّونَ چھپا ہوا ہے اور اسی کے مقابل حاشیہ پر ابو بکر کی روایت کے بموجب لفظ تُوَقَدُّونَ اس شان سے لکھا ہے۔ ص تُوَقَدُّونَ۔ چونکہ حرف ص علامت راوی ابو بکر کی ہے۔ تو اس صورت سے لکھنا یہ بتلاتا ہے کہ راوی ابو بکر کے نزدیک یہاں بجائے یُقَدُّونَ کے تُوَقَدُّونَ پڑھنا چاہیے۔ اشرفی حائل میں فقط ابو بکر ہی کے اختلاف قرأت کو حاشیہ پر حرف ص کے ساتھ ساتھ جو ان کی علامت ہے دکھایا گیا ہے۔ ہندوستان کی جہالت کے صدقے جائیے۔ ایک صاحب نے ص کی علامت صحت

سمجھ کر تمام قرآن مجید میں حفص کی قرأت کو کاٹنا اور ابو بکر کی قرأت کو بجائے اُس کے قائم کیا۔ اور دوسرے چھنے پر یہ جواب دیا کہ آپ دیکھتے نہیں کہ صاحب مطبع نے ص کے ساتھ تو انہی نغظوں کو لکھا ہے۔ جب اُن کو ص کی حقیقت سمجھائی گئی اور یہ بتلایا گیا کہ اگر ص سے صوت مراد ہوتی تو آخر صاحب مطبع کو مسلمانوں سے کوئی عداوت تھی کہ بیسیوں جگہ غلط لفظ چھاپ کر ان کی صوت حاشیہ پر الگ چھاپی۔ اور لوگوں کو پریشان کیا۔ تب مشکل وہ اپنی غلطی کے قائل ہوئے۔

قاری ششم۔ حمزہ ابن حبیب عملی ابن عمارہ ابن اسمعیل زیات۔ یہ قبیلہ بنی تیم میں سکونت گزین تھے۔ اُن کی کنیت ابو عمارہ تھی۔ ان کا انتقال حلوان میں ۱۵۶ھ ہجری میں ہوا ان کی علامت حرف (ف) ہے جو قلمی قرآنوں میں سُرخ لکھی جاتی ہے۔ ان کے بھی دو راوی ہیں۔ راوی اول خلف ابن ہشام بزازان کی کنیت ابو محمد۔ ان کا انتقال بغداد میں ۲۲۹ھ ہجری میں ہوا ان کی علامت حرف (ض) ہے جو قلمی قرآنوں میں سُرخ لکھی جاتی ہے۔ راوی دوم خالد ابن خالد صراف کوفی تھے ابو عیینہ کنیت تھی۔ بعض نے اُن کے والد کا نام خلید لکھا ہے۔ اور بعض نے عیینہ بیان کیا ہے۔ ان کا انتقال کوفہ میں ۲۲۰ھ ہجری میں ہوا ان کی علامت حرف (ق) ہے جو قلمی قرآنوں میں سُرخ لکھی جاتی ہے۔

قاری ہفتم۔ کسائی کوفی۔ ان کا نام علی ابن حمزہ نحوی ہے یہ قبیلہ بنی اسد میں سکونت رکھتے تھے۔ اُن کی کنیت ابو الحسن تھی اور چونکہ کسائی کا احرام باندھے رہتے تھے اس سے کسائی نام ہو گیا تھا۔ ان کا انتقال ملک رے کے مواضعات میں سے کسی موضع میں ۱۸۹ھ ہجری میں ہو گیا۔ اُن کی علامت حرف (ر) ہے جو قلمی قرآنوں میں سُرخ لکھی جاتی ہے۔ ان کے بھی دو راوی ہیں۔ پہلے راوی ابو الحارث جن کا نام تھا لیث ابن خالد بغدادی ان کا انتقال بغداد میں ۲۲۰ھ ہجری میں ہوا۔ ان کی علامت حرف (س) ہے جو قلمی قرآنوں میں سُرخ لکھی جاتی ہے۔ دوسرے راوی دوری ہیں جو قاری سوم ابو عمرو کے بھی راوی ہیں۔ ان کی علامت قاری کسائی کی روایتوں میں حرف (ت) ہے جو قلمی قرآنوں میں سُرخ لکھی جاتی ہیں۔

اختلاف قرأت کے اسباب میں سے سب سے بڑا سبب تو یہ ہے کہ زمانہ ابتدائی میں خط نسخ عرب میں جاری نہ تھا۔ بلکہ ایک ایسا خط راجح تھا جو بعد میں خط کوفی کے نام سے نامزد ہو گیا۔ اُس میں نہ اعراب ہوتے تھے نہ نقاط۔ اس لئے کسی نے ایک مقام پر یحیٰ مونی پڑھا دوسرے نے اسی کو تعلمون پڑھا۔ دوسرے اصحاب رسول کی باہم قرأتوں کے اختلاف بموجب ارشادات پیغمبر آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو جو کچھ پہنچا تھا۔ اُس کے بموجب تھے تیسرے مختلف قبیلوں کے ہم معانی لغات مختلف ہونے کے سبب بھی کچھ اختلافات تھے۔ یہ دونوں قسمیں خلیفہ سوم کے تمام دیگر صحابہ کے قرآن مجید جلاڈالنے سے قریب قریب ختم ہو گئیں۔ چوتھی قسم کے اختلافات بروئے اعتقادات پیدا ہوئے۔ اس جمال کی تفصیل یہ ہے کہ جناب رسول خدا کی آنکھ بند ہونے کے بعد ہی مسلمانوں میں اختلاف شروع ہو گیا ایک گروہ اہلبیت اور طرفداران اہلبیت کا تھا۔ تو دوسرا گروہ خلفاء اور طرفداران خلفاء کا تھا۔ خلیفہ سوم کے قتل ہو جانے کے بعد چونکہ خلافت ظاہری جناب امیر علیہ السلام کو جو سردار اہلبیت تھے پہنچ گئی۔ اس لئے طرفداران خلفاء کے گروہ نے حضرت سے ظاہر ظاہر مخالفت اختیار کر کے اپنا جتھا علیحدہ کر لیا۔ ادھر کے لوگ شیعہ علی کہلاتے تھے تو ادھر کے لوگ شیعہ عثمان۔ جناب امیر المؤمنین کی شہادت کے تھینا چھ مہینے بعد جناب امام حسن علیہ السلام کو امیر متعصب شام معاویہ ابن ابی سفیان سے صلح کر لینی پڑی۔

اور معاملات خلافت سے دست بردار ہو کر مہذبہ منورہ میں خاتمہ نشین ہو گئے۔ یہ واقعہ اسلئے صحیحی کا ہے۔ اس لئے کہ ہم معاویہ نے سنت جماعت قرار دیا اور اسی سے نسبت کر کے طرفداران خلفاء کا گروہ جو اُس وقت تک شیخ عثمان کہلاتا تھا اہل جماعت یا اہل سنت الجماعت کہلاتے لگا۔ ان واقعات کے پوری تفصیل اسلامی تاریخوں میں موجود ہے۔ جس کا جی چاہے وہ تاریخ طبری روضۃ الصفا تاریخ بلاد ری تاریخ کامل ابن اثیر تاریخ حبیب الثیر تاریخ واقفی۔ فتوحات اعظم کو فی وغیرہ میں دیکھ لے۔ اب سنت الجماعت کے بیچ میں (واؤ) کا داخلہ اور دونوں (ٹا) کا گول سے لمبا ہو جانا کتب ہوا اس کا بھی پتہ مل جائیگا کہ زید نے اسلئے صحیحی کا نام یوحنا اس کے کہ اس کو جناب امام حسین علیہ السلام کے قتل کرنے کا اُن کے اہلیت کو اسیر کرنے کا اور شہداء کے سروں کے اور اہلیت کے اسیروں کے شہر بہ شہر پھرانے کا موقعہ بلا تھا۔ اس کی خوشی میں اس نے اُس سال کا نام سنت قرار دیا تھا۔ لہذا آئندہ سے طرفداران خلفاء کا گروہ سنت جماعت اور سنت سنت دونوں سے منسوب ہو کر اہل سنت و الجماعت مشہور ہو گیا۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے بموجب اصول و فروع میں باہم بہت سے اختلافات پیدا ہو کر تہتر فرقوں تک پہنچ گئی۔ اب کوئی فرقہ مثلاً تقیہ کا قائل ہے اور کوئی اس کا مخالف۔ لہذا قرآن مجید میں جہاں لفظ تقیہ آیا ہے تو ایسے قاریوں نے جو تقیہ کے قائل اور معتقد تھے انہوں نے تو اُس کو تقیہ پڑھا اور جو اعتقاداً تقیہ کے خلاف تھے انہوں نے اُس کو ثقاہ پڑھا لیکن رسم خط ایسی اختیار کی گئی کہ دونوں طرح کی قرأت والے اپنی اپنی قرأت کے بموجب پڑھ سکیں۔ لہذا یوں لکھا گیا۔ ثقاہ و کچھ اختلافات صرف و نحو اور معنی و بیان کے بدولت بھی ہوئے۔ ایک قاری کسی صیغہ کو معروف پڑھتا ہے اور دوسرا اسی کو مجہول۔ ایک کسی جگہ مخی طب کا صیغہ قرار دیتا ہے دوسرا اسی کو متکلم کا۔ بعض نے کسی صیغہ کو واحد غائب پڑھا دوسرے نے اسی کو جمع متکلم قرار دیا۔ جب خط نسخ رائج ہو گیا تو عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں حجاج ثقفی کی تجویز سے قرآن مجید میں زید و زبیر بھی لگائے گئے۔ اور ان کے ذریعہ سے بہت سے معنی زید و زبیر کر دئے گئے۔ اس کی مثال سورہ یوسف میں چھٹے رکوع کے خاتمہ پر موجود ہے۔ رسم خط خاص طور پر اختیار کر نیک ایک فائدہ تو معلوم ہو گیا۔ کہ مختلف قاری اپنے اپنے انداز پر ایک ہی قرآن مجید میں سے پڑھ سکتے ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ایک رسم خط کا عادی ہو کر انسان کی طبیعت ایک معنی سمجھنے کی عادی ہو جاتی ہے اور رسم خط بدلنے سے خیالات منتشر ہو سکتے ہیں۔ مثلاً لفظ فارسی "آمدہ است" جس شان سے ہم نے لکھا ہے جملہ کتابوں میں اسی طریقہ سے لوگ دیکھنے کے عادی ہیں۔ اور اس کے جو مقررہ معنی ہیں وہی سب سمجھتے ہیں۔ اگر آئندہ کوئی اس کو بدل کر یوں لکھدے "آم دہ است" تو ممکن ہے کہ سمجھنے والا بجائے اصلی معنی سمجھنے کے یہ سمجھ لے کہ دس آم ہیں اس لئے لازم آتا ہے کہ جو رسم خط صدیوں سے مقرر چلا آتا ہے۔ اس میں خواہ مخواہ اختلاف نہ ڈالا جائے۔ ایک وجہ رسم خط مقرر کرنے کی یہ بھی ہے کہ لفظ ایک ہو اور معنی کم از کم دو ہوں یا زیادہ تو ان کا فرق کرنے کے لئے۔ رسم خط علیحدہ مقرر کر دینی گئی۔ مثلاً لفظ صلح ایک پیغمبر کا نام بھی ہے اور اس کے معنی نیک۔ درست۔ اور صحیح و سالم کے بھی ہیں۔ تو رسم خط یوں قرار دی گئی کہ جہاں پیغمبر کا نام ہوگا وہاں وہاں بغیر الف کے لکھا جائے گا۔ اس طرح (صلح) اور جہاں اسم فاعل کے معنی ہیں آئے گا۔ وہاں معر الف کے لکھا جائیگا۔ اس طرح (صلح) بعض نحوی لفظ ثمود کو غیر منصرف جانتے ہیں۔ اور بعض منصرف انہیں بتاتے ہیں

کسی قاری نے حالت نصیب میں نمودار پڑھ لیا ہے اور کسی نے نمودار اس لئے رسم خط یہ قرار پائی کہ نمودار لکھا جائے۔ بہر حال رسم خط کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اور ان کی تاویلیں اور توجیہات کی گئی ہیں مگر ایسی کتاب بھی نظر سے نہیں گذری جو تمام الفاظ خلاف معمول لکھے جانے کے وجوہ بتا سکے بتایا ہے تو صرف یہ بتایا ہے۔ کہ یوں لکھنا چاہیے۔ یہ نہیں بتایا کہ یوں لکھنا چاہیے۔ یہ بات رسم خط میں خاص طور سے یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حرف الف کو بہت ہی کثرت سے گرایا گیا ہے۔ مثال کے لئے چند الفاظ کی طرف خاص توجہ دلائی جاتی ہے۔

۱۔ یا حرفِ نداء مشہور ہے تمام قرآن مجید میں اس غریب کا (الف) کہیں نہیں لکھا جاتا۔ حرف (یے) کو منادای کے ساتھ بلا کر اس پر کھڑا زبرد سے دیا جاتا ہے۔ یا مَزْلِجًا کو قرآن مجید میں یوں لکھا جائے گا۔ یا مَزْلِجًا۔ یا مَوْسٰی سے یا دَبِّ قرآن مجید میں یوں لکھا جائے گا۔ یَرَبِّ۔

۲۔ صیغہ اسم فاعل جمع مذکر اگر تین مرتبہ یا زیادہ قرآن مجید میں آیا ہو تو خواہ مرفوع ہو یا منصوب ہو یا مجرور۔ بہر حال اس کا الف گرا دیا جائے گا۔ مثلاً قَاعِدُونَ قرآن مجید میں قَعِدُونَ لکھا جائے گا۔ دَاخِلُونَ قرآن مجید میں یوں لکھا جائے گا۔ دَخِلُونَ

۳۔ شمع قرآن اور خلاصۃ السوم کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ جمع مذکر سالم کا الف علی العموم گرا ہی دیا جاتا ہے۔ سوائے ان مقامات کے جہاں الف کے آگے (ہمزہ) ہو یا (واو) ہو یا (ہ) ہو جیسے فَاثِرُونَ۔ عَابِدِينَ۔ قَاتِلُونَ۔ عَاوَنَ حالانکہ اس کی دوسری صورت عَوْنِ لکھی جاتی ہے۔ اگر الف کے آگے اور واؤن یا ین سے پہلے فقط حرف (ل) ہو تو خواہ وہ مشدد ہو یا تنہا۔ بہر صورت وہ الف باقی رہے گا۔ جیسے ضَالُّونَ یا عَالِينَ اور قَالِينَ۔

۴۔ جمع مؤنث سالم کے بھی کل الف گرا دئے جائیں گے۔ جیسے الصالحات کو قرآن مجید میں یوں لکھا جائے گا۔ وَالصَّالِحَاتُ وَنَسَاءٌ۔ حَقِظْتُ۔

۵۔ صیغہ تثنیہ یا جمع متکلم ماضی کے آگے جہاں ضمیر متصل منصوب واقع ہوئی ہے۔ وہاں اس ضمیر کو بلا کر لکھا جاتا ہے اور الف گرا دیا جاتا ہے۔ جیسے اَتَيْنَاهُمْ۔ قرآن مجید میں یوں لکھا جائے گا۔ اَتَيْنَاهُمْ۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ۔ یوں لکھا جائے گا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ۔

۶۔ واؤ جمع یا واؤ مفرد مضارع کے بعد ایک الف علی العموم لکھا جاتا ہے مثلاً فَعَلُوا قَالُوا یٰۤاٰیُّهَا قَاعِدَہ سے چار لفظ مشتقی ہیں۔ جَاؤُ۔ بَاؤُ۔ فَاؤُ۔ عَفَّو۔

۷۔ اگر واؤ جمع یا واؤ مفرد مضارع کے آگے ضمیر متصل منصوب آجائے گی تو الف نہ لکھا جائے گا۔ ظَلَمُوْنَا

یٰۤاٰیُّهَا قَاعِدَہ

۸۔ جہاں دو واؤ اس طرح ہوں گے کہ پہلے پر پیش ہو اور دوسرے پر جزم تو ایک واؤ لکھی جائے گی۔ اور اَلْمَا پیش لکھ دیا جائے گا۔ جیسے داوود اور قرآن مجید میں یوں لکھا جائے گا۔ دَاوُدُ۔

۹۔ اگر (یے) دو ہوں گے اس طرح کہ پہلی کو زید ہو اور دوسری کو جزم تو وہ ایک ہی پہلے سے لکھی جائے گی۔ اور یے

کے نیچے کھڑا زیر سے دیا جائے گا۔ مثلاً بَسْتَجِی کو قرآن میں یوں لکھا جائے گا بَسْتَجِی ۔

۹ لفظ اللیل۔ للذی۔ الذین۔ اللّٰتی۔ الاتی وغیرہ ایک (ل) سے لکھے جائیں گے۔ اور اُس پر تشدید ہوگی جیسے الیل۔ الذی۔ الذین۔ الّٰتی۔ الّٰتی ۔

مذہبہ ساکن اگر کسی کلمہ کے بیچ میں ہو یا آخر میں تو اس سے پہلے والا حرف اگر مفتوح ہو تو ہمزہ الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے اور اُس پر جزم ہوتی ہے۔ جیسے یَاْمُر۔ یَاْمُرُونَ اور اگر اس سے پہلا حرف مضموم ہو تو ہمزہ واؤ پر لکھا جائیگا۔ جیسے یُوْمِرُونَ اور اگر ہمزہ متحرک ہو تو وہ کلمہ کے اول میں بھی آتا ہے اور اوسط میں بھی اور آخر میں بھی۔ اول کلمہ میں تو وہ الف کی ہی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ جیسے لفظ اَمْر۔ اِنْبِیْہِمْ۔ گو اس سے پہلے کوئی حرف بلا ہو یا ہو جیسے یَاْتِی۔ سَاْ صُوْفٌ۔ لکھیں وہ مفتوح ایک جگہ جمع ہو جائیں تو پہلے کو ہمزہ کی صورت میں لکھیں گے اور دوسرے کو الف کی صورت میں۔ جیسے اَنْتُمْ اور اگر پہلا مفتوح ہو اور دوسرا مکسور تو اُس کی بھی یہی صورت ہوگی کہ پہلا ہمزہ لکھا جائیگا۔ اور دوسرا الف جیسے اِنَّا۔ وَاِذَا۔ وَاِنَّکَ۔ وَاِنَّکُمْ تَمْرُؤْنَ۔ اور اِنَّا۔ اِنْفِکَا سورۃ والصفات میں اس صورت سے لکھے گئے ہیں۔ آئمہ تمام قرآن مجید میں اسی صورت سے لکھا جاتا ہے اور سورۃ النمل میں اِنَّا اس صورت کا لکھا گیا ہے۔ اور اِنَّا سورۃ الواقعہ اس صورت سے لکھا گیا ہے اور سورۃ الشعراء میں اِنَّا اس صورت میں لکھا ہے اور سورۃ یٰسین میں اِن اس صورت سے لکھا گیا ہے۔ اور اگر پہلا ہمزہ مفتوح اور دوسرا مضموم ہو تو پہلا الف کی صورت میں لکھا جائیگا۔ اور دوسرا ہمزہ واؤ پر لکھا جائے گا۔ جیسے اَوْ تَنْبِئُکُمْ اور اَوْ نُنزِل اور سورۃ القمر میں اَوْ اَلْقِی اس کے خلاف لکھا گیا ہے۔ اور جو ہمزہ متحرک کلمہ کے بیچ میں آتا ہے اُس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو اُس سے پہلے والا حرف ساکن ہوگا یا متحرک ہوگا اور اگر اُس سے پہلا ساکن ہو اور وہ الف نہ ہو تو ہمزہ ہمیشہ ہمزہ کی صورت میں لکھا جائیگا۔ جیسے یَسْتَلُّ اور اگر پہلے الف ساکن ہو اور ہمزہ پر زبر ہو تو خالی ہمزہ لکھا جائیگا۔ اور اگر زیر ہے تو یے کے شوشہ پر ہمزہ لکھا جائیگا۔ اور اگر پیش ہے تو واؤ پر ہمزہ لکھا جائیگا جیسے جَاءَ اَلْعَاکِطِ۔ جَزَاؤُا۔ اور اگر ہمزہ متحرک سے پہلے کا حرف متحرک ہے۔ تو اگر اُس پر زبر ہوگا۔ اور ہمزہ پر بھی زبر ہوگا تو ہمزہ الف کی صورت میں لکھا جائیگا۔ جیسے سَاَل اور اگر خود ہمزہ پر زبر ہو اور اس کے پہلے حرف پر زبر ہو تو ہمزہ یے کے شوشہ پر لکھا جائیگا۔ شَانِئْکَ اور اگر ہمزہ پر پیش ہو اور اُس سے پہلے حرف پر خواہ زبر ہو یا پیش دونوں صورتوں میں ہمزہ واؤ پر لکھا جائے گا جیسے یَذْرُوْهُنَّ جِیۡسَ اِنۡ اَمْرُوْهُنَّ مَخْصِرٌ لِّہٖۤ اَوْ جُوْجُہٗ اُنۡ سَمْتٰنِیۡ تَحۡتَیۡ وَہ لکھے گئے مگر بہت سے الفاظ کے لئے رسم خط خلاف قیاس و قواعد جاری ہے۔ مجملاً بعض کا ذکر لکھا جاتا ہے۔ جیسے لفظ کتاب تمام قرآن مجید میں کِتْب لکھا جاتا ہے سوائے چار جگہ کے۔ ایک سورۃ مرعد میں دوسرے سورۃ الحجرات میں تیسرے سورۃ الکھف ع ۴۔ اور چوتھے سورۃ النمل ع ۱۔ اور لفظ رحمت سات جگہ اور لفظ نجات گیارہ جگہ اور لفظ سنت پانچ جگہ۔ اور لفظ امرأت سات جگہ اور لفظ کلئت پانچ جگہ اور لفظ لعنت دو جگہ اور لفظ محصیت دو جگہ اور لفظ شجرت ایک جگہ اور لفظ قَتَّت ایک جگہ۔ اور لفظ شمیرت ایک جگہ اور یقینت ایک جگہ اور لفظ جذت ایک جگہ۔ اور لفظ بیشت



ایک جگہ اور لفظِ جہالت ایک جگہ اور لفظِ فطرت ایک جگہ اور لفظِ ابنت ایک جگہ لمبی ت سے لکھے گئے ہیں اور یہی الفاظ باقی جتنی جگہ آئے ہیں سب جگہ گول ت سے لکھے گئے ہیں وچہ اس کی غالباً اختلاف قرأت معلوم ہوتی ہے۔ کہ کسی سے کلمہ پڑھا ہے اور کسی نے کلمت۔ علیٰ ہذا القیاس لفظِ ان لَّا کو کہیں تو نوون کے ساتھ لکھا ہے اور کہیں نوون کو اُڑا دیا اور یوں لکھ دیا۔ یہی بتاؤ مین مَّا کے ساتھ کیا گیا ہے کہ کہیں تو اصلی حالت پر رکھا اور کہیں یوں لکھ دیا مہما۔ یہی حالت عن مَّا کی ہے۔ سورۃ الاعراف میں تو یوں ہی رہنے دیا۔ لیکن اور بہت سی جگہ یوں لکھ دیا عتْمًا یہی کیفیت ان مَّا کی ہے کہ سورۃ رعد میں تو اصلی حالت پر لکھا۔ لیکن اور باقی جگہ اِمَّا لکھ دیا۔ لفظ ان تہ یہ سب جگہ تو باقاعدہ لکھا لیکن سورۃ ہود میں اس کا نوون اُڑا دیا اور اَللّٰہ لکھ دیا۔ یہی حالت ان تہ۔ یہ سب جگہ تو یوں ہی لکھا مگر سورۃ الکہف میں اس کا نوون اُڑا دیا۔ اور اَللّٰہ لکھ دیا۔ اور سُنَّیْ عَنْ مِّنْ سُوْرۃ نُوْر اور سورۃ نَجْم میں تو اس طرح لکھا ہے۔ باقی اور سب جگہ عَمَّن لکھ دیا۔ اور لفظ اَم مِّن چار جگہ تو اسی طرح لکھا باقی اور سب جگہ اَمِّن لکھ دیا۔ فی مَّا گیا رہ جگہ تو اسی طرح لکھا گیا ہے اور باقی اور سب جگہ فِیْمَا لکھ دیا ہے۔ اَیْن مَّا بہت جگہ تو اس صورت میں ہے مگر تین جگہ بلا کے لکھا گیا۔ یوں اَیْنَمَّا۔ اور مزہ یہ ہے کہ جہاں معنی کا تقاضا ہے کہ اَیْن اَلگ ہو اور مَّا اَلگ ہو وہاں تو بلا کے لکھا گیا ہے۔ اور جہاں معنی یہ چاہتے ہیں کہ اَیْنَمَّا بلا ہوا لکھا جائے وہاں اَیْن اَلگ ہے اور مَّا اَلگ ہے۔ دیکھو سورۃ البقرۃ ع ۱۸۔ اور سورۃ آل عمران ع ۱۲۔ اور سورۃ مریع ع ۲۴۔ اور سورۃ الشعراء ع ۵۔ اور لفظ حَیْثُ مَّا اسی صورت میں لکھا ہے۔ گو معنی کا تقاضا یہ ہے کہ یوں لکھا جائے۔ حَیْثُمَا (دیکھو پارہ ۲ ع ۶) اِنَّ مَّا سورۃ الانعام میں تو اسی شکل میں لکھا ہے۔ اور معنی کا بھی یہی تقاضا ہے۔ لیکن اور سب جگہ یوں لکھا ہے اَفَمَّا گو بعض جگہ معنی کا تقاضا یہ بھی ہو کہ اَلگ لکھا جائے۔ جیسے دیکھو سورۃ المرسلات رکوع ۱۔ اور لفظ اِنَّ مَّا سورۃ الحج اور سورۃ لقمن میں اَلگ اَلگ لکھا گیا ہے اور سب جگہ بلا ہوا ہے۔ گو بعض جگہ معنی یہ چاہتے ہیں کہ علیحدہ لکھا جائے۔ مثال کے لئے دیکھو (سورۃ الانفال ع ۵) اور لفظ جِئْسٌ مَّا دو جگہ بلا ہوا لکھا جاتا ہے (دیکھو سورۃ البقرۃ ع ۱) اور (سورۃ الاعراف ع ۱) حالانکہ دونوں جگہ معنی یہ چاہتے ہیں کہ اَلگ اَلگ لکھا جائے لفظ کُلٌّ مَّا سورۃ اَبْرٰہِیْم میں تو اسی صورت سے لکھا ہے اور سب جگہ یوں لکھا ہے کُلَّمَا اور لفظ لَکِنَّمَا۔ چار جگہ بلا ہوا لکھا ہے اور باقی سب جگہ اَلگ اَلگ یوں لکھا ہے۔ لَکِنِّ لَا۔ یَوْمَ هُمْ سُوْرۃ مومن اور سورۃ ذاریات میں تو اسی طرح لکھا ہے اور باقی سب جگہ یوں بلا کر لکھ دیا ہے۔ یَوْمَهُمْ۔ اور لفظ فَاَلِ چار جگہ تو اسی طرح اَلگ اَلگ لکھا ہے۔ اور باقی سب جگہ ل آئندہ لفظ کے ساتھ بلا کر لکھا ہے۔ جو بے کسی لفظ کے اول یا بیچ میں آئی ہے اُس کے نقطے ہر جگہ دئے گئے ہیں۔ مگر جو بے کسی کلمہ کے آخر میں واقع ہوئی ہے۔ اگر وہ پوری پڑھی جاتی ہے تو اُس کے نقطے دئے ہیں اور اگر وہ پڑھی نہیں جاتی ہے تو نقطے نہیں لکھے گئے۔ جیسے کُوْنِیْ بَدْرًا۔ فی الْحَزْبِ۔

۱۲۔ نوون تینوں جگہ ساکن لکھنے میں نہیں آتا بلکہ دو پیش۔ دو زبیر یا دو زبیر سے ظاہر کیا جاتا ہے مگر دو زبیر لکھنے کی صورت میں ایک الف اُس کے آگے ضرور لکھا جاتا ہے۔ مگر اس سے دو حرف مستثنیٰ ہیں۔ ایک تو ہمزہ اور ایک گول

۴۔ مگر جب نون تنوین کو حرکت دی جائے تو اُس کے لئے قاعدہ یہ ہے کہ بجائے دو زبر دو زیر یا دو پیش کے ایک زبر اور ایک زیر یا ایک پیش لکھا جائے گا اور ایک چھوٹا سا نون مع زبر اُس حرف کے آگے لکھ دیا جائے گا۔ بِزْبِئْتَيْنِ اَنْكُوَاكِبِ - رَهْبَانِيَّةٍ اِبْتَدَعُوَهَا - قَدِيْرِيْنَ اَلَّذِيْنَ خَلَقَ الْمَوْتَ ۔

۱۳۔ نون ساکن خواہ معمولی ہو خواہ نون تنوین جب اُس کے آگے حرف (ب) واقع ہوگا خواہ اُسی کلمہ میں خواہ دوسرے کلمہ میں تو وہ نون میم کی آواز دے گا۔ اور اس بات کے اظہار کے لئے ایک چھوٹا میم لکھ دیا جاتا ہے۔ جیسے مِنْ اَلْاَنْكَبَارِ - جَزَائِرُهَا ۔

۱۴۔ یز مَلُوْنَ - یہ گنتی میں چھ حرف ہیں۔ اگر نون ساکن کے بعد ان میں سے کوئی حرف آتا ہے تو نون اپنی آواز کھودیتا ہے اور بجائے نون کے جو حرف اگلا ہو وہ بولا جاتا ہے۔ اس لئے اُس پر ایک تشدید لکھی جاتی ہے۔ خواہ وہ نون ساکن معمولی ہو یا نون تنوین۔ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا - بَشَرًا مِّثْلَنَا - عَذَابٌ مُّقِيْلٌ ۔

۱۵۔ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مد واجب اور ایک مد مستنون۔ قلمی قرآنوں میں مد واجب کو سیاہ لکھا جاتا ہے اور مد مستنون کو سُرخ۔ مطبوعہ قرآنوں میں مد واجب کو پرکار کر دیا جاتا ہے اور مستنون ہمیں رکھ دیا جاتا ہے۔ مد واجب لکھنے کے موقع چار ہیں۔ الف ساکن سے پہلے حرف پر زبر ہو۔ اور الف کے بعد اُسی کلمہ میں ہمزہ متحرکہ ہو جیسے (الف) قَائِلٌ جَاءُوْا (ب) واو سے پہلے حرف پر پیش ہو اور واو ساکن سے پہلے اُسی کلمہ میں ہمزہ متحرکہ ہو تو اُس واو پر بڑا مد لکھا جائے گا۔ جیسے بِسْمِ اللّٰهِ (ج) یہ ساکن سے پہلے حرف پر زبر ہو اور اُسی کلمہ میں ہمزہ متحرکہ ہو تو یہ بڑا مد لکھا جائے گا۔ جیسے بِنِعْمَةِ اللّٰهِ (د) اگر الف سے پہلے حرف پر زبر ہو اور اُس کے آگے اُسی کلمہ میں حرف مشدد ہو۔ تب بھی الف پر مد واجب لکھا جائیگا۔ جیسے اَلْعَادِيْنَ ۔ اور مد مستنون کے موقع تین ہیں (الف) جب الف ساکن آئے کلمہ میں واقع ہو۔ اور اُس سے پہلے حرف پر زبر ہو اور دوسرا کلمہ ہمزہ متحرکہ سے شروع ہو تو الف پر مد مستنون لکھا جائیگا جیسے لَا اِلٰهَ (ب) کلمہ کے آخر میں واو ساکن ہو اور اُس سے پہلے حرف پر پیش ہو اور آئندہ کا کلمہ ہمزہ متحرکہ سے شروع ہوتا ہو۔ تو اُس واو پر مد مستنون لکھا جائیگا۔ جیسے وَاَعْلَمُوْا اَنَّهَا (ج) کلمہ کے آخر میں یہ ساکن واقع ہو اور اُس کے پہلے حرف کو زبر ہو اور آئندہ کا کلمہ ہمزہ متحرکہ سے شروع ہوتا ہو تو اُس لیے پر مد مستنون لکھا جائے گا۔ جیسے بَنِيْ اِسْرٰٓئِيْلَ ہمزہ متحرکہ اگر اُسی کلمہ کا جزو ہوتا ہے تو ہمزہ کی صورت میں لکھا جاتا ہے جیسے اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اور اگر لفظ کے شروع میں ہوتا ہے تو الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ جیسے اَنْتَ ۔

نوٹ ۱۔ متعلق مد واجب لفظ مَلَاوْءُ۔ تمام قرآن مجید میں جہاں اس صورت سے لکھا ہے اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ اس کا الف فقط لکھا جاتا ہے بڑھا نہیں جاتا۔

(نوٹ ۲۔ متعلق مد مستنون) لفظ اَنَا اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے یعنی اگر اس کلمہ کے بعد کوئی کلمہ ہمزہ متحرکہ سے شروع ہو تو انا کا الف پر مد مستنون نہ لکھا جائیگا جیسے اَنَا اَكْثَرُ مِمَّنْكَ ۔

(نوٹ ۳۔) بعضے الف محض رسم خط کے طور پر لکھے ہیں اس لئے ان پر بھی مد مستنون نہیں دیا جاتا۔ وَلَمِنْ مِّمَّنْ اَوْ قَتَلْتُمْ لَا اِلٰهَ

۱۶۔ تنوین رسم کے ساتھ مخصوص ہے۔ مگر خلیفہ سوم کی ذاتی بہالت یا ان کے کسی کاتب کی حماقت سے ان کے زمانہ میں دو جگہ فعل پر بھی تنوین فتوحی لکھ دی گئی۔ یعنی بجائے نون خلیفہ کے تنوین لکھی گئی۔ مابعد والوں نے اس غلطی کو تبرکاً داخل رسم خط کر دیا۔ (۱) وَ لِيَكُوْنَا مِنَ الصَّغِيْرِيْنَ (دیکھو صفحہ ۲۷۵ سطر ۱) حالانکہ باقاعدہ یوں ہونا چاہیے نَفَا وَ لِيَكُوْنَا مِنَ الصَّغِيْرِيْنَ۔ (۲) لَنْسَقَعَا بِاللَّيْلِ صِيْبَهُ (دیکھو صفحہ ۱۱۹ سطر ۱) حالانکہ لکھنا یوں چاہیے تھا۔ لَنْسَقَعَنَّ بِاللَّيْلِ صِيْبَهُ۔

۱۷۔ لفظ کاتی سات جگہ قرآن مجید میں آیا ہے اور سب جگہ بجائے نون تنوین کے معمولی نون سے لکھا گیا ہے۔ یعنی یوں لکھا گیا ہے کاتین۔

۱۸۔ لفظ صَلَوَاتُ عَلَى الْعَمِيْمِ تمام قرآن مجید میں اسی صورت سے لکھا گیا ہے۔ مگر جہاں مضاف ہے اور ضمیر متصل مضاف الیہ۔ وہاں یوں لکھا گیا ہے۔ صَلَاتِيْ يٰ صِدْقَتِيْمْ۔ صَلَاتِيْ لَمْ يَكُنْ اس کے خلاف لکھا ہے۔ ایک سورہ توبہ کے ۳۷ میں اور ایک سورہ ہود کے ۷۷ میں وہاں یوں لکھا ہے۔ صَلَاتِيْ وَ جِهْ اس کی یہ ہے کہ بعض قاریوں نے اس کو واصل پڑھا ہے۔ یعنی صَلَوَاتُ بعض نے جمع پڑھا ہے صَلَوَاتُ۔

۱۹۔ حیوٰۃ تمام قرآن مجید میں اسی صورت سے لکھا گیا ہے مگر جہاں جہاں ضمیر متصل کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ وہاں یوں لکھا ہے۔ حَيَاتُنَا۔

۲۰۔ عُلَمَاءُ۔ تمام قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے مگر اس صورت سے نہیں لکھا گیا ہے۔ یوں لکھا ہے۔ عُلَمَاؤُا۔ لفظ نشاء تمام قرآن مجید میں اسی طرح لکھا ہے۔ سوائے ایک جگہ کے یعنی سورہ ہود کے ۷۷ میں لکھا ہے۔ نَشِيْرًا لِّفِظِ اَوْلِيَاءِ جہاں تنہا آیا ہے اسی صورت میں لکھا ہے مگر جہاں ضمیر متصل ہے اور کُفْرِ کے ساتھ مضاف ہوا ہے وہاں بے الف کے لکھا گیا ہے۔ اَوْلِيَاءِيْكُمْ۔ مگر کُفْرِ کے ساتھ مضاف ہوا ہے تو ہمزہ بلا شوشہ لکھا گیا ہے۔ اور جب کُفْرِ کے ساتھ مضاف ہوا ہے۔ تو ہمزہ شوشہ پر لکھا گیا ہے اور ضمیر واحد نہ کی طرف مضاف ہوا تو دونوں صورتوں سے لکھا گیا۔ اَوْلِيَاءُ۔ اَوْلِيَاءُوْهُ

۲۱۔ لفظ بَلَاءُ سب جگہ اسی صورت سے لکھا گیا ہے مگر دو جگہ نہیں لکھا گیا ہے۔ اور یوں لکھا ہے۔ بَلَاؤًا۔

۲۲۔ حرف جار علی اس صورت سے لکھا گیا ہے اور فعل ماضی صیغہ واحد مذکر غائب عَلَا یُؤْنَ لکھا گیا ہے۔

۲۳۔ لفظ ابْنُ۔ اُمُّ صُوْرَةِ الْاَعْرَافِ ع ۱۸ میں اسی صورت سے لکھا ہے اور سورہ طہ کے ع ۵ میں یوں لکھا ہے۔

بقیہ نوٹ ۳ :- تَحْشُرُوْنَہ (دیکھو صفحہ ۳۱ سطر) اس میں لِیْلِ اِنَّہ میں ایک الف بوجہ رسم خط کے زائد لکھا گیا ہے۔ اسی وجہ سے لا پر بدستون نہیں لکھا جاتا۔ اگر بدستون لکھ دیا جائے تو معنی آیت کے بدل جائیں گے یعنی موجودہ صورت میں تو معنی یہ ہیں (اگر تم ویسے ہی مر گئے یا قتل کر دئے گئے تو بھی خدا کے حضور میں محشور کئے جاؤ گے) اور اگر الف پر بدستون لکھ دیا جائے تو معنی یہ ہو جائیں گے (اگر تم ویسے ہی مر گئے یا قتل کر دئے گئے تو خدا کے حضور میں محشور نہ کئے جاؤ گے)۔ لَا وَ بَحْتُہ۔ اس میں بھی ایک الف بوجہ رسم خط کے زائد لکھا گیا ہے۔ اسی وجہ سے لا پر بدستون نہیں لکھا جاتا ہے اگر بدستون لکھ دیا جائے تو معنی بدل جائیں گے یعنی موجودہ صورت میں تو یہ معنی ہیں (میں اس کو ضرور ذبح کر دوں گا) اور اگر الف پر بدستون لکھ دیا جائے تو معنی یہ ہو جائیں گے۔ میں اس کو ہرگز ذبح نہ کروں گا۔

بَيِّنَاتٌ

۲۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام تمام قرآن مجید میں ۶۲ مقام پر آیا ہے۔ اذ انجملہ ۵۱ جگہ سورۃ البقرہ میں اور ۱۱ جگہ دوسری سورتوں میں۔ مگر رسم خطیہ مقرر ہے۔ کہ سورۃ البقرہ میں یوں لکھا جاتا ہے۔ ابراہیم اور مابعد اور سورتوں میں ابراہیم ۵

## بارہواں مقدمہ

علم تجوید یعنی مخارج حروف کا بیان طرز ادا اور اُس کے یاد کرنے کے فوائد۔  
قرآن مجید میں جتنی علامتیں اور رموز اوقاف وغیرہ لکھے جاتے ہیں ان سب کا حاصل۔

### باب اول۔ در بیان علم تجوید و فوائد علم تجوید :-

علم تجوید سے واقف ہونا۔ اُس کا سیکھنا اُس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اس لئے کہ واجب کے مقدمات بھی واجب ہوتے ہیں۔ مثلاً نماز پڑھنا واجب ہے تو طہارت جو نماز کا مقدمہ ہے وہ بھی واجب ہے۔ اسی طرح نماز میں سورۃ حمد اور ایک سورہ کا پڑھنا واجب ہے جو تجوید جو اُس کا مقدمہ ہے وہ بھی واجب ہے۔ اس لئے کہ علم تجوید سے حروف کا صحیح ادا کرنا آجاتا ہے اور جب تک حروف کو صحیح ادا نہ کیا جائے معنی کے اس قدر بدل جانے کا اندیشہ ہے۔ کہ بجائے عبادت کے کفر لازم آجائیگا۔ مثلاً درود شریف میں یہ الفاظ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اس کے معنی یہ ہوتے (یا اللہ تو محمد اور آل محمد پر رحمت بھیج) اگر کوئی شخص اب صاد کو صحیح ادا نہ کرے بلکہ بجائے صاد کے سین اس کی زبان سے نکلے اور وہ یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ تو اُس کے یہ معنی ہونگے (یا اللہ تو محمد اور آل محمد پر تلوار کھینچ لے)۔ یا جیسے بعض مسلمان حرف ضاد کو ادا کر لے بصورت دال ادا کرتے ہیں تو اس سے معنی کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں ضالالت کے ایک معنی ہیں مگر ابی اب اگر اس کو دلالت پڑھا جائے تو معنی بالکل اُلٹے ہوں گے۔ کیونکہ دلالت کے معنی ہیں راہبری اور رہنمائی۔ سورۃ الحمد کے جو آخر میں آئے ہیں۔ وَلَا الضَّالِّیْنَ۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ خداوند اہم کو گمراہوں کی راہ سے بچائیو۔ جب یوں ادا کیا۔ وَلَا الضَّالِّیْنَ تو اب اس کے یہ معنی ہو گئے کہ اے خداوند اہم کو راہ ہٹاؤں کی راہ پر چلنے سے بچائیو۔ علم تجوید کا ذکر چند فصولوں میں لکھا جاتا ہے۔

### پہلی فصل۔ مخارج حروف کا واضح بیان

کل حروف تہجی گنتی ہیں اور تیس<sup>۲۹</sup> ہیں اور ان کے مخرج ستتر<sup>۱۴</sup> ہیں۔

پہلا مخرج جوف ہے۔ یعنی زبان اور تاؤ کے بیچ کا خلا جس کو گوا بھی کہتے ہیں۔ حروف مدہ تین ہیں اور تینوں اسی مخرج سے نکلتے ہیں۔ الف ساکن جس سے پہلے حرف پر زبر ہو۔ دوسرے واؤ ساکن جس سے پہلے حرف پر پیش ہو۔ تیسرے یاٹے ساکن جس سے پہلے حرف کو زیر ہو۔ ان کو مدہ کہتے ہیں۔ یہ تینوں جوف سے نکلتے ہیں جیسے ما۔ فو۔ فی۔ اگر واؤ یا یاٹے کے پہلے زبر ہو تو اس واؤ اور یاٹے کو لین کہتے ہیں۔ جیسے لفظ۔ قوم۔ مین۔ + دوسرا مخرج۔ دونوں ہونٹوں کا کنارہ ہے۔ حرف ب اور حرف م اور حرف و جبکہ مدہ نہ ہو تینوں اس مخرج سے نکلتے ہیں۔ ب اور م کے ادا کرنے میں دونوں ہونٹ مل جاتے ہیں اور واؤ کے ادا کرنے میں اوپر نیچے ہو جاتے ہیں۔

تیسرا مخرج۔ نیچے کے ہونٹ کلپیٹ اور اوپر کے دونوں دانتوں کا سرا ان سے حرف فے نکلتا ہے یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حروف ب۔ ف۔ م اور و میں یہ سب باریک ہیں۔ اور تینوں حروف مدہ اپنے سے پہلے حرف کے تابع ہوتے ہیں یعنی ان سے پہلے کا حرف پُر ہوگا۔ تو وہ بھی پُر ادا کئے جائیں گے۔ اور اگر پہلے کا حرف باریک ہوگا تو وہ بھی باریک ادا کئے جائیں گے۔ جیسے طور اور طین۔ اور سور اور سئی۔ چوتھا مخرج۔ اوپر والے دانتوں کے سامنے کی جڑ اور زبان کی پتلی نوک حروف تے۔ دال اور طوٹے یہاں سے نکلتے ہیں۔ از انجملت اور ذ باریک ہیں اور ط پُر

پانچواں مخرج۔ زبان کے سرے کا بلتری کی طرف مائل ہونا اور اوپر کے دانتوں کا زیرین حصہ حروف ث۔ ذ اور ظ یہاں سے نکلتے ہیں۔ ان میں سے ث اور ذ باریک ہیں اور ظ پُر۔ چھٹا مخرج۔ زبان اور تاؤ کا بیچ ہے۔ جیم۔ شین اور یٹے لین اس سے نکلتے ہیں۔ ح اور یے تو باریک ہیں اور ش پھیلوان۔

ساتواں مخرج۔ زبان کا کنارہ ہے۔ جبکہ اوپر کے دانتوں کے مسوڑھوں سے مل جائے۔ م اس سے نکلتی ہے۔ یہ حرف پُر بھی پُرھا جاتا ہے اور باریک بھی۔ اس کے احکام کا بیان آگے آئیگا۔

آٹھواں مخرج۔ زبان کا کنارہ اور اوپر کے آٹھ دانتوں کے مسوڑھے یعنی چار سامنے کے دانت اور دو ادھر ادھر کی کھلیاں اور دو ادھر ادھر کی دائرے میں۔ ل یہاں سے نکلتا ہے۔ سوائے لفظ اذللہ کے جبکہ وہ پُر پڑھا جاوے اور یہ پُر جب پڑھا جائیگا کہ اس لفظ کے اول حرف پر زبر ہو یا پیش ہو۔

نواں مخرج۔ زبان کا کنارہ ہے اور اوپر کے مسوڑھوں کی وہ جگہ جو م اور ل کے مخرج کے بین بین ہے یہاں سے وہ ن ساکن نکلتا ہے۔ جس کو ظاہر کیا جاوے۔ اور نوں متحرک بھی نکلتا ہے۔ اور ن حرف باریک سا۔ دسواں مخرج۔ زبان کا سرا اور نیچے والے دانتوں کا سرا ہے۔ ن۔ س اور ص یہاں سے نکلتے ہیں۔ ان میں سے ن اور س باریک ہیں اور ص پُر۔

گیارہواں مخرج۔ زبان کی نوک کا پہلو ہے جبکہ ڈاڑھوں سے ملے۔ اس سے حرف ض نکلتا ہے۔ یہہ حرف بھی پُر ہے۔

بارہواں مخرج - زبان کا انتہائی حصہ ہے جو حلق سے بلا ہوا ہے۔ ق اس سے نکلتا ہے۔ یہ حرف بھی پڑ ہے۔  
تیرہواں مخرج - زبان کا وہی آخری حصہ ہے گرق کے مخرج سے ذرا نیچا۔ ک وہاں سے نکلتا ہے۔ یہ حرف  
باریک ہے۔

چودھواں مخرج - حلق کا اگلا حصہ ہے۔ خ اور غ دونوں وہاں سے نکلتے ہیں اور دونوں پڑ ہیں۔  
پندرہواں مخرج - حلق کے نیچے کا حصہ ہے۔ ح اور ع دونوں وہاں سے نکلتے ہیں۔ اور یہ دونوں باریک ہیں۔  
سولہواں مخرج - حلق کا انتہائی حصہ ہے جو سینہ کی طرف ہمزہ اور ہ وہاں سے نکلتے ہیں۔ اور یہ دونوں باریک  
ہیں۔ مگر ہمزہ سخت اور ہ نرم۔

سترہواں مخرج - ناک کی جڑ ہے۔ م اور ن جب مشدد ہوں یا مخفی پڑھے جائیں تو وہاں سے نکلتے ہیں۔  
یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر کسی حرف کا مخرج معلوم کرنا ہو تو اُس سے پہلے ہمزہ مقصورہ بلاؤ۔ مخرج معلوم  
ہو جائے گا۔ جیسے اق - اب۔

## دوسری فصل - حروف کی صفتیں جنکی رعایت بہت ہی ضروری ہے۔

پہلی صفت ہے ہمیں۔ یہ صفت دس حروف میں پائی جاتی ہے۔ اور وہ حروف ہموسہ کہلاتے ہیں اور وہ یہ  
ہیں۔ س - ٹ - ت - ف - ح - ث - ل - ش - ح - ص - ان کے ادا کرنے میں سانس چلنے سے ٹھہر  
جاتی ہے۔ جو حرف ان کی ضد ہیں وہ مجبور کہلاتے ہیں۔ لہذا دوسری صفت ہوئی۔ پھر ان دس کے علاوہ اور  
چھتے حروف ہیں وہ سب مجبورہ ہیں۔ تیسری صفت ہے۔ شدت۔ شدیدہ حروف آٹھ ہیں۔ ع - ج - د - ت -  
ط - ب - ق - ک - ان کے علاوہ چھتے حروف ہیں وہ سب رُخوہ ہیں۔ سوائے پانچ حروف کے جو بین بین کہلاتے  
ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ ل - ن - ع - م - س - چوتھی صفت ہے رخاوت۔ اُس کے حروف اوپر کے حروف کو نکال  
کر اخذ کئے جاسکتے ہیں۔ پانچویں صفت ہے استعلاء۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جن حروف میں یہ صفت پائی جائے۔  
ان کو ادا کرتے وقت زبان کا میلان اوپر کی طرف ہوتا ہے۔ لہذا وہ حروف مستعلیہ کہلاتے ہیں۔ وہ سات ہیں۔  
ق - ط - ع - ص - ض - ع - ط - چھٹی صفت ہے استنفالہ یہ استعلیہ کے ضد ہی مستعلیہ حروف کے علاوہ  
چھتے حروف ہیں سب مستعلیہ ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ ان کے ادا کرنے میں زبان نیچے کی طرف میلان کرتی ہے۔  
ساتویں صفت ہے اطباق۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کا تلفظ ادا کرتے وقت زبان اور تالو کا باقاعدہ  
اوپر نیچے ہو جاتے ہیں۔ حروف مطبقہ چار ہیں۔ ص - ض - ط - ظ - آٹھویں صفت ہے الفتح۔ یہ اطباق کی ضد  
ہے۔ جو حروف یہ صفت رکھتے ہیں۔ ان کے ادا کرنے میں زبان کشادہ رہتی ہے۔ مطبقہ کو چھوڑ کر باقی سب حروف  
منفتح ہیں۔ نویں صفت ہے مقلقلہ جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے۔ وہ مقلقلہ کہلاتے ہیں وہ پانچ ہیں۔ ق - ط -  
ب - ج - د - ان کو مقلقلہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ اگر ساکن بھی ہوں تب بھی ان کے اظہار کے لئے اتنا زور  
لگانا پڑتا ہے کہ ایک طرح کی جنبش محسوس ہوتی ہے۔ دسویں صفت ہے استقراء۔ یہ مقلقلہ کی ضد ہے۔ پانچ

حروف مقلدہ ہیں تو باقی تیس حروف مستقرہ کہ ان کے سکون میں کوئی جنبش نہیں ہوتی۔ گیارہویں صفت ہے صغیر جو سیٹی بجانے کو کہتے ہیں۔ تین حرف نر۔ س۔ ص۔ حروف صغیرہ ہیں کہ ان کے ادا کرنے میں سیٹی کی سی آواز آتی ہے۔ بارہویں صفت ہے جس۔ یہ صغیر کی ضد ہے۔ اور باقی پچیس حروف جو حروف صغیرہ کے علاوہ ہیں وہ حروف جریبہ کہلاتے ہیں۔ تیرھویں صفت ہے اِزلاق۔ اس کے معنی ہیں زبان کی تیزی۔ اور ہر چیز کا کنارہ جو حروف یہ صفت رکھتے ہیں وہ جلدی سے زبان اور ہونٹ کے کنارہ سے ادا ہو جاتے ہیں۔ اُن کا مجموعہ چھ حروف ہیں۔ ف۔ ث۔ س۔ م۔ ن۔ ل۔ ب۔ یہ سب مُزلقہ کہلاتے ہیں۔ چودھویں صفت ہے اِصحات اس کے معنی ہیں روکنا۔ تو حروف مُزلقہ کے خلاف بائیس حروف مصمتہ ہیں۔ کلام عرب میں کوئی کلمہ چار حرفی یا پنج حرفی ایسا نہیں ملیگا کہ اُس کے سب حروف مصمتہ ہوں۔ چار حرفی یا پنج حرفی میں ایک نہ ایک حرف مُزلقہ ضرور شامل ہوگا۔ لہذا کلمہ عسی۔ کو جس کے معنی ہیں سونا بھی شمار کیا گیا ہے۔ پن۔ ر۔ حویں صفت ہے استطالت۔ یہ صفت صرف ایک حرف ض میں پائی جاتی ہے کہ اُس کا مخرج سب سے زیادہ لمبا ہے اسی لئے وہ حرف مستطیل کہلاتا ہے۔ سو لھویں صفت ہے قصر۔ یہ استطالت کی ضد ہے اور ض کے سوائے جتنے حروف ہیں سب قصر کہلاتے ہیں یعنی اُن سب کا مخرج کوتاہ ہے۔ سترھویں صفت تفتیشی ہے۔ یہ صفت بھی ایک حرف میں پائی جاتی ہے۔ وہ حروف تفتیشی ہے کہ اس کے ادا کرنے میں ہوا سارے مُنہ میں بھر کر پھیل جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جتنے حروف ہیں وہ غیر تفتیشی ہیں۔ اٹھارہویں صفت علت ہے۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے وہ حروف علت کہلاتے ہیں۔ وہ تین ہیں۔ و۔ ی۔ اے۔ اے اُنیسویں صفت ہے صحت۔ یہ علت کی ضد ہے۔ اور تین حروف علت کے سوائے جو باقی پچیس ہیں۔ وہ سب حروف صحیح ہیں۔ بیسویں صفت ہے۔ انحراف یہ صفت بھی صرف ایک حرف میں پائی جاتی ہے۔ وہ حرف منحرف ہے۔ س۔ اس کے علاوہ جتنے حروف ہیں وہ سب ثابت کہلاتے ہیں۔ س کو منحرف اس لئے کہتے ہیں کہ جب اس کا تلفظ کیا جاتا ہے تو یہ اپنے مخرج سے انحراف کر کے ل کے مخرج کے قریب پہنچ جاتی ہے۔

**تشریح ۱۔** ایک ایک حرف میں اعراب کی بیان کی ہوئی صفتوں میں سے کئی کئی صفتیں جمع ہو سکتی ہیں۔ مگر وہ صفتیں جمع نہ ہو سکیں گی۔ جو ایک دوسرے کی ضد ہوں مثلاً یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک حرف ہموسہ بھی ہو اور مجبور بھی یا مُزلقہ بھی ہو اور مصمتہ بھی۔

**تشریح ۲۔** یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے۔ کہ اٹھائیس حروف میں سے چودہ شمسی ہیں اور چودہ قمری۔ شناخت ان کی یہ ہے کہ جس حرف سے پہلے اُن عربی لایا جائے۔ اگر لام کی آواز باقی رہے۔ تو وہ حرف قمری سمجھا جائے گا۔ اور اگر لام کی آواز باقی نہ رہے بلکہ بجائے لام کے وہی حرف بولا جائے تو وہ حرف شمسی کہلائے گا۔ جیسے لفظ قمر سے پہلے اُن لگائیں۔ تو اُسے کہیں گے القم یعنی لام اپنی آواز دینگا۔ لہذا حرف قمری ہوا۔ اور اگر لفظ نور سے پہلے اُن لگائیں۔ تو اُس کا تلفظ نور یعنی لام لکھا تو گیا۔ لیکن پڑھا نہ گیا۔ لہذا اُن حرف شمسی کہلائے گا۔

تیسری فصل حرف س کے احکام :- س پر جب پیش یا زبر ہو تو وہ پُر پڑھی جائے گی۔ اور جب زیر ہو تو باریک

اور اگر ساکن ہو تب بھی اس کا حکم یہی ہے۔ یعنی اس سے پہلے حرف پر پیش یا زیر ہو تو پڑھی جائے گی۔ اور اگر اس سے پہلے حرف کو زیر ہو تو باریک۔ یہ سکون بوجہ جزم کے ہو یا بوجہ وقف کے مگر حکم دونوں کا ایک ہی ہے۔ مگر جب ساکن سے پہلے یا ساکن ہو اور یکے سے پہلے کے حرف پر زیر ہو تو یہہر سا باریک پڑھی جائے گی۔ جیسے خیر۔ اور جس ساکن کے پہلے حرف کو زیر ہو مگر اس کے بعد کا حرف مستعلیہ ہو تو وہ سا بوجہ حرف مستعلیہ کے پڑھی جائے گی جیسے برق اسی طرح ہی سے پہلے حرف کا کسرہ اگر عارضی ہو تب بھی سا کو پڑھنا چاہیے۔ جیسے صفر۔

## چوتھی فصل۔ احکام نون ساکن و نون تنوین۔

یہ دونوں قسم کے نون جب حروف تہجی کے ساتھ ملائے جائیں۔ تو چار حالتیں ہیں سے ایک حالت ضرور پیش آئے گی۔ پہلی حالت کا نام ہے ادغام اس کے یہ معنی ہیں کہ نون ساکن یا نون تنوین کے بعد جو حرف آئے۔ اس میں بل جانا یہ حکم چھ حرفوں پر جاری ہوتا ہے وہ یہ ہیں:۔ یے۔ س۔ م۔ ل۔ و۔ ن۔ ان چھ حرفوں میں سے جو حرف بھی نون ظاہری ساکن یا نون تنوین کے بعد واقع ہوگا تو وہ نون ساکن یا نون تنوین۔ س اور ل میں تو بلا آواز غنہ بل جائیگا۔ اور یے۔ ن۔ و اور م میں بہ آواز غنہ ملے گا۔ بہ آواز غنہ ملنے کے یہ معنی ہیں کہ بوٹے نون باقی رہے گی۔ مثلاً مین زبھہ۔ اس کو یوں لکھا جائیگا۔ مین زبھہ اور پڑھنے میں نون کی آواز سے بدل جائیگی۔ غفور۔ اس قاعدہ کے بموجب یوں لکھا جائیگا۔ غفور زحید اور پڑھنے میں نون تنوین کی آواز سے بدل جائے گی۔ اگل کی مثال دیکھئے۔ مین لذنہ۔ اس قاعدہ کے بموجب یوں لکھا جائیگا۔ مین لذنہ اور ن کی آواز سے بدل جائے گی۔ اسی طرح ہدی للمتقین۔ اور نون تنوین آواز سے بدل جائے گی۔ اب یے کی مثال ملاحظہ ہو مین یات اس قاعدہ کے بموجب یوں لکھا جائیگا۔ مین یات اور نون ساکن کی آواز یے میں مدغم ہو جائے گی۔ لیکن بوٹے نون باقی رہے گی۔ اسی طرح علیہ۔ یوتی۔ اس قاعدہ کے بموجب یوں لکھا جائیگا۔ علیہ یوتی۔ و کی مثال دیکھئے مین ورتی وک۔ اس قاعدہ کے بموجب یوں لکھا جائے گا۔ مین ورتی وک اور نون ظاہر اور نون تنوین اپنے اپنے واؤ میں بل جائیں گے۔ لیکن آواز غنہ باقی رہے گی۔ اس قاعدہ سے حرف خلف نے خلاف کیا ہے کہ وہ نون ساکن کا جو واو یے سے پہلے آئے اس کا بھی اظہار کرتا ہے۔ ن کی مثال ملاحظہ ہو عن نفیس۔ اس قاعدہ کے بموجب یوں لکھا جائے گا۔ عن نفیس اور ادا کرنے میں نون ساکن بہ آواز غنہ دوسرے نون میں مدغم ہو جائے گا۔ اسی طرح حطہ نغفر اس قاعدہ کے بموجب یوں لکھا جائے گا۔ حطہ نغفر اور ادا کرنے میں نون تنوین بہ آواز غنہ نغفر کے نون میں مدغم ہو جائیگا۔ اب م کی مثال بھی ملاحظہ ہو۔ مین مال۔ اس قاعدہ کے بموجب یوں لکھا جائیگا۔ مین مال اور ادا کرنے میں نون ساکن بہ آواز غنہ م میں مدغم ہو جائے گا۔ اسی طرح صراط مستقیمہ اس قاعدہ کے بموجب یوں لکھا جائے گا۔ صراط مستقیمہ اور ادا کرنے میں نون



تینوں بہ آواز غنہ ضم میں مدغم ہو جائے گا :-  
 تینوں ادغام کے لئے۔ یہ شرط یاد رکھنی چاہیے۔ کہ نوں ساکن ایک کلمہ میں ہو اور جس حرف میں اُسے مدغم  
 کیا جائے وہ دوسرے کلمہ میں جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے اگر دونوں ایک کلمہ میں ہوں گے تب ادغام  
 جائز نہیں جیسے دُنْيَا يَاقْتُوَانُ کہ ان دونوں مثالوں میں نوں ساکن کے آگے یہ دونوں کے حروف ہیں سے بی  
 اور موجود ہیں۔ مگر چونکہ کلمہ ایک ہی ہے۔ اس لئے حکم ادغام جاری نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نوں کا اظہار واجب و  
 لازم ہے :-

دوسری حالت کا نام اظہار نوں ساکن یا اظہار نوں تینوں اس کی یہ شرط ہے کہ اس کے بعد کوئی حرف حلقی  
 آئے۔ حروف حلقی یہ چھ ہیں۔ ح۔ خ۔ ع۔ غ۔ ہمزہ۔ ک۔ اب سب کی مثالیں دیکھئے۔ مِّنْ حَكِيمٍ عَجَبِيٍّ حَلِيمٍ  
 الْمُنْحَنِقَةُ عَلِيمٌ حَبِيرٌ مِّنْ عَلِيٍّ حَكِيمٌ عَلِيمٌ مِّنْ عَلِيٍّ عَفْوٌ عَفْوٌ مِّنْ اَمْنٍ بَرِيءٌ  
 اصَابَهَا مِّنْ هَادٍ حَلِيمَةٌ هُوَ۔ یہ جو قاعدہ لکھا گیا۔ سب قاریوں کے نزدیک یکساں ہے :-

تیسری حالت کا نام ہے ابدال۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جہاں نوں ساکن کے بعد خواہ وہ نوں ظاہر ہو یا نوں تینوں جو  
 اُس کے بعد حرف ب آئے تو نوں کی آواز م سے بدل جائے گی۔ مگر غنہ ضرور رہے گا۔ جیسے مِّنْ بَعْدُ۔ یہ اس قاعدہ  
 کے بموجب یوں لکھا جائے گا۔ مِّنْ بَعْدُ اور تلفظ میں بجائے نوں کے م بولا جائے گا۔ مگر نوں غنہ کی برباقی رہے گی :-  
 تیسرے قاعدہ قرآن مجید میں تو سب قاریوں کے نزدیک مسلم ہے ہی بلکہ تمام عربی زبان میں بھی مانا گیا ہے  
 انتہائی نہیں بلکہ فارسی و اردو میں بھی۔ مثال کے لئے دیکھئے۔ آپ عنبر لکھتے ہیں اور عنبر پڑھتے ہیں۔ اسی طرح  
 انبالہ لکھتے ہیں اور امبالہ پڑھتے ہیں :-

تیسرے قاعدہ ۲۔ لفظ منبر عربی ہے۔ جس کا تلفظ اسی قاعدہ سے ممبر ہوا اور اس کے معنی ہیں وہ بلند جگہ جس پر  
 واعظ بیٹھ کر یا کھڑا ہو کر اپنا وعظ بیان کرے یا خطبہ سنائے۔ یہ عربی لفظ ہے جس کی جمع بہ قاعدہ عربی منابر آتی ہے  
 ہماری شامت اعمال ایک لفظ انگریزی میں بھی اسی تلفظ کا ہے۔ ممبر جس کے معنی ہیں شریک کار۔ زمانہ حال کے  
 بہت سے لوگ عربی زبان سے جاہل ہونے کے سبب منبر کو ممبر لکھ دیتے ہیں۔ اس صریح غلطی سے بچنا چاہیے۔  
 ورنہ ویسا ہی واقعہ پیش آنے کا احتمال ہے۔ جیسے کسی شہر میں پیش آیا تھا۔ ایک نوجوان ذکر کر رہے تھے کہ فلاں مال  
 میں جلسہ ہو گا اور کئی سو ممبر جمع ہوں گے۔ یہ سن کر ایک بڑے بوڑھے آدمی نے جو عربی منبر سے تو واقف تھے۔ مگر  
 انگریزی ممبر سے نا آشنا۔ یہ دریافت کیا کہ جب اس مکان میں منبر ہی منبر ہوں گے تو سامعین کہاں بیٹھیں گے :-  
 چونکہ حالت کا نام ہے اخفا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نوں ساکن ظاہر یا نوں تینوں ہو اور اُس کے بعد  
 باقی حروف میں سے کوئی حرف آئے تو اُس کو مخفی کر کے پڑھنا چاہیے۔ مخفی کے یہ معنی ہیں کہ اُس کا تلفظ اظہار اور  
 ادغام کے بین بین ہو۔ اخفا کی حالت میں آواز غنہ لازم ہے اور فرق اخفا اور ادغام میں یہ ہے کہ حالت ادغام میں  
 غنہ کے بعد جو حرف ہوتا ہے اُس کو کھینچ کر پڑھا جاتا ہے اور حالت اخفا میں غنہ کے بعد جو حرف ہو وہ نہیں کھینچا  
 جاتا۔ مثالیں ملاحظہ ہوں۔ اَنْتَ۔ جَنَّتْ۔ تَجَرَّتْ۔ اَنْتَلْتِ۔ سَلَّطَتْ۔ قَوَّبَلَتْ۔ اَنْجَنَّا۔ غَسَّاقًا

جَزَاءً - اَنْدَادًا - ذَكَاءٌ مِنْ ذَكَرٍ - نَفْسٍ - جَائِقَةٌ - اَنْزَلَ - يَوْمَئِذٍ - زُرْقَاءٌ - مِنْ سُوْبٍ  
بَشَرًا سَوِيًّا مِنْ شَيْءٍ - غَفُورٌ شَكُورٌ يَذْرُؤُنَ - رَجَالٌ صَدَقُوا مِنْ صَرٍ - قَوْمًا ضَالِّينَ  
مِنْ طُورٍ مُبْرَكَةٍ طَيِّبَةٍ - مِنْ ظُلْمٍ - ظِلَاطِلِيلًا اَنْفُسَهُمْ - مَاءً زَقْتَصِبِمُ - مِنْ قَلْبٍ - كُلُّ  
قَدْ مِنْ كُلِّ - قَرِيْبَةٌ - كَانَتْ ۞

تثلیہ۔ جہاں نوں ساکن یا نوں تنوین کے بعد ہمزہ وصل آئے تو ہمزہ وصل کی حرکت گرا دی جاتی ہے۔ اور نوں  
ساکن کو زبردی جاتی ہے اور نوں تنوین کو ظاہر چھوٹا سا لکھ دیا جاتا ہے اور اس کو نیچے بھی ایک زبردی جاتی ہے۔  
اور جس حرف پر تنوین تھی اس پر بجائے دو پیش، دو زبر یا دو زیر کے ایک پیش، ایک زبر یا ایک زیر لکھی جاتی  
ہے۔ مثالیں چاروں کی ملاحظہ ہوں۔ لَمْ يَكُنْ اَلَّذِيْنَ - اس قاعدہ کے بموجب یوں لکھا جائے گا۔ لَمْ يَكُنْ  
الَّذِيْنَ - لَقَدِيْذٌ اَلَّذِيْنَ - اس قاعدہ کے بموجب یوں لکھا جائیگا۔ لَقَدِيْذٌ هُنِ الَّذِيْنَ - عَرْضًا الَّذِيْنَ  
اس قاعدہ کے بموجب یوں لکھا جائیگا۔ عَرْضًا هُنِ الَّذِيْنَ - مُبِيْنًا اَقْتُلُوْا - اس قاعدہ کے بموجب یوں  
لکھا جائیگا۔ مُبِيْنًا هُنِ اَقْتُلُوْا ۞

## پانچویں فصل - احکام میم ساکن

جہاں میم ساکن ہو اور اس کے بعد حرف تہجی میں سے سوائے ب اور م کے کوئی اور ہو تو اس م ساکن کو  
اچھی طرح ظاہر کر کے اس کے آگے کا حرف پڑھنا چاہیے۔ خصوصاً اگر آگے کا حرف و یا ف ہو تو اظہار م کا  
ایسی خوبی سے کر دیں کہ مدغم کا شبہ نہ ہونے پائے۔ جیسے عَلِيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ هُوَ فِيْهَا عِلَاوَةٌ اَوْ  
و کے دوسرے حرفوں کی بھی مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ - عَلَيْهِمْ طِيْرًا اَبَا بِيْثَلٍ ۞ جب م ساکن  
کے بعد م متحرک آئے تو پہلا م دوسرے م میں مدغم ہو جائے گا۔ لَهُمْ مَا - اس قاعدہ کے بموجب یوں لکھا جائیگا۔  
لَهُمْ مَا - لَهْمَا م - م مدغم ہو گیا۔ اور جب م ساکن کے آگے ب آئے تو م ساکن خفی پڑھا جائیگا۔ جیسے يَعْتَصِمُ بِاللّٰهِ  
اَعْظَمُ يَوْاحِدَةً ۞

## چھٹی فصل - ادغام صغیر کے احکام

ادغام صغیر کے یہ معنی ہیں کہ حرف ساکن کو حرف متحرک کے ساتھ ملا دیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں :-  
قسم اول ادغام مثلیں یعنی دو حرف ایک ہی قسم کے ہوں ان میں پہلا ساکن ہو اور دوسرا متحرک تو کل قاری  
اس صورت میں ادغام کرتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ حرف ساکن مدہ ہو کہ وہاں اظہار لازم ہے۔ مثالیں ہر ایک کی  
ملاحظہ ہوں۔ قَدْ دَخَلُوْا لیکن بوجہ ادغام یوں لکھا گیا۔ قَدْ دَخَلُوْا - كَانَتْ تَاتِيْهِمْ - اَصْنُوْا وَ عَمِلُوْا -  
یہاں وہیں و مدغم نہیں ہوتا کیونکہ مدہ ساکن ہے اگر وہ ساکن لین ہو اور اس کے آگے کا و متحرک ہو تو مدغم ہوگا  
جیسے عَصَوْا وَ كَانُوْا ۞

قسم دوم۔ ادغام منتقا رہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ایسے دو حروف جو قریب المخرج یا قریب الصفت ہوں اور وہ اس طرح اکٹھے ہو جائیں کہ اول اُن میں سے ساکن ہو اور دوسرا متحرک تو وہاں ادغام ہوگا۔ جیسے قُلْ رَجُلٌ جَوْنٌ لِّ اِمْرِئٍ قَرِيبٍ اَلْمَخْرَجِ هُنَّ۔ لہذا اَل۔ سا میں مدغم ہو جائیگا۔ قُلْ رَجُلٌ۔ لکھا تو یوں جائیگا اور ادا کرنے میں ل کی آواز سے بدل جائے گی۔ اسی طرح اَلَمْ نَخْلُقْكَ۔ چونکہ ق اور ک دونوں حرف مشددہ میں داخل ہیں یعنی ہم صفت ہیں لہذا ق ک میں مدغم ہو کر یوں لکھا جائے گا۔ اَلَمْ نَخْلُقْكَ۔ اور ادا کیونکر ہوگا یہ تحریر میں دکھانا مشکل ہے۔ جاتے والے سے ادا کریں۔ اور منکر حاصل کریں۔ اس قاعدہ سے مستثنیٰ یہ صورت ہے کہ حرف ساکن حرف حلقی ہو۔ کہ وہاں اظہار لازم ہے اس لئے ادغام نہیں ہو سکتا۔ دو مثالیں ملاحظہ ہوں سَبَّحْهُ۔ چونکہ ح اور ہ دونوں ہم مخرج ہیں اور دونوں ہموسہ ہیں۔ لہذا ہم صفت ہی ہیں تو متقارب ہوئے۔ اس لئے پہلے کو دوسرے میں مدغم ہونا چاہیے تھا۔ مگر حرف حلقی ساکن کا اظہار لازم ہے۔ اس لئے ادغام کے قاعدہ سے مستثنیٰ رہا۔ یہی حال اس دوسری مثال کا ہے۔ کَلَّمَكَ قُلُوبَنَا۔ یہاں خ اور ق دونوں حروف مستعلیہ ہیں اس لئے ادغام ہونا چاہیے تھا۔ چونکہ خ حرف حلقی ہے اس کا اظہار لازم ہے۔ لہذا ادغام سے مستثنیٰ رہا۔ بعض قاریوں نے اَلَمْ نَخْلُقْكَ اور اَحَطْتُ میں بھی بوجہ اس کے کہ ق اور ط حروف مستعلیہ ہیں ان کا ک اور ت میں مدغم کرنا جائز نہیں رکھا۔ تاکہ ان کی صفت استعلاء باقی رہے مگر چونکہ ق اور ط حروف حلقی ہیں سے نہیں ہیں اس لئے صحیح یہی ہے کہ ق کو ک میں اور ط کو ت میں مدغم ہو جانا چاہیے۔ استعلاء باقی رہے نہ رہے۔

قسم سوم۔ ادغام متجانسین۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ایسے دو حروف کا ادغام جن کا مخرج تو ایک ہو اور صفتیں مختلف۔ مثلاً ذ اور ظ دونوں کا مخرج ایک ہے۔ مگر ذ حروف منفتحہ میں داخل ہے اور ظ مطبقہ جو ایک دوسرے کی ضد ہوئے مگر ہم مخرج ہونے کے سبب ذ ساکن ہو تو ظ متحرک میں سب قاریوں کے نزدیک مدغم کر دی جائیگی۔ مثال ملاحظہ ہو اِذْ ظَلَمُواْ اَوْ بَواۗءِ اَدۡۤرَاسٍ اَوْ اٰۤیۡمٰنًا۔ اِذْ ظَلَمُوْا اِیہی حالت کِدْتُ کی ہے۔ کہ د اور ت دونوں ہم مخرج ہیں مگر صفت میں ایک دوسرے کی ضد یعنی د حروف مطلقہ میں سے ہے اور ت حروف مستقرہ میں سے لیکن ہم مخرج ہونے کے سبب سے د۔ ت میں مدغم ہو کر اس کو یوں لکھا جائے گا۔ کِدْتُ اور ادا کرنے میں د کی آواز جاتی رہے گی۔

## ساتویں فصل۔ ضمیر مذکور واحد غائب منصوب اور مجرور کی بابت احکام

تمام قاری اس کا کو اگر اس پر پیش ہو مثل ھو کے پڑھتے ہیں اور اگر اس کو زیر ہو تو سب مثل ھنی کے پڑھتے ہیں۔ اور اگر اس سے پہلے کا حرف ساکن ہو تو کوئی بھی لا کو کھینچ کر نہیں پڑھتا سب قصر کرتے ہیں۔ سوائے ابن کثیر کے کہ وہ اس صورت میں بھی ہرہ کو کھینچ کر پڑھتا ہے اور حفص جس کی قرأت ہندوستان میں جاری ہے وہ صرف ایک جگہ۔ فِیۡہِ مُمَّاۡنًا پڑھتا ہے اور باقی سب جگہ بغیر کھینچے یعنی فِیۡہِ۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جہاں اس ضمیر متصل کے بعد ہمزہ آئیگا وہاں سب کے نزدیک مد سے پڑھنا لازم ہوگا۔ جیسے اِذْ قَالَ لَہٗ رَجُلٌ اَسۡلَمۡ یۡہِ تَوۡبِیۡحًا۔ یہی مثال ہے

آگے زیر کی مثال دیکھئے۔ اِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اِنَّ اَدْلٰهٖ

## آٹھویں فصل - احکام ل

حرف ل سب قاریوں کے نزدیک باریک پڑھا جاتا ہے سو بڑے ورثے کے کہ وہ اُس ل کو جو حرف ص - ض - ط اور ظ ساکن یا مفتوح کے بعد واقع ہو۔ پُر پڑھتا ہے۔ مگر لفظ اَللّٰہ کال جب اُس سے پہلے ملنے والے حرف پر زبر یا پیش ہو تو سب قاری بالاتفاق پُر پڑھتے ہیں اور اگر اُس ملنے والے حرف کو زبر ہو سب باریک پڑھتے ہیں جیسے اَللّٰہُ - وَ اَللّٰہِ - اَدْعُوا اِلّٰہَہٗ - قُلِ اَللّٰہُ اُوَّلٰی سب مثالوں میں پُر پڑھا جائے گا۔ اور آخری میں باریک ہے۔

## نویں فصل - احکام م

مداد کرنے میں دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک مشدو جیسے وَلَا الضّٰلّٰیۡنَہٗ کا مد اور دوسرا محقف جیسے اَلْحَمْدُ میں لام اور میم پڑھے اور اسی طرح قرآن مجید کے اور حروف مقطعات پر جا بجا ہے۔ یہ مد اور مد مبتدل جیسے اَللّٰہُ جس کی اصل تھی اَللّٰہُ یہ بعض کے نزدیک تین الف کے برابر کھینچا جائیگا۔ اور بعض کے نزدیک پانچ الف کے برابر اور اس کشش کا اندازہ ہاتھ کی انگلیاں بند کرنے سے ہو سکتا ہے۔ جو تہ بہت تیزی سے بند کئے جائیں اور نہ بہت سستی سے۔ حفص کے نزدیک کہ جس کی قرأت تمام ملک ہندوستان میں جاری ہے ہر متصل جو تو جیسے جَاءَ - سُوْرَہٗ - سَبِّحْتَ اور مد منفصل ہو تو جیسے مَا اَنْزَلْنَا - قُوْلًا اَنْفُسُکُمْ - فِیْ اِسْرٰہِیْمَ - اِنۡ اِنۡ سے ہر ایک چار الف کے برابر کھینچا جاتا ہے۔

تثانیہ۔ ہم نے علم تجوید کی کل ضروری باتیں مع مثالوں کے اختصار کے ساتھ لکھ دی ہیں مگر محض تحریر کو دیکھنے سے کوئی شخص اس علم کو حاصل نہیں کر سکتا۔ استاد سے سیکھنے کی ضرورت ہے۔

## باب دوم

### حل علامات ورجائیدہ ورموز اوقاف

قرآن مجید کی تقسیم کئی طرح پر ہے۔ ایک تقسیم تو خدائی تقسیم ہے اُس کے ہر حصے کو سورہ کہتے ہیں۔ اس کلام کے کلام خدا ہونے کا ثبوت جہاں دیا گیا ہے۔ وہاں مخالفین سے اسی تقسیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ قُلْ فَاتُوا بَعْشَرَ سُوْرٍ مِّثْلٰہٖ مُفْتَرٰیۡتٍ (تم یہ کہو کہ ایسی ہی بنی ہوئی دس سورتیں تم بھی لے آؤ) نیز فرمایا وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَیْ عِبَادِنَا فَاتُوا بِسُوْرَةٍ مِّثْلٰہٖ (اور جو کچھ ہم نے اپنے بند سے

پر نازل کیا اگر اُس میں تمہیں شک ہو تو ویسی ہی ایک سورت تم بھی لے آؤ یہی وہ تقسیم ہے جو عبادات الہی میں بھی ریکارڈ ہے مثلاً نماز میں الحمد کے بعد ایک سورہ ہی پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بعض مسلمان جو غلطی سے بچنے کے لیے پوری سورت کے الحمد کے بعد چند آیتیں ہی پڑھ لیتے ہیں یہ خیال کر کے کہ یہ قائم مقام ایک چھوٹی سورت کے ہو گئی۔ یہ فعل اُن کا قیاس پر مبنی ہے اور قیاس کو امور شرعی میں دخل دینا حرام ہے۔ خدائی تقسیم کے ہر جزو یعنی ہر سورت کا نام بامعنی ہے۔ اور جو لفظ اُس کے نام میں آیا ہے وہ اصل سورت میں بھی موجود ہے بعض سورتوں کا نام ایک ہی ایک ہے اور بعض کے کئی نام ہیں۔ جن میں سے کسی نے کوئی لپٹا لیا ہے اور کسی نے کوئی۔ بعض نام سورتوں کے ان کے معنی اور مطالب کے مطابق حدیث میں آئے ہیں۔ اور وہ لفظ جنہم ان سورتوں میں نہیں پائے جاتے۔ قرآن مجید کی کل سورتوں کی تعداد ۱۱۴ ہے۔ حالانکہ یہ دھاندلی ہے کیونکہ سورہ فاتحہ یا سورہ حمد کو سب قابلوں نے قرآن مجید سے علیحدہ شمار کیا ہے۔ قرآن مجید سورہ البقرہ سے شروع ہو کر سورہ الناس پر ختم ہے اور وہ سب ۱۱۳ سورتیں ہوتی ہیں۔ اب دوسری تقسیم وہ انسانی تقسیم ہے۔ خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے آل اطہار تو کلام خدا کی تلاوت روزانہ کئی کئی مرتبہ فرماتے تھے۔ چنانچہ سند صحیح ثابت ہے کہ جناب امیر المؤمنین کہ جن کی شان میں خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے عَجِبْتُ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ (علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے) یہ جب گھوڑے پر سوار ہوتے اور رکاب میں پاؤں رکھتے۔ تو تلاوت قرآن مجید شروع فرماتے اور جب دوسرا پائے مبارک دوسری رکاب میں پہنچتا۔ تو ختم کر دیتے۔ خیر وہ تو صاحبانِ اعجاز تھے۔ ہر کس و ناکس اُن کی ریس نہیں کر سکتا۔ مگر اصحابِ ابرار میں بھی بہت سے بزرگوار ایسے تھے۔ کہ ہر روز خواہ دن میں خواہ رات میں خواہ ایک شبانہ روز میں پورے قرآن مجید کی تلاوت کر لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ جناب امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب رسول خدا کے صحابی اور اپنے صحابی حضرت حبیب ابن مظاہر اسدی رضی اللہ عنہ کی نسبت ارشاد فرمایا۔ لَقَدْ كُنْتُ تَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ (تم ہر شب میں پورا قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے)۔ جوں جوں ثروت و نیا زیادہ ہوتی گئی۔ توں توں رغبت دینی میں کمی آتی گئی۔ اصحاب و تابعین کے زمانہ میں بہت سے لوگوں نے یہ معمول کر لیا کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کر لیا کریں۔ چونکہ ہفتہ کے سات دن ہوتے ہیں اس لیے سارا قرآن مجید سات حصوں پر تقسیم کیا گیا۔ اور ہر حصہ کا نام منزل رکھا گیا۔ یہ تقسیم کسی سورت ہی سے شروع ہوتی ہے اور کسی سورت کے ختم پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔ پہلی منزل میں چار سورتیں ہیں۔ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ۔ سورۃ آل عمران۔ سورۃ النساء۔ دوسری منزل میں پانچ سورتیں ہیں۔ سورۃ المائدہ۔ سورۃ الانعام۔ سورۃ الاعراف۔ سورۃ التوٰب۔ سورۃ الانفال۔

تیسری منزل میں سات سورتیں ہیں۔ سورۃ یونس۔ سورۃ ہود۔ سورۃ یوسف۔ سورۃ الزمر۔ سورۃ ابراہیم

سورة الحجر - سورة النحل

چوتھی منزل میں تو سورتیں ہیں - سورة بنی اسرائیل - سورة الکہف - سورة مریم - سورة طہ  
سورة الانبیاء - سورة الحج - سورة المؤمنون - سورة النور - سورة الفرقان  
پانچویں منزل میں گیارہ سورتیں ہیں - سورة الشعراء - سورة النمل - سورة القصص - سورة العنکبوت  
سورة الروم - سورة لقمن - سورة المسجد - سورة الاحزاب - سورة السبا - سورة الفاطر  
سورة یس

چھٹی منزل میں تیرہ سورتیں ہیں - سورة والصفٹ - سورة ص - سورة الزمر - سورة المؤمن  
سورة حم السجدة - سورة النور - سورة الزخرف - سورة الدخان - سورة الجاثیة  
سورة الاحقاف - سورة محمد - سورة الفتح - سورة الحجرات

ساتویں منزل میں پینسٹھ سورتیں ہیں - سورة ق - سورة الذاریت - سورة الطور - سورة النجم  
سورة القمر - سورة الرحمن - سورة الواقعة - سورة الحديد - سورة المجادلة - سورة الحشر  
سورة الممتحنة - سورة الصف - سورة الجمعة - سورة المنفقون - سورة التغابن - سورة الطلاق  
سورة التہیم - سورة الملک - سورة القلم - سورة الحاقة - سورة المعارج - سورة نوح - سورة الجن  
سورة المزمل - سورة المدثر - سورة القیامة - سورة الدهر - سورة المرسلات - سورة النبأ  
سورة والنزعت - سورة عبس - سورة التکویر - سورة الانفطار - سورة التطفیف - سورة الانشقاق  
سورة البروج - سورة الطارق - سورة الاعلیٰ - سورة الغاشیة - سورة الفجر - سورة البلد - سورة  
الشمس - سورة البیل - سورة الضحیٰ - سورة الاشرح - سورة التین - سورة العلق - سورة القدر  
سورة البلیة - سورة الزلزال - سورة الحديد - سورة القارعة - سورة التکاثر - سورة العصر  
سورة الهمزة - سورة الفیل - سورة القریش - سورة الماعون - سورة الکوثر - سورة الکافرون  
سورة النصر - سورة التہب - سورة الاخلاص - سورة الفلق - سورة الناس - حالانکہ پہلی منزل میں دہائی

سورتیں تین ہی ہیں۔ بہر حال ہر منزل کی پہلی سورت کے نام کا پہلا حرف لیا۔ تو یہ عبارت بن گئی مئی بشوق اس کے  
آگے جو تلاوت کا تترل ہوا۔ تو اب لوگ لگے ایک مہینہ میں قرآن ختم کرنے۔ چونکہ اسلام کا حساب قمری ہے۔ اور  
قمری مہینہ تیس یا اونتیس دن کا ہوتا ہے۔ لہذا تمام قرآن مجید کو تیس حصوں پر تقسیم کیا۔ اس تقسیم کا بڑے سے بڑا  
یہ معیار قرار دیا ہے کہ کلام اللہ کے سب حروف گن ڈالے اور مجموعہ کو تیس بار بانٹ دیا۔ ایک ایک حصہ میں جس جس قدر  
حروف آئے ان کو گن کر کچھ اور حروف چھوڑ کر یا بلا کر جہاں آیت پوری ہوئی وہیں وہ حصہ ختم سمجھ لیا گیا۔ گو  
مضمون ختم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ بعض قاریوں نے بجائے حروف کے کلمات کو گنا ہے اور اس کے مجموعہ کو تیس  
پر تقسیم کر کے اسی طرح حصے دکائے ہیں اور کوئی کوئی ایسا بھی ہے جس نے آیات کو گنا ہے۔ مگر اس پر صحیح تقسیم کا اخصا

نہ ہو سکا۔ کہ آیتیں بعض بڑی بڑی ہیں۔ اور بکثرت چھوٹی چھوٹی۔ اگر تقسیم کا انحصار اس پر ہوتا تو کوئی حصہ بہت بڑا ہو جاتا۔ اور کوئی بہت چھوٹا رہ جاتا۔ (الاحرف و کلمات کی تقسیم ہی کے سبب بعض حصوں میں کچھ کچھ تفاوت ہے۔ ان حصوں کو عربی میں اجزاء کہتے ہیں۔ جس کا واحد ہوا جزو اور فارسی میں ہر حصہ کو پارہ کہتے ہیں۔ ہندوستان میں ہی لفظ لوگوں کے زبان پر زیادہ جاری و ساری ہے۔ بلکہ بعض جاہل اپنے محاورہ میں یہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ کہ شیعوں کے نزدیک پارے چالیس تھے۔ خلیفہ ثالث کے ترتیب دینے کے بعد تیس رہ گئے۔ حالانکہ یہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ تقسیم الہی نہیں۔ بلکہ قاریوں نے لوگوں کے ایک مہینہ چالیس دن کا مانتے تھے تو اس بے تکی گپ کا کوئی ٹنگ پس اگر کوئی شخص یہ ثابت کر سکے کہ شیعہ کسی زمانہ میں مہینہ چالیس دن کا مانتے تھے تو اس بے تکی گپ کا کوئی ٹنگ تو مل جائے۔ ورنہ ایسی مہمل باتیں اسی مدین سمجھی جائیں گی جو بنی امیہ کے غلاموں نے اہلبیت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماتنے والوں سے نفرت دلانے کے لئے تراستی ہیں۔ اس تقسیم کے ہر حصہ کا نام اس کے پہلے ایک کلمہ یا چند کلمہ سے مرکب ہو کر بنا ہے۔ پس چونکہ یہ خدائی تقسیم نہیں ہے۔ اس لئے بعض ناموں کا بہنگم یا بھی ظاہر ہے۔ مثلاً کوئی آپ سے دریافت کرے کہ چھٹے پارہ کا نام کیا ہے آپ بے تامل کہیں گے لایحیث اللہ۔ اس کے معنی ہوئے کہ خدا دوست نہیں رکھتا۔ تو معاذ اللہ کیا یہ سمجھا جائے کہ اتنے حصہ قرآن کو خدا دوست نہیں رکھتا پاروں کے آغاز کے بارہ میں بعض مقام پر اختلاف ہے اس کی دو مثالیں ہم لکھے دیتے ہیں۔ مثلاً تیسواں پارہ سورہ یونس میں بعض لوگوں کے نزدیک اس آیت کے بعد شروع ہوتا ہے جو وہم مہتدون پر ختم ہوتی ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس آیت کے بعد شروع ہوتا ہے جو وجعلنی من المکرمین پر ختم ہوتی ہے۔ اسی طرح چھبیسواں پارہ مشہور تو یہ ہے کہ سورہ الجاثیہ ختم ہو کر سورہ الاحقاف سے شروع ہے مگر بہت سے قاریوں کو اس میں تامل ہے۔ ان کے نزدیک یہ پارہ سورہ الجاثیہ کی اس آیت کے بعد شروع ہوتا ہے جو ما زحنت مستیقین پر ختم ہے۔ ان اختلافات کی تصدیق کے لئے سجاوندی جو ایسی باتوں کے حل ہے۔ بارہ میں مبسوط اور مستند کتاب ہے ملاحظہ فرمائی جاوے۔ پس ہمارے قرآن مجید اور ہماری حائل شریف کے ہر صفحہ کے اوپر حاشیہ میں دائیں طرف پارہ کا مشہور نام مع اس کے عدد شمار یا نمبر کے درج ملیگا۔ اور بائیں طرف اس سورت کا نام یا ان سورتوں کے نام ہوں گے جو جو اس صفحہ میں شروع ہوئی ہیں یا ہوں۔ اور نام کے ساتھ ساتھ ان کا عدد شمار بھی درج ہوگا۔ ان دونوں کے بیچ میں صفحہ کا عدد ہندسوں میں ملے گا۔ جسے پہلے زمانہ کے لوگ لکھنا گناہ جانتے تھے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ مسلمان حساب میں بیٹے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں ہی کے عقیدہ میں یہ بات داخل ہے۔ کہ قیامت کے دن عدالت الہی میں ہر شخص کو ہر چیز کا حساب دینا پڑے گا۔ اس عقیدہ کا لازم نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ علم حساب میں مسلمانوں سے کوئی قوم بھی بازی نہ لے جاتی۔ ہمارے قرآن مجید اور حائل شریف کا تقریباً ہر پارہ تیس صفحہ پر ختم ہوا ہے۔ اور جہاں سے پارہ شروع ہوتا ہے وہاں حاشیہ پر پہلو اس کا عدد و نمبر عربی زبان میں لفظ الجزء کے ساتھ مع عدد شمار بہ زبان عربی و ہندسہ میں بھی لکھ دیا گیا ہے۔

اب آگے کے واقعات سنئے۔ دولت کی بہتات نے مسلمانوں کو تین دن میں کلام اللہ ختم کرنے کی توفیق سے بھی باز رکھا۔ تو وہ پارے پارے پر تقسیم کیے گئے۔ اس کی علامت حاشیوں پر کسی قرآن میں لفظ نصف اور کسی میں لفظ النصف سے ظاہر کی گئی۔ ہمارے ہاں لفظ نصف ملیگا۔ اس طرح دو مہینہ میں ایک قرآن مجید ختم ہوتا ہے۔ مگر بہت اس سے بھی زیادہ پست ہو گئی۔ تو ایک ایک پارہ چار حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ کہ پاؤ پارہ کی تلاوت تو ضرور کر لیا کریں اور چار مہینہ ہی میں ایک قرآن ختم کر لیا کریں۔ چونکہ پاؤ کو عربی میں رُبع کہتے ہیں اس لئے کسی پارے کے شروع سے لیکر جہاں قاریوں کے نزدیک پاؤ ختم وہاں حاشیہ پر الربیع لکھا ہوا ملیگا۔ ہمارے ہاں ربیع لکھا ہوا ہے۔ جہاں دوسرے ربع ختم ہوئے وہاں نصف ہوگا۔ جس کا ذکر آچکا اور جہاں تین ربع ختم ہوئے وہاں کسی قرآن میں الثلثہ اور کسی میں الثلثہ اربع لکھا ہوا ملیگا۔ ترکی اور مصر کے چھپے ہوئے بعض قرآنوں میں ایک ایک پارہ آٹھ آٹھ حصوں میں بھی تقسیم دیکھا گیا ہے یعنی ربیع کو بھی دو حصوں میں بانٹ دیا۔ اور اس کی علامت قرار دی گئی۔ مقررہ کتب ہی دن میں ایک پارہ ختم کر لیا کریں۔ اور اس طرح سال بھر میں طویل قرآن ہو جایا کرے۔ ہمارے ہاں الثلثہ اربع لکھا ہوا ہے۔ ہمارے قرآن مجید اور حائل شریف میں ہر ہر صفحہ کے پہلو میں حاشیہ کے بیچوں بیچ لفظ منزل سے اپنی عدد و شمار کے مندرج ہے اور جہاں سے نئی منزل شروع ہوتی ہے وہاں متن کے گردا گرد میل بنا دی گئی ہے۔

تمام قرآنوں کے حاشیوں پر لفظ معرخی اور سیاہی سے خالی لکھا ہوا یا معہ ہندسوں کے لکھا ہوا کہ کچھ ہندسے اس کے سر پر لکھے ہوئے اور کچھ پیٹے میں اور کچھ نیچے اور بعض قرآنوں میں اس کے گرد کچھ میل بوٹے بھی بنا دئے جاتے ہیں۔ بیع عام طور سے رکوع کے نام سے پکارا جاتا ہے مگر بہت ہی کم لوگ اس کی علت سے واقف ہوں گے۔ اس لئے اس کا مفصل بیان ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ حضرت خلیفہ ثانی کی بدعت جس کو ان کے ماننے والے بھی نعم البدعت کے نام سے موسوم کرتے ہیں وہ نماز تراویح کا ماہ مبارک رمضان کی ہر شب میں نماز عشاء کے بعد ۲۰ رکعت باجماعت پڑھنا اور پڑھنا ہے۔ اس لئے یہ لازم کر دیا گیا کہ کل قرآن مجید زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ کے اندر سناوئے۔ چونکہ ہر شب کے لئے رکعتیں ۲۰ مقرر ہیں اور شبیں زیادہ سے زیادہ تین ہو سکتی ہیں۔ تین کو تین میں ضرب دینے سے حاصل ضرب ۶۰ ہوتا ہے گویا ۶۰ رکعتوں کا پڑھنا اور پڑھنا لازم کر دیا اور تمام قرآن مجید میں کچھ اوپر ۶۰ ہزار آیتیں ہیں۔ آیتوں کا مفصل بیان آگے آتا ہے۔ چھ ہزار کو چھ سو پر تقسیم کرنے سے خارج قسمت آیا دس۔ تو خلیفہ صاحب نے یہ حکم دیا کہ ہر رکعت میں حافظ یا پیشواز احمد کے بعد دس دس آیتیں پڑھ لیا کریں۔ اسی بنا پر آیتیں سورۃ البقرہ سے شروع کر کے دس دس گنی گئیں۔ پرانے زمانہ کے قلمی قرآنوں میں لفظ عشر عشر حاشیوں پر ہر جگہ لکھا پاؤ گے۔ جہاں دس آیتیں ختم ہوئیں وہیں عشر لکھ دیا۔ چونکہ بعض آیتیں بڑی بڑی ہیں اور بعض چھوٹی چھوٹی۔ اس لئے خلیفہ سوم کے زمانہ میں یہ ترمیم کر دی گئی۔ کہ پانچ پانچ بھی گن جائیں۔ اور جہاں پانچ پانچ ختم ہوں وہاں خمس خمس لکھا جائے۔ جہاں آیتیں طویل ہوں وہ احمد



کے بعد ایک ایک رکعت میں پانچ پانچ پڑھی جائیں۔ اور جو کثیر ہوں وہ الحمد کے بعد پندرہ پندرہ پڑھ دیجائیں۔  
 اوسط وہی دس ہو جائیگا۔ مگر اُس کے بعد والوں نے جب غور کیا تو بہت جگہ دس دس کا اور پانچ پانچ کا خاتمہ  
 ایسے مقام پر ہوتا تھا۔ جہاں قطع کرنے سے مطلب خراب ہوتا۔ اس لئے ان لوگوں نے تعداد جو عشرات کی تھیں  
 وہ قائم رکھیں اور صرف ع جو لفظ عشر کے شروع میں لکھا جاتا ہے اس کو علامت قرار دیا۔ اور آیات کو مطلب کے  
 لحاظ سے بے تامل کم و بیش کر دیا۔ اور چونکہ الحمد اور اتنی آیتیں پڑھ کر رکوع کیا جاتا ہے جس کے آخر میں حرف  
 ع ہے۔ اس لئے اس علامت عشر کا نام رکوع قرار دے دیا۔ یہ تقسیم سورتوں میں بھی آکر پڑتی ہے اور پاروں میں  
 بھی گو سورتوں میں باقاعدہ ہے اور پاروں میں بے قاعدہ تاہم ہم دونوں میں اس لئے اس پر ہندسہ لگا کر اس  
 کا شمار بھی ظاہر کیا گیا۔ پس رکوع کے ع کے اوپر جو ہندسہ ہوتا ہے وہ یہ بتلاتا ہے۔ کہ سورہ کا کونسا رکوع یہاں ختم  
 ہوا۔ اور ع کے نیچے جو ہندسہ ہوتا ہے وہ یہ بتلاتا ہے کہ جہاں سے پارہ شروع ہوا وہاں سے ایسے نشان اب

تک کے آچکے۔ اور ع کے نیچے جو ہندسہ ہوتے ہیں وہ یہ بتلاتے ہیں کہ اس رکوع میں کتنی آیتیں ہیں۔  
**تندیہ ۱۔** بعض حضرات رکوع کی تلاش میں غلطی کرتے ہیں وہ اوپر کا ہندسہ دیکھ کر اُسے رکوع کا شروع  
 نمبر سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ سورت کے اُس رکوع کا آخری نمبر ہوتا ہے۔ مثلاً آپ کو کوئی کلمہ یا کوئی آیت سورہ  
 یس کے چوتھے رکوع میں تلاش کرنی منظور ہے تو جہاں سورہ یس میں ع کے اوپر تین لکھا ہے اور مقابل کی جس  
 آیت پر ع کا سر بنا ہوا ہے کہ یہ متن میں علامت ختم رکوع مقرر ہے۔ وہاں سے شروع کر کے آگے دیکھتے چلے جائیں  
 اور اس حد تک اُسے پہنچا دیجئے جہاں آیت پر ع کا سر لکھا ہو۔ اور حاشیہ پر علامت رکوع کے ع پر چار کا

ہندسہ درج ہو۔

**تندیہ ۲۔** چونکہ رکوع کا حساب واقعی سورتوں ہی سے متعلق ہے۔ اس لئے بعض قرآنوں میں پارہ کے متعلق  
 رکوع کے ہندسے بالکل نہیں لکھے گئے اور جن میں لکھے گئے ہیں ان میں آخری رکوع کے بعد جتنا حصہ پارہ کا  
 رہ جائے اُس کو اور ایک رکوع سمجھنا چاہیے۔ مثال کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۲۱ رکوع آخر۔ سورہ الاحزاب  
 کے رکوع نمبر ۳ پر ختم ہو گیا۔ اب سورہ مذکور کا چوتھا رکوع جس میں سات آیتیں ہیں دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے  
 تین آیتیں پارہ نمبر ۲۱ میں شامل ہیں۔ اور چار آیتیں پارہ نمبر ۲۲ میں۔ اب اگر پارہ کے رکوعات کا حساب کرنے  
 کسی آیت یا کسی کلمہ کا پتہ لگانا ہو اور وہ پارہ نمبر ۲۱ کے اس آخری حصہ میں ہو تو وہ پارہ کا رکوع نمبر ۲۰ کہلائیگا۔  
**تندیہ ۳۔** اگر سورہ حمد کو بھی شمار کیا جائے تو موجودہ رکوعات کی تعداد ۵۵ ہوتی ہے۔ اور اگر اُس کو  
 اس حساب سے خارج سمجھا جائے تو ۵۴۔ وجہ اس کی یہ ہے جیسا کہ ہم اوپر دکھا آئے ہیں۔ عشرات کا مقرر  
 کرنا ایک جاہلانہ حکم تھا۔ جیسے مابعد والوں نے خود ہی ترمیم کر دیا۔

ہمارے بڑے قرآن مجید میں اور بعض دیگر قرآنوں میں بھی ہر سورہ کے شروع ہونے پر حاشیہ پر اُس سورت  
 میں جتنے رکوع ہوں ان کی تعداد اور جتنی آیتیں ہیں ان کی تعداد جتنے کلمے ہیں ان کی تعداد اور جتنے حروف ہیں

تو سجدہ کرنا اسی طرح لازم ہے جس طرح اوپر بیان ہوا۔ سوائے اس بات کے کہ واجب کا خیال نہ ہو اور اگر حالت نماز ہو تو سجدہ مستونہ ساقط ہے۔ یہاں تک تو تلاوت کرنے والوں کا ذکر تھا اب سنتے والوں کا ذکر سنتے۔ عقلاً یہ تو ممکن ہی نہیں کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں تلاوت کرنے بیٹھے تو گھر کے گل آدمیوں سے یہ کہے کہ تم سب اسی وقت غسل کرو۔ وضو کرو۔ یا تیمم کرو خصوصاً ان عورتوں سے تو ایسا کہا ہی نہیں جاسکتا۔ کہ جو حیض و نفاس کی حالت میں ہوں لہذا صاحب شرع نے حکم دیا ہے کہ سنتے والے جب وہ الفاظ یا آیات سنیں جن پر سجدہ واجب یا مستونہ ہے تو فوراً جس رُخ بیٹھے ہوں اسی رُخ سجدہ کر لیں سجدہ تلاوت خواہ واجب ہو خواہ مستونہ دعائے سجدہ دونوں میں ایک ہی پڑھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَقًّا حَقًّا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِنَّمَا نَأْتِيهِ بِقَاه لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عِبُودِيَّتٍ وَرِقَّاهُ سَجَّدَتْ لَكَ يَا رَبِّ تَعَبُّدًا أَوْ رِقَّاهُ لَا مُسْتَكْبِرًا عَنْ عِبَادَتِكَ وَلَا مُسْتَكْفِرًا وَلَا مُتَعَظِّمًا بَلْ أَنَا عَبْدٌ ذَلِيلٌ خَائِفٌ أَيْكَ مُسْتَجِيرٌ "حق حق ہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے از روئے ایمان و تصدیق اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ بحیثیت و بندگی و بچا رگی (عرض کرتا ہوں کہ) خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اے میرے مالک میں نے تیرے حضور میں بروئے عاجزی و بندگی سجدہ کیا۔ نہ تیری عبادت سے انکاری ہوں نہ منحرف اور نہ (اپنی) بڑائی چاہنے والا بلکہ میں ادنیٰ ڈرپوک اور صرف تیری ہی پناہ مانگنے والا بندہ ہوں یہاں سے قرآن مجید اور صحائف شریف کے حاشیوں پر جہاں جیسا سجدہ ہے ویسا ہی لکھا ہے۔ مثلاً سجدہ واجب یا سجدہ مستونہ اور ساتھ ہی ساتھ اس کا نمبر شمار بھی لکھ دیا ہے۔

## ذکر اوقاف

اوقاف لفظ وقف کی جمع ہے۔ جس کے لغوی معنی ہیں ٹھہر جانا اور اصطلاحی معنی قرآن مجید میں یا عربی زبان میں یہ ہیں کہ جس لفظ پر وقف کرنا ہو اس کی حرکت گرا دینا۔ بشرطیکہ وہ پہلے سے ساکن ہو اسی بنا پر آخری حرف کو موقوف کہتے ہیں۔ اگر ایک زبر ہو یا ایک زبر یا ایک پیش یا دو زبر ہوں یا دو پیش ہوں تو وقف میں یہ سب گرا دئے جائیں گے۔ اور اگر دو زبر ہوں تو ایک زبر تو پڑھا جائے گا۔ اور دوسرا الف سے بدل دیا جائے گا۔ وقف کی پانچ قسمیں ہیں۔ اول وقف تام۔ یہ اسی مقام کا وقف ہے کہ جس کلمہ پر یہ وقف کیا جائے اُس کا تعلق لفظی یا معنوی بعد کے کلمات سے مطلق نہ ہو۔ مثلاً سورۃ البقرہ کی پانچویں آیت جو ہم المفلحون پر ختم ہوئی ہے۔ پس یہ وقف تام ہے۔ کیونکہ اِنَّ الْذٰلِیْنَ كَفَرُوْا سے یہ معنوی ہی دوسرا شروع ہو گیا۔ دوسرا وقف کافی یہ اس جگہ ہوتا ہے کہ جس کلمہ پر یہ وقف ہو اُس کا معنوی تعلق مابعد کے کلمات سے باقی رہے جیسے سورۃ البقرہ کی تیسری آیت پر لفظ یَنْفِقُوْنَ کا وقف ہے۔

تیسرا وقف حسن یہ اس جگہ ہوتا ہے کہ جس کلمہ پر یہ وقف ہو اُس کلمہ کا لفظی تعلق آئندہ کے کلمات سے ہو جیسے لفظ الحمد لله اس پر وقف کرنے میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ لہذا وقف کرنا تو جائز ہے مگر بعد وقف کے

رب العلمین سے ابتداء کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ وہ اللہ کی صفت ہے۔ ہاں اگر آیت اس جگہ لکھی ہوتی تو وقف کرنا مستون ہوتا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ جناب رسولی اصلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سورہ فاتحہ کی تلاوت فرماتے تو ہر آیت پر وقف کیا کرتے تھے اس قسم کے وقف کو وقف صالح اور وقف مفہوم بھی کہتے ہیں۔

چوتھا وقف قبیح۔ یہ اُس جگہ ہوتا ہے جہاں کلمہ کا تعلق مابعد کے کلموں سے لفظی بھی ہو اور معنوی بھی۔ جیسے مضاف و مضاف ایہ یا فعل و فاعل کے مابین وقف کر دیں۔ مثلاً سورہ حمد میں فَلَیْلَ یَوْمِ الدِّینِ میں سے کوئی شخص لفظ فَلَیْلَ پر وقف کر دے اور یَوْمِ الدِّینِ کو الگ پڑھے۔ تو یہ وقف قبیح ہو گا ہاں اگر کسی جگہ سانس ٹوٹے اور بے اختیار ٹھہر جانا پڑے تو کلمہ کے آخری حرف کی حرکت گرا کر وقف کرے۔ مگر ان کلمات کا پھر اعادہ کرے تاکہ معنی میں کوئی خرابی نہ ہونے پائے۔

پانچویں وقف کفران۔ یہ ایسا وقف ہے کہ جس سے معنی بدل جاتے ہیں اور جان بوجھ کر ایسی جگہ وقف کرنے سے گناہ لازم آتا ہے۔ مثلاً سورہ آل عمران کے رکوع ۱۹ کی پہلی آیت لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ فَصِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَعْنِبَاءٌ اس میں لفظ قَالُوْا پر وقف کر دینا اور اس کے بعد کے مضمون کو الگ کر کے پڑھنا بہت بُرا اور سخت گناہ کی بات ہے۔ بعض محققین کا قول یہ ہے کہ قرآن مجید میں منجانب اللہ نہ کوئی وقف واجب ہے کہ وہاں نہ ٹھہرنے سے پڑھنے والا گنہگار ہو اور نہ کوئی وقف حرام ہے کہ وہاں ٹھہرنے سے گناہ لازم آتا ہو بلکہ پڑھنے والے ہی کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ معنی سمجھ کر جہاں مناسب جانے ٹھہر جائے اور جہاں جی چاہے بلا کر پڑھے مگر یہ بات معنی سمجھنے پر موقوف ہے۔ اور بعد جناب رسول خدا خلفائے خود غرض کی کوشش صدیوں تک یہ رہی کہ عام مسلمان معنی قرآن سے آگاہ نہ ہوں بلکہ صرف اُس کے لفظوں کو پڑھ لیا کریں اس سبب سے علماء سے کہا گیا کہ وہ وقف کی کچھ علامتیں مقرر کریں کیونکہ یہ تو کسی سے ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ سارے قرآن مجید کو اول سے آخر تک بغیر دم لئے پڑھ جائے اس وجہ سے یہ علامتیں مقرر کی گئیں جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

نمبر ۵۱ دائرہ کی صورت کا حلقہ ہے جس کو نشان آیت کہتے ہیں اور احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب پیغمبر خدا ان مقامات پر جہاں جہاں کہ آیتیں لکھی ہیں وقف فرمایا کرتے تھے۔ اگر علماء کے نزدیک معنی کے خیال سے کسی آیت پر نہ ٹھہرنا اولے سمجھا گیا تو اس آیت پر لالکھ دیا گیا ہے۔ چونکہ قاریوں کے مابین تعداد آیات میں اختلاف ہے اور ہندوستان میں جس قاری کی قرأت جاری ہے وہ کوفہ کا باشندہ تھا اس لئے کوفیوں کے نزدیک جتنی آیتیں مسلم ہیں وہ سب دائرہ کی صورت میں لکھی جاتی ہیں۔ اور ان کی تعداد چھ ہزار دو سو چھتیس ہے ان کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے جس پر وقف کریں بالکل ٹھیک ہے اور اُسے پھر ملا کر پڑھنا ضروری نہیں۔

نمبر ۲ پانچ کے ہندسہ کی صورت کا سا حلقہ یہ اُس آیت کا نشان ہے جو کوفہ کے قاریوں کے نزدیک مسلم

نہیں۔ مگر دوسری جگہ کے قاری اُسے آیت سمجھتے ہیں اس کا حکم بھی آیت ہی کا سا حکم ہے۔

نمبر ۳۔ یہ وقف لازم کی علامت ہے یعنی یہاں نہ ٹھیرنے میں بعض جگہ معنی کے اس قدر بگڑ جانے کا اندیشہ ہے کہ سخت گناہ لازم آئے۔ مثال کے لئے دیکھو۔ سورۃ المومن دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۹۳ سطر ۶۔ پارہ ۲۲ رکوع ۵۔ وَكَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ الَّذِينَ فِيهَا يَكُونُونَ الْعُزَّةَ۔ باوجود آیت ہونے کے یہاں نہ لکھنا پڑا کہ اگر اس جگہ وقف نہ کیا جائیگا تو معنی بالکل بگڑ جائیں گے۔ قاریوں کا مقولہ یہ ہے کہ اگر خالی آیت لکھی ہو تو اُس پر بے تامل وقف کرنا چاہیے۔ اور اگر باوجود آیت کے کوئی دوسری علامت بھی لکھی ہو تو آیت کا حکم ساقط ہے اور اُس علامت کا جو نتیجہ ہونا چاہیے اس پر عملدرآمد کیا جائے۔

نمبر ۴۔ قاریوں اور اُن کے راویوں سے جہاں جہاں ممکن ہو علامت وقف آیات قرآنی میں بھی اس انداز سے قائم کیں کہ اپنے معتقدات کا ثبوت دیں۔ مثال کے لئے دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۹ سطر ۸ پارہ سوم سورۃ آل عمران رکوع ۱۔ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ۔ یہاں وقف کرنے سے یہ معنی ہوئے کہ اس کتاب کا اصلی مطلب سوائے خدا کے کوئی بھی نہیں جانتا۔ وقف قرار دینے والوں کا اصلی مطلب جناب رسول خدا اور آنحضرت کے اہلبیت کے علوم و فضائل کا جن کو وہ اپنے جاہل خلفاء کا تہ مقابل یا اُن سے بھی کم رتبہ قرار دینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ وقف وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ کے بعد ہونا چاہیے۔ جس سے یہ معنی پیدا ہوں گے کہ اس کتاب کے اصلی مطلب کو خدا جانتا ہے اور وہ لوگ جانتے ہیں جو علم میں مضبوط ہیں اور وہ یقیناً محمد و آل محمد ہیں۔

نمبر ۵۔ ط۔ یہ وقف مطلق کی علامت ہے یعنی دوسرے درجہ کا وقف ہے یہاں ٹھیرنے میں معنی کی خوبی پیدا ہوتی ہے اور بلا کر پڑھنے میں خرابی۔ گو اُس درجہ کی خرابی نہ ہو کہ جس سے گناہ لازم آتا ہے۔

نمبر ۶۔ ج۔ وقف جائز کی علامت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں ٹھیرنا اور نہ ٹھیرنا دونوں برابر ہیں۔

نمبر ۷۔ ز۔ یہ وقف مجوز کی علامت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض قاری اُس مقام پر جہاں حرف ز لکھا ہوا ہو ٹھیرنا تجویز کرتے ہیں اور بعض نہیں تجویز کرتے۔ لہذا بلا کے پڑھنا تو بہتر ہے اور اگر ٹھیرے۔ تو کوئی ہرج بھی نہیں۔

نمبر ۸۔ ص۔ یہ وقف مخصص کی علامت ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ دم بھی ٹوٹتا ہو تو اس پر ٹھیرے ورنہ نہ ٹھیرے بلکہ دم ٹوٹ گیا ہو اور مجبوراً ٹھیرا ہو تب بھی پیچھے سے کچھ کلمات بلا کر پڑھ لے۔

نمبر ۹۔ ق۔ یہ وقف قلیل کی علامت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت ہی کم ہیں وہ علماء جنہوں نے اس جگہ وقف کرنا جائز سمجھا ہو۔

نمبر ۱۰۔ ق۔ ان دونوں کا حکم مثل ق ہے۔

نمبر ۱۱۔ وقفہ۔

نمبر ۱۲۔ جہاں یہ لکھا ہو وہاں تلاوت میں وقف تو کرے مگر دم نہ توڑے۔

نمبر ۱۲۔ صلے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ جہاں یہ لکھا ہو وہاں وقف نہ کرے بلکہ بلا کر پڑھے۔ کیونکہ یہہ وصل اولے کا مخفف ہے۔

نمبر ۱۳۔ صلے۔ یہ اس کی علامت ہے کہ وقف بہتر ہے مگر بلا کر بھی پڑھ لو تو کوئی حرج نہیں۔

نمبر ۱۴۔ لا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ جہاں یہ لکھا ہو وہاں وقف ہرگز نہ کریں بلکہ بلا کر پڑھیں۔ کیونکہ بعض جگہ وقف کرنے میں معنی بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔

تنبیہ۔ کہیں کہیں علامت وقف کے ساتھ سم لکھا ہوتا ہے اس کا یہ منشاء ہے کہ جس وقف کی ساتھ یہ حرف لکھے ہیں وہ وقف ماوی نے کسی قاری سے سنا ہے۔ یعنی سم لفظ مسموع کا مخفف ہے۔

نمبر ۱۵۔ ع۔ اس علامت کا ہونا یہ بتاتا ہے کہ اس آیت پر رکوع ختم ہو گیا۔

نمبر ۱۶۔ م۔ ص۔ مختلف قرآنوں میں یہ علامتیں مختلف طریقوں سے درج کی جاتی ہیں۔ اور حاشیوں پر ان کی تشریح کے لئے کہیں الفاظ وقف منزل کہیں وقف النبئی کہیں وقف جبرئیل کہیں وقف غفران لکھ دیا جاتا ہے۔ وقف منزل کا یہ مطلب ہے کہ ابھی سلسلہ وحی جاری ہوتا تھا مگر تھوڑی دیر کے لئے سلسلہ کلام اس طرح منقطع کیا جاتا تھا جیسے کوئی دم لیا کرتا ہے۔ وقف النبئی سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت تلاوت کرنے میں ان مقامات پر ٹھہر کرتے تھے، وقف جبرئیل سے یہ مراد ہے کہ جبرئیل امین اپنی تلاوت کرنے میں ان مقامات پر ٹھہر کرتے تھے۔ اور وقف غفران سے یہ مراد ہے کہ تلاوت و قرآن مجید میں ان مقامات پر ٹھہرنے میں بعض گناہوں کی بخشش کا وعدہ کیا گیا ہے۔

## ذکر رموز

اوپر ہم ذکر کو عات میں دکھلا چکے ہیں۔ کہ بدعت تراویح قائم کرنے کے سبب آیتوں کی گنتی کس شان سے کی گئی اور عشرات و خمسات کیونکہ قائم ہوئے۔ پھر ذکر اوقاف میں یہ بھی دکھلا چکے ہیں کہ بعض مقامات کے قاری کسی جگہ آیت کو مانتے ہیں اور بعض اُس جگہ آیت کو نہیں مانتے۔ مثلاً بصرہ کے قاری علی العموم بسم اللہ الرحمن الرحیم کو جو اول لکھی ہے۔ علیحدہ آیت ہی نہیں شمار کرتے اسی طرح حروف مقطعات کی حالت ہے کہ بعض جگہ کوفہ کے قاریوں نے ان کو آیت شمار کیا ہے۔ اور بصرہ والوں نے نہیں کیا۔ لہذا کچھ اشارے تو اس بابت قرار دیئے گئے کہ کون سی آیت کس گروہ کے نزدیک ہے اور کون سی نہیں۔ اور کچھ اشارے اس کے قرار دیئے گئے۔ کہ عشرات و خمسات کس کس گروہ کے کس کس آیت پر ختم ہوتے ہیں۔ ذکر اوقاف میں یہ تو ہم نمبر میں دیکھا چکے ہیں کہ کوفہ والوں کے نزدیک جہاں جہاں آیت ہوئی وہاں گول حلقہ یا دائرہ بنا دیا جاتا ہے۔ اب جہاں ان کی پانچ آیتیں پوری ہوں گی وہاں آیت پرھ لکھ دی جاتی ہے۔ اور جہاں دس آیت ختم ہوں گی وہاں آیت پر سے لکھ دی جاتی ہے۔ بصریوں کے نزدیک جہاں پانچ آیتیں ختم ہوتی ہیں وہاں آیت پر خب لکھا جاتا ہے۔ جو خمسہ بصری کا مخفف ہے۔ اور جہاں بصرہ والوں کے نزدیک دس آیتیں ختم ہوتی ہیں وہاں آیت پر عب لکھا جاتا ہے جو عشرہ بصری کا مخفف ہے۔

ہے جہاں بصرہ والوں کے نزدیک آیت نہیں ہوتی اور کوفہ والوں کے نزدیک ہوتی ہے وہاں آیت پر لب لکھا جاتا ہے۔ جو بصرہ والوں کے نزدیک آیت اہل بصرہ کے نزدیک مستم ہے اور کوفہ والوں کے نزدیک نہیں ہے اس پر لب لکھا جاتا ہے جو آیت عند البصرین کا مخفف ہے اور جو آیت اہل بصرہ کے نزدیک مستم ہے اور کوفہ والوں کے نزدیک نہیں ہے اس پر لب لکھا جاتا ہے۔ یہ تو ہم اوقاف کے نمبر ۲ میں دکھا چکے ہیں کہ کوفہ والوں کے سوا اور مقامات کے قاریوں کی آیتیں پانچ کے ہندسہ کی صورت میں لکھی گئی ہے۔ اب اگر کوئی آیت مثلاً اہل مکہ کے نزدیک ہے تو اس پر مکہ اور اگر اہل مدینہ کے نزدیک مستم ہے۔ تو اس پر مد اور کل حجاز والوں کے نزدیک ہے تو ہمیں حروف میں لفظ آیہ حجازی اور اگر شام والوں کے نزدیک ہے تو حرف پیش یا لفظ آیہ شامی اور اگر عرص والوں کے نزدیک ہے تو یا صم یا لفظ آیہ حمصی لکھ دئے جاتے ہیں۔ یہ رموز لازم طور سے ہر قرآن مجید میں نہیں لکھے اور چھاپے جاتے۔ ذکر اس لئے کر دینا ضروری تھا کہ اگر کسی قرآن مجید میں کسی صاحب کی نظر سے ایسے رموز گزریں تو وہ ان کو سمجھ سکیں۔

## بیرہواں مقدمہ تلاوت کی کیفیت اور اس کے آداب

کتاب کافی میں بہ اسناد خود اسحاق ابن عمار سے روایت ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے قرآن مجید حفظ کر لیا ہے۔ اب یہ ارشاد ہو کہ آیا یہ بہتر ہے کہ میں اپنی یاد سے پڑھا کروں یا یہ افضل ہے کہ قرآن مجید میں دیکھ دیکھ کر پڑھا کروں۔ فرمایا کہ قرآن مجید میں دیکھ دیکھ کر پڑھنا افضل ہے۔ کیا تجھے یہ نہیں معلوم کہ خود قرآن مجید کا دیکھنا بھی تو عبادت ہے۔ (پھر اس عبادت سے محروم رہنا کیا معنی؟) نیز اسی کتاب میں بہ اسناد خود محمد ابن عبداللہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں تمام قرآن مجید ایک رات میں پڑھ لیا کرتا ہوں۔ فرمایا کہ مجھے تو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ تو ایک مہینہ سے کم میں ختم کر دے۔ نیز اسی کتاب میں بہ اسناد مختبر ابو بصیر سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا میں ماہ مبارک رمضان میں تمام قرآن مجید ایک رات میں پڑھ لیا کروں؟ فرمایا نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا اچھا تو میں نے عرض کیا کہ اچھا تین رات میں؟ اس وقت ہاتھ کے اشارے سے جتلیا کہ خیر۔ اس کا مضائقہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ اے ابو محمد! ماہ مبارک رمضان کی حرمت اور اس کا حق ایسا ہے کہ کوئی اور مہینہ اس سے دگاہیں کھاتا۔ اور اصحاب جناب رسول خدا کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے کوئی کوئی تو پورا قرآن مجید ایک مہینہ میں ختم کیا کرتا تھا اور کوئی کوئی کم میں بھی۔ اس کی کوئی حد نہیں بیان فرمائی اور پھر فرمایا مگر قرآن کو گھاس کی طرح نہیں کاٹنا چاہیے یعنی بکواس نہیں بنانا چاہیے۔ بلکہ سمجھ سمجھ کر اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے۔ اور جب تمہارا گذر کسی ایسی آیت پر سے ہو جس میں جنت کا ذکر کیا گیا ہو

تو وہاں ٹھہر کر خدائے تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور جب تمہارا گدرا ایسی آیت پر سے ہو کہ جس میں جہنم کا ذکر ہو تو وہاں ٹھہر کر خدائے تعالیٰ سے جہنم کی آتش سے پناہ مانگو۔ نیز اسی کتاب میں بہ اسناد معتبرہ عبد اللہ ابن سنان سے منقول ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول و **رَبِّلْ اَنْعُرَانِ تَرْتِيْلًا** کا مطلب دریافت کیا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اُس کو ایسا سمجھو اور سمجھاؤ جیسا کہ سمجھنے اور سمجھانے کا حق ہے۔ نہ تو اُس کو شعر کی طرح جلدی کر کے پڑھو اور نہ نثر کی طرح اُس کے کلمات کو ایسا پراگندہ کرو جیسے کہ ریت کے ڈرے پر اگندہ ہوتے ہیں۔ بلکہ اپنے سخت دلوں کو اُس کے ذریعے سے ڈراؤ۔ اور تم میں سے کسی کی کوشش یہ نہ ہو کہ کسی طرح سورہ کو جلدی سے ختم کر کے اپنا بیچا چھڑائے۔ دوسری روایت میں ہے کہ خود جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے ترتیل قرآن کی بابت سوال کیا گیا تھا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے حفظ و قوف اور بیان حروف۔

**قول مترجم بغير ضلح**۔ (حفظ و قوف کا مطلب یہ ہے کہ وقف تام وقف کافی وقف حسن کو پہچان کر ان پر ٹھہرنا اور بیان حروف سے یہ مطلب ہے کہ حروف کی جتنی صفتیں علم تجوید میں بیان ہوئی ہیں ان کو سمجھ کر ان کے مطابق حروف کو ادا کرنا) اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ترتیل قرآن کا مطلب یہ منقول ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر اور خوش آوازی کیساتھ تلاوت کرنا۔ نیز انہیں حضرت باسناد معتبرہ منقول ہے کہ قرآن مجید جن کیساتھ نازل کیا گیا ہے اس میں بھی اُسے محزون اور غمور ہجھ سے پڑھو انہیں حضرت ابو اسناد معتبرہ منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ہر چیز کیلئے ایک زیور ہوتا ہے اور قرآن مجید کا زیور خوش آوازی ہے۔ انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام قرآن مجید اس خوش آوازی سے پڑھتے تھے کہ دروازے پر سے گزرنے والے سقے (بھری مشکیں کندھے پر لئے ہوئے) ویر تک کھڑے ہوئے حضرت کی قرأت سنا کرتے تھے۔ نیز جناب امام محمد باقر علیہ السلام بھی نہایت ہی خوش آواز تھے۔ باسناد معتبرہ علی ابن محمد توفلی سے روایت ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام کے حضور میں خوش آوازی کا ذکر آیا تو حضرت نے فرمایا کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام قرآن مجید کی تلاوت فرماتے ہوتے تھے تو اکثر ایسا ہوتا کہ راہ گیر حضرت کی خوش آوازی سے بیہوش ہو کر گر جاتے اور اگر امام اپنی خوش آوازی کا اظہار کریں تو لوگ اُس کی برداشت ہی نہ کر سکیں۔ علی ابن محمد کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی کہ آیا جناب رسول خدا لوگوں کو نماز نہیں پڑھاتے تھے اور اُس میں بلند آواز سے قرآن مجید نہیں پڑھتے تھے (مطلب اس سوال کا یہ تھا کہ ان کا مرتبہ تو آئینہ علیہم السلام سے کہیں زیادہ ہے تو کیا وہ اسی مرتبہ کے خوش آواز نہ تھے کہ لوگ ان کی آواز سے بیہوش ہو جاتے بلکہ مر جاتے) امام علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جناب رسول خدا اپنے اخلاق کریمانہ سے لوگوں پر اتنا ہی بار ڈالتے تھے جتنا کہ وہ برداشت کر سکتے۔ نیز بہ اسناد معتبرہ ابو بصیر سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ جب میں قرآن مجید پڑھتا ہوں اور میری آواز اس کی تلاوت کے ساتھ بلند ہوتی ہے تو شیطان مجھ سے آکر یہ کہتا ہے کہ تو ربا کاری کر رہا ہے کہ اپنے کنبہ والوں کو اور لوگوں کو اپنی آواز سنانا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔

کہ اُسے ابو محمد۔ تم ایسی قرأت سے بڑھا کر وجود و نون قرأتوں کے بین بین ہو کہ تمہارے بال بچے بھی سنا کریں اور قرآن کو خوش آوازی سے ادا کیا کرو اس لئے کہ خدائے تعالیٰ اُس خوش آوازی کو دوست رکھتا ہے جو اُس کے کلام کی درستی میں صرف کی جائے۔ بہ استاد معتبرہ عبد اللہ ابن سنان سے روایت ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ کہ تم قرآن مجید کو عرب کے لحن اور عرب کی آواز کے بموجب پڑھا کرو اور گنگہ گاروں اور گوئیوں وغیرہ کی پیروی سے بچتے رہو اس لئے کہ میرے بعد ایسے لوگ بھی آئیں گے جو قرآن مجید کو گوئیوں کے انداز سے نوحہ خوانوں کے انداز سے اور تک دنیا کر نیوالوں کے لئے گایا کریں گے۔ الفاظ قرآن اُن کی زبان ہی پر ہوں گے۔ مطلب اُن کے دلوں میں نہ اُترے گا۔ اور خود اُن پر ٹھننے والوں کے دل اور اُن لوگوں کے دل جو اُن کی حالت کو تعجب سے دیکھنے والے ہوں گے اُلٹے ہوئے ہوں گے۔ نیز جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ قرآن مجید کو اپنی آوازوں سے زینت دیا کرو۔ نیز انہیں حضرت سے منقول ہے کہ قرآن مجید حزن کے ساتھ نازل کیا گیا اور جس وقت تم اس کی قرأت کرو تو رو یا کرو۔ اور اگر تم کو رونا نہ آئے تو اپنے آپ کو رونے پر آمادہ کیا کرو۔ اور قرآن کے لئے آواز بنایا کرو اور جو قرآن کے لئے اپنی آواز کو درست نہ کرے وہ ہمارے گروہ سے خارج ہے۔

صاحب تفسیر مجمع البیان فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں آواز بنانے کا تو ذکر آیا ہے تو اُس کا اصلی لفظ یہ ہے۔ نَعْنُو اِجہ جس کے معنی بعض علماء نے یہ لئے ہیں کہ قرآن مجید ہی کو کافی سمجھو مگر اکثر علماء نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ آواز کو زینت و وسوسن و بُکا کی طرف مائل کرو۔ صاحب تفسیر صافی یہ فرماتے ہیں کہ ان تمام حدیثوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ تلاوت قرآن مجید کے لئے نہ فقط آواز کو بنانا اور اس کو عمدہ لحن سے ادا کرنا جائز ہی ہے۔ بلکہ مستحب ہے۔ اور جس غنا کی مخالفت آئی ہے اس کا ذکر اُسے بھی آئیگا۔ اُس سے مراد اُن مطربوں اور گوئیوں کے لحن ہیں جو معصومین علیہم السلام کے زمانہ میں گنگہ گار لوگوں میں رائج تھے۔ جیسا کہ سلاطین بنی اُمیہ اور بنی عباس کہ اُن کے ہاں عورتیں بھی گاتی تھیں اور مرد بھی گاتے سجاتے تھے۔ کئی قسم کے لکڑیوں کے باجے تھے۔ جن کو بجا بجا کر بہت سے لغویات اُن کے ساتھ گائی جاتی تھیں۔ اسی مد میں قرآن مجید کو بھی شامل کیا جاتا تھا۔ چنانچہ من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے ایسی لوٹدی کے خریدنے کے بارے میں سوال کیا کہ جس کی آواز بہت اچھی تھی فرمایا کہ اگر تو اُس کو اس غرض سے خریدے کہ وہ تجھے جدت یا دولتے تو کچھ حرج نہیں۔ مطلب حضرت کا یہ تھا کہ وہ اپنی اس خوش آوازی کو قرآن مجید کے پڑھنے میں صرف کرے اور ایسے کلام کے پڑھنے میں جس میں زہد کی تعلیم ہو۔ با فضائل معصومین علیہم السلام میں تو یہ نہ غنا ہے نہ ممنوع۔ اب راغنا وہ حرام ہے اور اُس سے بچنا لازم ہے۔ کافی اور تہذیب الاحکام میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اُس گانے والے کی اُجرت دینے کا کچھ مضائقہ نہیں جو شادی کے گھر میں گائے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مردوں کے سامنے نہیں۔ فقط عورتوں عورتوں کے سامنے۔ اس مطلب کی اور بھی حدیثیں ہیں۔ صاحب من لا یحضرہ الفقیہ



نے یہ فرمایا کہ حلت و حرمت کی بنا اس پر موقوف ہے کہ گایا کیا گیا۔ اور ایک حدیث سے یہ پایا گیا کہ اجنبی عورت کی آواز کا سننا اور مردوں کو سننا ناقضاً حرام ہے۔

**قول مترجم۔** ہندوستان میں جو عورتیں گانے کا پیشہ کرتی ہیں ان کے گلنے کے مضامین اغزیلیں اور گیت، پٹے اور ٹھمریاں بارہ ماہ سے اور ٹونے وغیرہ ہزلیات سب مذہب میں داخل ہیں۔ دوسرے چونکہ وہ بھیا بازار میں بے پردہ نکلنے والیاں ہوتی ہیں اس لئے پردہ نشین عورتوں کو ان کے سامنے آنا ان سے باتیں کرنا، ان کو پاس بٹھانا ویسا ہی ناجائز ہے جیسا کہ نامحرم اور اجنبی مردوں کو۔ عرب کا قیاس ہندوستان پر نہ کرنا چاہیے۔ وہاں کل عورتیں ادنیٰ اور اعلیٰ خواہ کوئی جائز پیشہ کرتی ہوں سب شرعی پردہ کی پابند ہیں۔ حتیٰ آنکہ جنگل کے رہنے والے بدوں کی عورتیں بھی۔

مصباح الشریعت میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جو شخص قرآن مجید پڑھے اور خشوع و خضوع نہ کرے دل اس کا نرم نہ ہو آواز سے اس کی حزن پیدا نہ ہو تو اس نے خدائے تعالیٰ کی شان میں اہانت کی اور سخت نقصان اٹھایا۔ لہذا قاری قرآن کو تین چیزوں کی ضرورت ہے قلب دل خاضع و خاشع ہو۔ نفس فارغ ہو اور مکان خالی ہو تو جس وقت انسان کا دل خدا کے لئے خاضع و خاشع ہوگا تو شیطان الرجیم بھاگ جائے گا۔ اور جب اس کا نفس اور بات سے فارغ ہوگا تو اس کا ارادہ قرأت قرآن کے لئے خالص ہو جائے گا۔ تو اس وقت کوئی اور چیز عارض نہ ہوگی۔ جو اس کو قرآن مجید کے نور اور اس کے فوائد سے محروم رکھے۔ اور اگر ان دو باتوں کے باوجود مکان بھی خالی ہوگا اور لوگوں سے الگ رہے گا تو اس کی روح اور اس کا باطن خدائے تعالیٰ سے مانوس ہوگا۔ اور اس کو تلاوت کی حلاوت حاصل ہوگی۔ جو خدا کے نیک بندوں کو خدائے تعالیٰ کی مخاطبہ سے حاصل ہوا کرتی ہے۔ اور اس علم سے کہ اس کے لطف ان لوگوں پر کس قدر ہیں اور ان کو اس کے حضور میں کیسی خصوصیتیں حاصل ہیں۔ اس نے کس کس طرح سے اکرام فرمایا ہے۔ اور کیسے کیسے نفیس اشارے کئے ہیں۔ پس جو شخص اس گھاٹ کا پانی پی لیگا وہ اس حالت کے مقابل دوسری حالت کو اور اس وقت کے مقابل دوسرے وقت کو کبھی ترجیح نہ دے گا۔ بلکہ اس کو ہر طاعت و عبادت کے مقابل میں اختیار کیا کرے گا۔ اس لئے کہ تلاوت قرآن میں اپنے پروردگار سے بلا کسی واسطے کے راز کی باتیں کرتا ہے۔ پس ہمیشہ غور کرے کہ تم اپنے پروردگار کی کتاب اور اس کی حکومت کے فرمان کو کس طرح پڑھتے ہو۔ اور اس کو ادا کرو اور وہی کو کیونکر قبول کرتے ہو۔ اور جو حد و اور سزائیں اس نے مقرر کی ہیں اس کو کیسا جانتے ہو کیونکہ وہ ایسا زبردست نوشتہ ہے کہ نہ گذشتہ کے متعلق اس کی خبریں غلط ہیں اور نہ آئندہ کے متعلق غلط ہوں گی۔ وہ صاحب حکمت اور لائق تعریف خدا کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔ پس اس کو ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ بچھ کر پڑھا کرو اور اس کے وعدہ و وعید پر بٹھرا کرو۔ اور اس کی مثالوں اور نصیحتوں پر غور کیا کرو۔ اور اس بات سے بچتے رہا کرو کہ اس کے حروف تو قائم رکھو اور معنی کو کھو بیٹھو۔ نیز اس ہی حضرت سے یہ بھی روایت ہے کہ خدا کی قسم خدائے تعالیٰ نے اپنی مخلوق کیلئے اپنے کلام میں ظاہر ہوا لیکن ان کو سوجھتا

ہی نہیں۔ ایک مرتبہ نماز پڑھنے میں حضرت پر ایسی حالت طاری ہوئی تھی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے۔ جب ہوش آیا تو لوگوں نے اُس کا سبب دریافت کیا۔ تو فرمایا کہ میں اس آیت کو بار بار پڑھتا تھا تا کہ اپنے قلب پر اس کا اثر پیدا کروں اور اپنے کانوں کو یہ کلام سناؤں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے خود صاحب کلام سے یہی آیت سنی۔ اور میرا جسم اُس کی قدرت کی توجہ کی برداشت نہ کر سکا۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ علاوہ ان باتوں کے جو احادیث میں بیان ہوئیں تلاوت کے کچھ اور بھی آداب ہیں۔ ازاں جمہلہ کچھ تو ظاہری ہیں جیسے طہارت یعنی غسل و وضو و تیمم حسب ضرورت کرنا۔ دوسرے قرآن مجید شروع کرنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا تیسرے قرآن مجید کی عظمت کرنا۔ چوتھے اس کے آزل و آخر کی دعائیں پڑھنا وغیرہ اور کچھ اُس میں سے باطنی ہیں۔ جیسے حضور قلب غور و فکر کرنا معنی سمجھنا اور جو چیزیں معنی سمجھنے سے روکنے والی ہوں اُن کو دور کرنا۔ ہر خطاب کا اپنے نفس کو مخاطب جاننا مختلف آثار سے اپنے قلب پر اثر پیدا کرنا اور اپنے قلب کو اس حد تک متوجہ کرنا کہ یہ سمجھنے لگے کہ اس کلام کو میں خدا سے سن رہا ہوں اپنی زبان سے نہیں سن رہا۔ خدائے تعالیٰ کی قدرت و قوت کے مقابلہ میں اپنی قوت کو ہیچ سمجھنا۔ اپنے دل کو اس کی ہر مشیت کے تابع ہونے پر راضی کر لینا۔ اور کلام و متکلم کی عظمت کا سکہ اپنے دل پر بٹھا لینا۔ وغیرہ

## پہلو سوال مقدمہ

آیتوں کی تفسیر وغیرہ سمجھنے کے لئے جو اصطلاحیں مقرر کر دی گئی ہیں ان کا بیان اور حواشی قرآن مجید اور ضمیمہ اور جو کچھ لکھا گیا ہے اُس کو یاد کر لیا جائے تاکہ مطالب کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔

ہم نے اپنے قرآن مجید اور حائل شریف میں جو ترجمہ درج کیا ہے وہ متعدد تفسیروں کو اور اُن حدیثوں کو دیکھ کر کیا ہے جو مختلف آیات کی تفسیر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں تفسیر کے معنی ہی یہ ہیں کہ قائل کے کلام کا اصل مطلب بیان کرنا چونکہ اس کلام کا قائل و متکلم خود پروردگار عالم ہے تو اس نے کسی کلمہ سے یا کسی جملہ سے کیا مقصد رکھا ہے۔ اور کیا مطلب لیا ہے اس کو یاد وہ خود جانتا ہے یا جناب رسول خدا جانتے ہیں۔ جن پر بذریعہ وحی کے یہ کلام نازل فرمایا۔ اور اپنی مخلوق کو اپنی کے ذریعہ سے پہنچایا۔ یا وہ حضرات جانتے ہیں جن کے سپرد اس کا علم جناب رسول خدا نے فرمایا۔ لہذا جس آیت کی تفسیر کی ضرورت ہوئی ہم نے قرآن مجید میں تو صفحہ وار اس پر نمبر ڈالے اور اسی صفحہ کے حاشیہ پر حتی الامکان معصومین کی روایات سے

اس کی تفسیر لکھ دی۔ ایک صفحہ کا مطلب دوسرے پر نہیں جانے دیا۔ جہاں تفصیل کی ضرورت ہوئی۔ وہاں ضمیمہ کا حوالہ دیا۔ اور ضمیمہ میں قرآن مجید کے اس صفحہ کا اور نوٹ کے اس نمبر کا حوالہ دے کر بقیہ روایت یا تفصیل ضمیمہ میں درج کر دی۔ اور حائل شریف میں ان آیات پر جو تفسیر کی محتاج ہیں سورہ دار نمبر دئے ہیں۔ اور ان نمبروں کے حساب سے تفسیر اہلبیت میں وہ سب کچھ درج کیا گیا ہے جو بڑے قرآن مجید کے حاشیوں میں اور ضمیمہ میں درج کیا گیا۔ پھر جو روایت جس کتاب سے لی گئی ہے اس کتاب کا ذکر اقل کر دیا گیا۔ اور تشریح مطلب کے لئے اپنی طرف سے جو کچھ بڑھایا ہے اس پر قول مترجم اقل لکھ دیا ہے۔ وَ مَا تَوْفِيقِي اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَّ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ؕ

قرآن مجید کی کل سورتوں کے اور بعض آیات کے وہ خواص و فضائل جو جناب رسول خدا ﷺ اور آئمہ ہدیٰ کی صحیح صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں :-

## خواص و فضائل سورۃ فاتحہ و بسم اللہ

(پارہ نمبر ۱)

تہذیب الاحکام میں شیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمہ اللہ نے بہ اسناد خود محمد بن محبوب سے اور انہوں نے عباس سے اور انہوں نے محمد بن ابو عمیر سے اور انہوں نے ابی ایوب سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس آیت وَ كَقَدْ اتَيْنَكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَةَ (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۳۵ سطر ۱) میں یہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي کیا چیز ہے آیا یہی سورۃ فاتحہ ہے۔ فرمایا ہاں یہی ہے۔ میں نے عرض کی کہ بسم اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بھی ان ہی سات میں داخل ہے۔ فرمایا ہاں داخل ہے۔ اور ان سب میں افضل بھی ہے اسی کتاب میں بہ اسناد معتبرہ محمد بن احسین سے اور انہوں نے محمد بن حماد بن زیاد سے اور انہوں نے عبد اللہ ابن یحییٰ الکاہلی سے اور انہوں نے خود جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ خدائے تعالیٰ کے اسم اعظم سے اس سے زیادہ قریب ہے۔ جتنی آنکھ کی سیاہی اس کی سفیدی سے۔ محمد بن علی ابن بابویہ القمی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن القاسم مفسر نے جو ابو الحسن الجوزجانی رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں یہ حدیث بیان کی۔ اور انہوں نے بجائے خود یہ کہا کہ مجھ سے یوسف ابن محمد ابن زیاد اور علی ابن محمد ابن سیار نے یہی حدیث اپنے اپنے والد کی روایت سے بیان کی اور ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم سے حسن ابن علی نے اپنے والد علی ابن محمد کی روایت سے اور انہوں نے اپنے والد محمد ابن علی کی روایت سے اور انہوں نے اپنے والد ماجد جناب امام رضا علیہ السلام سے اور ان حضرت نے بواسطہ اپنے آباؤ اجداد کے سلسلہ بسلسلہ خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ وہ حضرت فرماتے ہیں کہ بسم اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورہ فاتحہ کتاب کی ایک آیت ہے اور اس سورہ کی کل سات آیتیں ہیں۔ یہ سات بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر ہوتی ہیں۔ میں نے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اے محمد میں نے تم کو سات بزرگ آیتیں اور قرآن العظیم عطا فرمایا۔ پس خدائے تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کتاب کے ذریعہ مجھ پر خاص احسان کیا اور اس کو تمام قرآن عظیم کا حد مقابل قرار دیا۔ اور سورہ فاتحہ کتاب عرش الہی کے حزانوں میں سے سب سے بہتر ہے۔ اور خدائے عزوجل نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ کو اس سورہ کے ساتھ مخصوص و مشرف فرمایا۔ اور اپنے انبیاء میں سے اس میں کسی کو آنحضرت کا شریک نہیں کیا۔ سوائے حضرت سلیمان علیہ السلام کے کہ ان کو اس سورت کی صرف ایک آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم عطا فرمائی تھی۔ جیسا کہ بلقیس کے واقعہ میں خود بیان فرماتا ہے

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَأْمُورُ إِنِّي أُلْقِيَ كِتَابٌ كَرِيمٌ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 أَلَّا تَعْلَمُونَ عَلِيٍّ وَأَتُونِي مَسْلُومِينَ (دیکھو مقبول ترجمہ ۵۵۵ء سطر) خبردار ہو جاؤ۔ جو شخص بھی سورہ فاتحہ کی تلاوت اس حال میں کرے گا کہ جناب محمد مصطفیٰ اور ان کی پاک و پاکیزہ آل کی ولایت کا اعتقاد رکھتا ہو ان کے احکام کا مطیع ہو اور ان کے ظاہر و باطن پر ایمان رکھتا ہو تو خدائے تعالیٰ اس کو اس سورت کے ایک ایک حرف کے بدلے اس کو اتنا کچھ عطا کرے گا جو خود دنیا سے بھی افضل ہوگا اور دنیا میں جتنی قسم کے مال اور جو جو اچھی چیزیں ہیں ان سب سے بھی افضل ہوگا۔ اور جو شخص کسی پڑھنے والے کو سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے توجہ سے سنے گا اسے اتنا ہی ثواب ملیگا جتنا کہ خود پڑھنے والے کو۔ پس تم میں سے ہر ایک کو لازم ہے کہ اس خیر جاری سے جتنا زیادہ نفع اٹھا سکے۔ اٹھائے۔ اس کو مال عنیمت تصور کرے ایسا نہ ہو کہ اس کا وقت جاتا رہے۔ اور پھر تمہارے دلوں میں حسرت ہی حسرت باقی رہ جائے۔ علامہ ابن بابویہ نقی علیہ الرحمہ حدیث مرسل میں بیان کرتے ہیں کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے یہ عرض کیا گیا تھا کہ یا امیر المؤمنین ہمیں بتلائیے کہ آیا بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ کا جزو ہے فرمایا ہاں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پڑھا کرتے تھے۔ اور اسے سورہ فاتحہ ہی کا جزو شمار فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي سے سورہ فاتحہ کتاب مراد ہے۔ کافی میں محمد بن یعقوب کلینی نے علی ابن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد ماجد سے انہوں نے ابو عمیر سے انہوں نے معاویہ ابن عمار سے انہوں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر سورہ حمد کسی مردہ پر ستر مرتبہ پڑھی جائے۔ پھر خدائے تعالیٰ اس کی رُوح اس کے بدن میں لوٹا دے تو یہ کوئی عجیب بات نہ ہوگی۔ اسی کتاب میں محمد بن یحییٰ سے روایت ہے انہوں نے احمد ابن محمد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے محمد بن اسمعیل ابن یزید سے انہوں نے عبداللہ ابن الفضل سے حدیث مرقومہ میں بیان کیا کہ معصومین نے فرمایا کہ سورہ حمد جس درو پر ستر مرتبہ پڑھی جائے گی اس کو ضرور سکون ہو جائیگا۔ اسی کتاب میں محمد بن یحییٰ سے روایت ہے انہوں نے احمد بن محمد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے محمد ابن سنان سے اور انہوں نے سلمہ ابن حرز سے روایت کی ہے سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے خود جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ جس مریض کو سورہ حمد سے آرام نہ ہوگا اس کو

اور کسی چیز سے آرام نہ ہوگا۔ ابن بابویہ القمی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی اور ان کے والد ماجد کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد ابن یحییٰ عطار نے بیان کی اور ان سے محمد ابن حسان نے بیان کی اور ان سے اسمعیل ابن ہریران نے بیان کی اور وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے یہ حدیث حسن ابن علی ابن ابی حمزہ بطنائی نے اپنے والد ماجد سے سن کر بیان کی۔ اور ان کے والد ماجد فرماتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا اسم اعظم اُمّ الکتاب یعنی سورہ فاتحہ میں پھیلا ہوا ہے۔ علامہ مذکور بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یہ حدیث محمد ابن الحسن ابن احمد ابن الولید نے بیان کی اور وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ حدیث محمد ابن یحییٰ العطار نے یہ روایت احمد ابن محمد بن عیسیٰ سے بیان کی۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد ابن سنان نے یہ روایت جناب امام ہمام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے بیان کی کہ حضرت نے یہ ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم خدائے تعالیٰ کا اسم اعظم ہے اس سے زیادہ قریب ہے۔ جیسا کہ آنحضرت کی سیاہی اس کی سفیدی سے علیٰ ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں ابن اُزینہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اس بات کی سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اُس کو ہر موقع پر بلند آواز سے پڑھا جائے۔ اور یہی وہ آیت ہے جس کے بارے میں خدائے عزوجل فرماتے ہیں۔ وَإِذَا ذُكِرْتِ رَبِّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَوْ عَلَىٰ آدْبَارِهِمْ نُفُورًا ۝۱۰۰ (سورہ ۱۰۰) اسی تفسیر میں ہے کہ مجھ سے حسن ابن علی ابن فضال نے یہ حدیث بیان کی اور ان سے علی ابن عقبہ نے اور ان سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ابلیس ایک تو اُس وقت چنچا ہے کہ جبکہ رسولوں کو ایک عرصہ گزرنے کے بعد خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث رسالت فرمایا اور دوسرے جبکہ اُمّ الکتاب یا سورہ حمد نازل فرمائی۔ ابو النصر محمد ابن مسعود العیاشی اپنی تفسیر میں یہ اسناد معتبرہ حسن بن علی بن ابی حمزہ البطنائی سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا اسم اعظم اُمّ الکتاب یعنی سورہ فاتحہ میں پھیلا ہوا موجود ہے۔ نیز محمد ابن سنان سے روایت کی ہے اور انہوں نے جناب ابو الحسن موسیٰ ابن جعفر اکاظم علیہما السلام سے آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرے والد ماجد نے راہل جماعت کے مشہور امام ابو حنیفہ سے دریافت فرمایا کہ وہ سورہ کوئی ہے کہ جس کے اول میں تعریف خراب ہے اور جس کے اوسط میں اُس کی جناب میں اظہارِ خلوص اور اُس کے آخر میں اُس سے دعا تو ابو حنیفہ حیران رہ گیا۔ پھر عرض کرنے لگا میں نہیں جانتا۔ اس پر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سورہ سورہ حمد ہے۔ کہ اول میں اُس کے خدائے تعالیٰ کی تعریف ہے اور بیچ میں اُس کے بندہ کا اظہارِ خلوص (متعلق عبادت استعانت) اور آخر میں اُس کے دعا ہے۔ اسی تفسیر میں یونس ابن عبد الرحمن نے کسی صحابی سے یہ حدیث مرفوع بیان کی ہے۔ وہ صحابی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِیُّہِ وَلَقَدْ اَتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمُثَانِي وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ کی تفسیر دریافت کی تو حضرت نے فرمایا کہ سَبْعًا مِّنَ الْمُثَانِي سے سورہ الحمد مراد ہے اور اُس کی سات آیتیں

ہیں۔ مجملہ اُن کے بسم اللہ الرحمن الرحیم پھلی ہے اور اس سورۃ کا نام مثانی اس لئے رکھا کہ ہر نماز کی پہلی دونوں رکعتوں میں یہ لازم طور سے پڑھی جاتی ہے اسی تفسیر میں ابو حمزہ سے روایت کی ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ عوام الناس نے خدائے تعالیٰ کی کتاب میں جو سب سے زیادہ معزز آیت ہے یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم اس کو چُرا لیا یعنی نمازوں میں اُس کا اظہار نہیں کرتے۔ حالانکہ لازم یہ ہے کہ ہر امر کے شروع میں خواہ وہ امر بڑا ہو یا چھوٹا بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنی چاہیے تاکہ اُس کلام میں برکت ہو جائے۔ صفوان جمال سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ خدائے تعالیٰ نے آسمان سے کوئی نوشتہ ایسا نہیں اتارا جس کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ ہو اور کسی سورۃ کا ختم ہونا اور اُس سے اگلی سورۃ کا اُترنا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ تو ابو حمزہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بالبحر یعنی بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔ اور مشرک جب اسے سنتے تو دم و باکر بھاگتے۔ اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَإِذَا ذُكِرْتِ رَبِّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحُذِّكَ وَالْوَاغِلَ آذِبَارِهِمْ نَفُورًا (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۵ سطر ۱) ابن عرزا دیبیاں کرتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی جماعت کو نماز پڑھانے کے لئے امام بن کر کھڑا ہوتا ہے تو ایک شیطان اُس شیطان کے پاس آتا ہے جو اُس امام سے قریب ہوتا ہے اور اُس سے دریافت کرتا ہے کہ آیا اُس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم بالبحر پڑھی یا نہیں۔ اگر وہ جواب دیتا ہے کہ ہاں پڑھی تو وہ شیطان اُس کے پاس سے بھاگ جاتا ہے اور اگر وہ کہتا ہے نہیں تو وہ آنے والا شیطان اسی امام جماعت کی گدی پر سوار ہو جاتا ہے اور اپنے دونوں پاؤں اس کے سینہ پر لٹکا لیتا ہے اور جب تک کہ وہ اپنی نماز سے فارغ نہ ہوں یہی شیطان اُن کا امام بنا رہتا ہے۔ عبد الملک ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ابلیس چار مرتبہ رویا ہے اول اُس دن جس دن اُس پر لعنت کی گئی۔ دوسرے جب وہ زمین پر پٹکا گیا۔ تیسرے جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت کے سلسلہ کو گزرے ہوئے ایک عرصہ ہونے کے بعد بیوٹ پر رسالت ہوئے۔ چوتھے جب ام الکتاب یعنی سورۃ الحمد نازل کی گئی۔ اور دوسرے اس نے خدائے تعالیٰ سے کہا۔ ایک تو اس وقت جبکہ آدم علیہ السلام نے شجر ممنوعہ کے ہم جنس شجر کا پھل کھا لیا۔ اور دوسرے جب آدم علیہ السلام زمین کی طرف اتار دئے گئے۔ یہ بھی فرمایا کہ ابلیس پر لعنت آدم و حوا کو دھوکہ دینے کے سبب سے بھی کی گئی۔ اسمعیل ابن ابان نے یہ حدیث مرفوعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری سے فرمایا تھا۔ کہ اے جابر آیا تجھے میں وہ آیت نہ سکھاؤں جو کتاب خدا میں سب سے افضل ہے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ جابر نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قدا ہو جائیں۔ مجھے وہ ضرور ہی تعلیم کیجئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت نے اُن کو ام الکتاب یعنی سورۃ حمد

تعلیم فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے جابر کیا میں اس سورۃ کے متعلق تم کو کوئی خبر دوں؟ انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ ضرور خبر دیجئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ سورۃ موت کو چھوڑ کر اور ہر مرض کے لئے شفا ہے۔ سلمہ ابن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس مریض کو سورۃ حمد شفا نہ دے اس کو کوئی اور چیز شفا نہ دے گی۔ ابو بکر الحفصی کا بیان ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کو کوئی حاجت پیش آئے تو دو رکعت نماز پڑھو جس میں اَلْمُتَّانِی اور ایک اور سورۃ کی قرأت کرو پھر خدا سے دعا مانگو۔ میں نے عرض کی۔ خدا حضور کا بھلا کرے۔ یہ اَلْمُتَّانِی کیا چیز ہے؟ فرمایا سورۃ فاتحہ کتاب ہے جو یوں شروع ہوتی ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ عیسیٰ ابن عبد اللہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے عیسیٰ کے دادا سے اور انہوں نے جناب امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ لوگ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں کہ آیا وہ کتابِ خدا کی آیت ہے یا نہیں۔ بنا اس کی یہ ہے کہ شیطان نے ان کے دلوں پر قابو پالیا ہے اور بہترین آیت کی وقعت ان کے دل سے کھو دی۔ اسمعیل ابن مہرام کہتے ہیں کہ جناب امام ابو الحسن علی ابن موسیٰ سے ایضا علیہ السلام نے فرمایا کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ خدائے تعالیٰ کی اسمِ اعظم سے اُس سے زیادہ قریب ہے جتنی آنکھ کی سیاہی اُس کی سفیدی سے ملی ہوئی ہے۔ سلیمان جعفری کا بیان ہے۔ کہ میں نے جناب امام رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی زوجہ کے پاس جانا چاہے تو لازم ہے کہ اُس سے پہلے اظہارِ محبت بہت کرے۔ کہ یہ بات اُس کے دل کو موہ لے گی اور اس کی طبیعت میں اگر کوئی نفرت یا رنج ہے تو اُس کو نکال دے گی۔ پھر جب مباشرت کا قصد کرے تو تین مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ضرور پڑھ لے۔ پھر اگر قرآن کی کوئی اور آیت بھی اُس کو یاد آئے اور وہ بھی پڑھ لے تو بہتر ورنہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کافی ہے۔ اُس وقت حضرت کے دربار میں جو لوگ حاضر تھے ان میں ایک بلبل اُٹھا۔ یا بن رسول اللہ تو اگر وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ لے گا تو کافی ہو جائے گا۔ فرمایا کہ اے شخص یہ تو بتا کہ کتابِ خدا کی سب سے بڑی آیت ہے کون سی اُس نے عرض کی ہے تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (فرمایا پھر کافی کیوں نہ ہو گی) خالد ابن مختار نے بیان کیا کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو سنا یہ فرماتے تھے کہ خدا آپ کو غارت کرے انہیں ہو کیا گیا ہے۔ کہ کتابِ خدا کی سب سے بڑی آیت کی توہین کا ارادہ کر لیا۔ اور یہ گمان کر لیا کہ اُس بلند آواز سے پڑھنا بدعت ہے وہ بزرگ اور منطوم آیت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔

تنبیہ۔ سند بصرہ بالا روایتوں میں سے جن کے ساتھ کسی کتاب کا نام نہیں لیا گیا تفسیر عیاشی سے لی گئی ہیں۔

اعالی۔ جناب الشیخ محمد ابن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سند معتبر فرمایا ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو کوئی بیماری ہو اس کی پیشانی پر سات مرتبہ سورۃ حمد پڑھیں اگر وہ مرض

جاتا رہے تو فہم نہیں تو پھر ستر مرتبہ پڑھیں۔ میں اس بات کا ضامن ہوں کہ مریض کو آرام ہو جائیگا۔  
**تنبیہ**۔ اگر آرام ہونے والا نہ ہوگا تو کیا عمل ہی یاد نہ آئے گا۔ یا تکمیل ہی کو نہ پہنچے گا۔ جامع الاخبار  
 میں حضرت عبد بن مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو  
 یہ منظور ہو کہ اللہ اُسے جہنم پر جو انیس موکل ہیں ان سے محفوظ رکھے تو اسے بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 کا زیادہ و رد رکھنا چاہیے۔ کہ اس کے بھی انیس ہی حرف ہیں اور خدائے تعالیٰ ایک ایک حرف کے ذریعہ سے  
 ایک ایک موکل سے بچائے گا۔ نیز اسی کتاب میں انہی حضرت عبد اللہ بن مسعود سے منقول ہے۔ جناب  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تلاوت کرتا ہے  
 تو خدائے تعالیٰ ایک ایک حرف کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں چار چار ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور چار چار  
 ہزار بدیاں مٹا دیتا ہے۔ اور چار چار ہزار درجے اس کے خود بڑھائے گا۔ نیز اسی کتاب میں روایت ہے کہ  
 جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتا ہے تو خدائے تعالیٰ جنت  
 میں اُس کے لئے ستر ہزار قصر یا قوت سُرخ کے بنائے گا۔ کہ ہر ہر قصر میں ہزار ہزار مکان سفید موتیوں کے  
 ہوں گے۔ اور ہر مکان میں ستر ستر ہزار تخت زیرجد سبز کے ہوں گے۔ پھر ہر تخت پر ستر ستر ہزار فرش  
 سندس و استبرق کے ہوں گے اور ہر فرش پر ایک ایک حور بیٹھی ہوگی جو اسی بسم اللہ پڑھنے والے  
 کی زوجہ ہوگی۔ اور ہر حور کی ستر ہزار زلفیں ہوں گی اور اُس کے سر پر موتی اور یا قوت کا مرصع تاج ہوگا اور اُس  
 کے دائیں رخسارے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوگا اور اُس کے بائیں رخسارے پر علی ولی اللہ اور اُس کی پیشانی پر  
 الحسن لکھا ہوگا اور اُس کی ٹھوڑی پر الحسین لکھا ہوگا۔ اور اوس کے دونوں ہونٹوں پر بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 راوی کہتا ہے۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ یہ رتبہ کس کو میسر آئیگا۔ فرمایا ہر اُس مومن کو جو احترام و تعظیم  
 سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے گا۔ نیز جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جب مرد مومن پل صراط سے  
 گزرے گا اور (اپنی عادت کے مطابق) بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے گا تو جہنم کے شعلے بچھ جائیں گے  
 اور جہنم اُس سے کہیگا کہ اے مومن جلد گزر جا کہ تیرے نور نے تو میری لپٹ کو بچھا دیا۔ اور بھی جناب رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی تعلیم دینے والا کسی بچہ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 کہلاتا ہے تو خدائے تعالیٰ اُس بچہ کے لئے اُس کے ماں باپ کے لئے اور اُس تعلیم دینے والے کے لئے جدا  
 جدا آتش جہنم سے بریت کے پروانے لکھوا دیتا ہے۔ روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ عبد الرحمن نامی ایک شخص مدینہ  
 منورہ میں بچوں کو تعلیم دیا کرتا تھا۔ اس نے جناب امام حسین علیہ السلام کے ایک بچہ جعفر نامی کو بھی تعلیم دی اور  
 اُس کو یہ آیت سکھلائی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین۔ جب اس بچہ نے  
 اپنے والد ماجد جناب امام حسین علیہ السلام کے سامنے یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں تو حضرت نے اُس معلم کو بلایا۔  
 اور اُس کو ایک ہزار اشرفیاں اور ایک ہزار حلقے عطا فرمائیں۔ اور اُس کا منہ موتیوں سے بھر دیا۔ اس پر کسی نے



عرض کی کہ اتنی سی خدمت کا اس قدر صلہ تو حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ اُس نے میرے بچے کو تعلیم کیا ہے۔ میرا یہ عطیہ کہیں اس کے برابر تھوڑا ہی ہو سکتا ہے۔ علامہ جابر اللہ ز مخرشی ربیع الاول میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس دعا کے اول میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی جائے وہ روز نہیں کی جاسکتی۔ اور میری اُمت کے لوگ قیامت کے دن بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے ہوئے آئیں گے۔ تو میزان میں اُن کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گا اور اُمتوں کے لوگ یہ کہیں گے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمتوں کے نیکیوں کے پلے کو کس چیز نے جھکا دیا۔ تو اُن کے انبیاء پر جواب دیں گے کہ ان کے کلام کی ابتدا خدائے تعالیٰ کے مقدس ناموں میں سے ایسے تین ناموں سے ہوتی تھی کہ اگر وہ کسی میزان کے ایک پلے میں رکھے جائیں اور تمام مخلوق کی بدیاں دوسرے پلے میں رکھی جائیں تو انہی کا پلہ بھاری رہیگا۔ پھر ان کی نیکی وزنی کیوں نہ ثابت ہوتیں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ چھوڑو گو اس کے بعد شعر ہی پڑھنا ہو۔ التوحید اور تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے شیعیانوں میں سے جو شخص کسی کام کی ابتدا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا ترک کر دیکے۔ تو اُس کو خدائے تعالیٰ نے کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا کرے گا۔ تاکہ شکر و ثناء الہی بجالانا یاد رہے۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم ترک کر دینے سے جو وبال اس کے ذمہ عائد ہوا تھا وہ دور ہو جائے۔ نیز جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے۔ وہ حضرت فرماتے ہیں کہ مجھ سے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پروردگار عالم کا یہ قول بیان فرمایا کہ جس مہتمم بالشان کام کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی جائے گی۔ وہ انجام کو نہ پہنچے گا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جتنی چھوٹی بڑی نعمتیں خدائے تعالیٰ نے اپنے بندہ کو عطا کی ہیں بندہ کی زبان سے الحمد للہ نکلنے سے ان سب کا شکر یہ ادا ہو جاتا ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو بندہ مسلمان سورہ فاتحہ کی تلاوت کرے گا۔ اُس کو دو تہائی قرآن مجید ختم کرنے کا ثواب تو علیحدہ ملیگا۔ اور اتنا اجر علیحدہ ملیگا کہ گویا اس نے ہر ایماندار مرد اور ہر ایماندار عورت کو اپنے مال سے خیرات دی اور دوسری حدیث میں یہ آیا ہے کہ سورہ فاتحہ کی ایک مرتبہ تلاوت کرنا پورے قرآن مجید کے تلاوت کرنے کا ثواب رکھتا ہے۔ نیز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ اُمم الکتاب سب سورتوں سے زیادہ بزرگ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمائی ہیں اور وہ موت کے سوا اور ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔

فضائل سورۃ البقرہ و سورۃ آل عمران و بعض آیات ہر دو سورہ (پارہ نمبر ۱)

تفسیر مجمع البیان میں سہل ابن سعد سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ ہر چیز کا ایک بلند حصہ ہوا کرتا ہے۔ اور قرآن مجید کا بلند حصہ سورہ بقرہ ہے۔ پس جو شخص سورہ بقرہ کو اپنے گھر میں دن کے وقت پڑھے گا اُس کے گھر میں تین دن شیطان نہ آئے گا۔ اور جو اُس کو رات کے وقت اپنے گھر میں پڑھے گا تو تین رات تک اُس کے گھر میں گھٹنے نہ پائے گا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران کی تلاوت کرتا رہے گا قیامت کے دن یہ دونوں سورتیں اس کے سر پر اس طرح سایہ کئے ہوئے آئیں گی گویا دو عبائیں ہیں یا دو بادل ہیں۔ تفسیر عیاشی۔ ثواب الاعمال۔ عین الحیات۔ میں بسند معتبر جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ البقرہ کی ابتدائی آیتیں **هُمُ الْمُفْلِحُونَ** تک اور آیتہ الکرسی **هُوَ فِيهَا خَالِدٌ** تک اور سورہ البقرہ کی آخری تین آیتیں پڑھ لیا کرے تو اس کی ذات میں اور اُس کے مال میں و اولاد میں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ شیطان اُس کے پاس نہ پھٹکے گا۔ اور قرآن مجید جتنا یاد کر لیا کبھی نہ بھولے گا۔ اُبی بن کعب نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو شخص سورہ البقرہ پڑھے اُس پر خدائے تعالیٰ درودِ رحمت بھیجے گا۔ اور اُس کو ایسا اجر دے گا جیسا اُس شخص کو جو کفار کی سرحد پر اپنا گھوڑا تیار کئے ہوئے راہِ خدا میں جہاد کرنے کے لئے سال بھر تک مستعد رہے اور اپنے جوش میں ذرا بھی کمی نہ ہونے دے۔ نیز اُبی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ اُسے اُبی مسلمانوں کو حکم دے کہ سورہ البقرہ کو سیکھیں کہ اس کا سیکھنا باعث برکت ہوگا۔ اور اس کا چھوڑ دینا باعث حسرت ہوگا۔ **بَطَلْنَا** اس کو سیکھ نہ سکیں گے۔ اُبی کہتے ہیں میں نے دریا کیا کہ یا رسول اللہ **بَطَلْنَا** کون ہیں۔ فرمایا وہ جادوگر ہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام ابو جعفر محمد الباقر علیہم السلام سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص ایک مرتبہ آیتہ الکرسی پڑھے تو خدائے تعالیٰ اس سے ہزار بلائیں دُنیا کی دفع فرما دے گا اور ہزار بلائیں آخرت کی دفع کر دے گا۔ دُنیا کی بلاؤں میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ فقر و فاقہ و احتیاج اور آخرت کی بلاؤں میں سے پھوٹی سی پھوٹی عذاب قبر ہوگی۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر چیز کا ایک اعلیٰ حصہ ہوا کرتا ہے اور قرآن مجید کا وہ اعلیٰ حصہ آیتہ الکرسی ہے۔

امام ابو اسحاق ثعلبی مفسر و امام اہلسنت نے بہ اسناد خود عبد اللہ ابن عمر سے روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر نماز واجب کے بعد آیتہ الکرسی پڑھ لیا کرے گا اُس کی قبض روح کا اہتمام خود خدائے ذوالجلال و الاکرام فرمائیگا۔ اور اُس کا درجہ اتنا بڑا ہوگا۔ گویا وہ کل انبیاء کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کرتا رہا جب تک کسی نبی نے جہاد فرمایا۔ نیز بہ اسناد خود جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت ہے۔ وہ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے نبی سے اسی منبر کی سیڑھیوں پر سنا۔ آنحضرت ارشاد فرماتے تھے کہ جو شخص ہر نماز واجب کے بعد آیتہ الکرسی پڑھ لیا۔ اس کو جنت میں جانے سے سوائے موت کے اور کوئی چیز نہ روکے گی۔ (مطلب یہ ہے کہ مرتے ہی داخل جنت ہو

جائے گا مگر سوائے صدیق یا عابد کے اور کوئی اس کو سنانہ سکیگا۔ اور جو شخص سوتے وقت آیتہ الکرسی پڑھ لیگا  
خدا نے تعالیٰ اس کی ذات کو اور اس کے پڑوسی کو اور اس کے پڑوسی کے پڑوسی تک کو اپنے حفظ و امان سے محفوظ  
و مامون رکھ دیا۔ اُنہی حضرت کا ارشاد ہے کہ میں نے جناب رسول خدا ﷺ کو یہ فرمایا کہ اے  
علی تمام آدمیوں کے سردار آدم ہیں اور تمام عرب کے سردار (محمد مصطفیٰ) ہیں اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ اور تمام  
فارس کے سردار سلمان ہیں۔ اور تمام روم کے سردار حبیب ہیں۔ اور تمام حبش کے سردار بلال ہیں اور تمام پہاڑوں  
کا سردار کوہ طور ہے اور تمام درختوں کا سردار سدرة اور تمام پہیوں کے سردار ماہِ یائے حرام یعنی رجب المرجب -  
ذیقعدہ الحرام۔ ذیحجہ الحرام اور محرم الحرام ہیں۔ اور دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے اور کلام کا سردار قرآن مجید ہے  
اور قرآن مجید کی سردار سورۃ البقرہ اور سورۃ البقرہ کی سردار آیتہ الکرسی ہے۔ یا علی آیتہ الکرسی میں پچاس کلمے  
ہیں اور ہر کلمے میں پچاس برکتیں ہیں۔ فاضل ہندی کی کتاب کشف اللسام فی شرح قواعد الاحکام میں جناب  
امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص وضو کر کے آیتہ الکرسی ایک مرتبہ پڑھ لے گا۔ اُسے خدا تعالیٰ  
چالیس برس کی عبادت کا ثواب عطا فرما دے گا۔ چالیس درجے اُس کے بلند کر دے گا۔ اور چالیس حوروں  
سے اس کی شادی کرے گا۔ علامہ سیداشم ہرانی قدس اللہ روحہ اپنی کتاب معالم الترقی فی معارف الشاء  
الاولی والاخری میں جناب رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی مومن آیتہ الکرسی  
پڑھ کر اُس کا ثواب اہل قبور کو بخش دے تو خدا نے تعالیٰ ہر حرف کے بدلے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے  
کہ وہ قیامت تک اس پڑھنے والے اور بخشنے والے کے لئے تسبیح خدا پڑھا کرے۔ عداۃ الدامی میں جناب امام  
علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سوتے وقت آیتہ الکرسی پڑھ لے گا وہ مرض فارج سے بے خوف رہے گا اور  
جو ہر نماز واجب کے بعد پڑھ لیا کرے گا تو اُسے کوئی زہریلا جانور ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ جامع الاخبار میں جناب امام  
محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سجدہ کی حالت میں آیتہ الکرسی پڑھے گا وہ آتش جہنم میں ابرگرنہ  
جائے گا۔ کافی میں بسند معتبر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خدا نے تعالیٰ نے  
مندرجہ ذیل آیتوں کو زمین کی طرف اترنے کا حکم دیا تو وہ عرش سے چرٹ گئیں۔ اور عرض کرنے لگیں کہ یہ دروغ گارا  
ہم کو گنہگار اور نافرمان لوگوں کی طرف اتارتا ہے تو خدا نے تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ میرے حکم کی تعمیل میں  
اتر جاؤ۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ آل محمد اور شیعہ ان آل محمد میں سے جو شخص تم کو ہر نماز واجب کے  
بعد پڑھ لیا کرے گا۔ میں اس کو شہرتہ نظر رحمت خاص سے دیکھا کروں گا اور ہر نظر کے وقت اس کی ستر حاجتیں بر لایا  
کروں گا۔ اور جو گناہ اُس کے نامہ اعمال میں ہوں گے وہ گرا دیا کروں گا۔ جن آیتوں سے یہ خطاب فرمایا گیا وہ یہ تھیں۔  
سورۃ فاتحہ۔ شَهِدَ اللهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ اَلَمْ يَلِدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا وَاُولُو الْعِلْمِ قَاٰئِمًا بِاَلْقِسْمِ الْاَلٰه  
اَللّٰهُ اَلْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ آیتہ الکرسی۔ آیتہ المُلْكُ یعنی قُلْ اَللّٰهُمَّ فَطَرْتَ الْمُلْكِ تُوْتِي  
الْمُلْكِ مِنْ تَشَاؤُ۔ وَ تَنْزِيْعُ الْمُلْكِ مِنْ تَشَاؤُ وَ تَنْزِيْعُ الْمُلْكِ مِنْ تَشَاؤُ وَ تَنْزِيْعُ الْمُلْكِ

الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تُوَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ زُودْتَ خَيْرَ الْحَيِّ  
 مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ زُودْتَ رِزْقٌ مِّنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ علامہ ابن بابویہ لقی  
 علیہ الرحمہ بہ اسناد معتبرہ جناب امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ میرے  
 بزرگوں میں سے کسی نے ایک شخص کو سورہ اُمّ الکتاب پڑھتے ہوئے سنا تو یہ ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے شکر  
 ادا کیا اور اس کو اجر ملے گا۔ پھر اس کو سورہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھتے ہوئے سنا تو ارشاد فرمایا کہ یہ شخص  
 ایمان بھی لایا۔ اور (عذاب خدا سے) مامون بھی ہو گیا۔ پھر اُسے سورہ اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ پڑھتے ہوئے سنا تو ارشاد  
 فرمایا کہ اُس نے تصدیق بھی کی اور اُس کے گناہ بھی بخش دئے گئے۔ پھر اُس کو آیتہ الکرسی پڑھتے ہوئے سنا  
 تو فرمایا مبارک ہو مبارک ہو اس شخص کے لئے آتش جہنم سے بری ہونے کا پروانہ بھی نازل ہو گیا۔ کافی میں سند  
 معتبر محمد بن مروان سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آیا میں تمہیں  
 وہ جتاؤں جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بستر پر جا کر پڑھا کرتے تھے لوگوں نے عرض کی۔ یا بن  
 رسول اللہ ضرور بتلائیے فرمایا پہلے تو آیتہ الکرسی تلاوت فرماتے تھے اور پھر یہ دعا پڑھتے تھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اٰمَنْتُ  
 بِاللّٰهِ وَكُفِرْتُ بِالطَّاغُوتِ اَللّٰهُمَّ اَحْفَظْنِي فِي مَنَاصِي وَفِي لِقَظَتِي (اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں  
 اللہ پر میں ایمان لایا اور طاغوت کا میں منکر ہوں۔ یا اللہ تو سوتے میں اور جاگتے میں میری حفاظت فرمائیو)۔  
 ابوالیٰ الشیخ محمد ابن الحسن الطوسیٰ تو رات مرقدہ میں بہ سند معتبرانی امام بابلی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں  
 نے جناب امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہما السلام کو خود یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کی عقل میں اسلام آ  
 گیا ہو اور اُس نے اسلام کو سچا سمجھ کر قبول کر لیا ہو وہ ساری رات کبھی نہیں سو سکتا۔ جب تک کہ آیتہ الکرسی  
 کی تلاوت نہ کر لے۔ پھر حضرت نے وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ تک خود تلاوت فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اگر تم کو معلوم  
 ہو کہ یہ کیا چیز ہے یا یہ فرمایا کہ اس میں کیا کچھ ہے تو تم کبھی اس سے غافل نہ رہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جناب رسالت  
 مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے خاص عرش کے نیچے سے ایک خزانہ عطا کیا گیا جو کسی اور نبی کو  
 نہیں دیا گیا۔ وہ خزانہ آیتہ الکرسی ہے۔ پھر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب سے میں نے جناب  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے آیتہ الکرسی پڑھنا ترک کیا۔  
 ہو پھر فرمایا کہ اے ابوامامہ میں اسے ہر رات کو تین مرتبہ پڑھتا ہوں۔ میں نے عرض کی اے رسول خدا کے پیچھے  
 بھائی۔ یہ تو فرما دیجئے۔ آپ کے پڑھنے کے خاص اوقات کون کون سے ہیں۔ فرمایا کہ میں نماز عشا کے بعد صلوٰۃ و  
 تیرہ کے پہلے پڑھا کرتا ہوں۔ اور خدا گواہ ہے کہ جب سے میں نے جناب رسول خدا سے یہ حدیث سنی ہے۔  
 اُس وقت سے اس کو کبھی ترک نہیں کیا۔ اور ذکر اس کا بس آج سے آیا ہے۔ ابوامامہ کا بیان ہے کہ قسم بخدا  
 جب سے جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام سے یہ حدیث سنی ہے میں نے اسی بیان سے  
 آیتہ الکرسی کا پڑھنا کبھی ترک نہیں کیا۔ نیز جناب امام رضا علیہ السلام سے یہ سلسلہ روایت اپنے آباؤ اجداد

کے منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کسی شخص کو کوئی بڑا کام درپیش ہو تو اُسے لازم ہے کہ وہ اُس حاجت کے لئے جمعرات کی صُبح کو جائے اور جب اپنے گھر سے نکلنے لگے تو سورہ آل عمران کی آخری آیتیں یعنی آخری رکوع آیتہ الکرسی - سورہ اِنشَاءً لِنَلْنٰهُ اور سورہ اُمّ الْکِتَاب پڑھ کر جائے کہ ان میں دُنیا و آخرت کی سب حاجتیں پوری ہونے کا منجانب اللہ سامان موجود ہے۔ تفسیر بُرْہَان اور خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص سورہ آل عمران کو تلاوت کریگا - خدائے تعالیٰ اس کو ہر حرف کے عوض آتش جہنم کی گرمی سے امان عطا فرما بیگا۔ اور اگر یہ سورہ زعفران سے لکھ کر ایسی عورت کے گلے میں یا بازو میں باندھی جائے جس کو حمل نہ رہتا ہو تو وہ حکم خدا سے حاملہ ہو جائے گی اور اگر ایسے درخت میں باندھ دی جائے جس کے پھل کچے گر پڑتے ہوں یا جس کے پتے قائم نہ رہتے ہوں تو وہ حکم خدا سے قائم رہنے لگیں گے۔ اور پھل پکے اُترنے لگیں گے۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس عورت کے متعلق تمہیں منظور یہ ہو کہ اُسے حل رہ جائے تو سورہ آل عمران زعفران سے لکھ کر اس کی چھاتی پر لٹکاؤ و حکم خدا سے حاملہ ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی مفلس آدمی اپنے گلے میں اُسے لٹکالے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اُس کے معاملات میں سہولت پیدا کر دے گا۔ اور اس کو رزق بہ کثرت پہنچنے لگے گا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ آل عمران کی اُس آیت کو جو شہیدِ اَدَلّٰہ سے شروع ہو کر اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ پر ختم ہوتی ہے اور جو سورہ کے دوسرے رکوع میں پارہ سوم کے نصف پر واقع ہے جو اس کو برابر پڑھا کرے گا۔ خدائے تعالیٰ اس آیت سے ستر ہزار مخلوق پیدا کریگا اور وہ سب قیامت تک پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت اپنے آباؤ و طاہرین کے منقول ہے جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب خدائے تعالیٰ نے سورہ فاتحہ الکتاب آیتہ الکرسی - آیت شہیدِ اَدَلّٰہ ... تا ... اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اور آیتِ مُلک یعنی قُلِ اللّٰهُمَّ مَلِکَ الْمَلٰٓئِکَ سے تا بَعْدَ حَسَابٍ ان کو نازل کرنا چاہا تو یہ سب عرش سے چمٹ گئیں اور جس حال میں کہ ان کے اور خدائے تعالیٰ کے مابین کوئی حجاب نہ تھا عرض کرنے لگیں کہ اے ہمارے مالک! تو ہم کو گناہگاروں کے مقام کی طرف اتارتا ہے اور ان لوگوں کی طرف بھیجتا ہے جو تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم اس طیب و طاہر و مقدس مقام کے رہنے والے ہیں تو اُس وقت خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ میرا جو بندہ ہر نماز واجب کے بعد تم کو پڑھ لیا کرے گا۔ میں اُس کو اُس کی تمام بُرائیوں سے پاک و صاف کر کے خطیرہ قُدس میں جگہ دوں گا۔ یا ہر روز ستر مرتبہ نظرِ رحمت اس پر ڈالوں گا۔ یا ستر حاجتیں روزانہ اس کی پوری کیا کروں گا۔ جن میں سے ادنیٰ گناہوں کی بخشش ہوگی یا اُس کو اُس کے ہر دشمن سے محفوظ رکھوں گا۔ اور ان سب کے برخلاف اس کی مدد کیا کروں گا۔ اور جدت میں جانے کے لئے تو سوائے موت کے اس کو کوئی مانع ہی نہ ہوگا۔ اسی تفسیر میں حضرت معاذ ابن

جیل انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک جمعہ کو میں جناب رسول خدا ﷺ کے پاس گیا اور وہ سلم کی خدمت میں نہ پہنچ سکا تو حضرت نے فرمایا کہ اے معاویہ! نماز جمعہ سے تمہارے لئے کون چیز مانع رہی میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! جو صتا بیوہی کا ایک اوقیا سونا میرے ذمہ قرض ہے اور وہ میری گھات میں دگا رہتا ہے۔ پس مجھے یہ خوف ہوا کہ میں اُس کے قید میں نہ پڑ جاؤں پھر آپ کے حضور میں کسی طرح بھی نہ پہنچ سکوں فرمایا کہ اے معاویہ! تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا قرض ادا کر دے۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اس سے بہتر کیا بات ہوگی۔ میں ضرور چاہتا ہوں۔ فرمایا تو آیۃ ملک روز پڑھا کرو اس طرح کہ پہلے قل اللہم ملک الملائک سے لے کر بغیر حساب تک کلام خدا پڑھ لو۔ پھر اس کے بعد یہ کہو۔ رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيمَهُمَا تَعْطِينِي مِنْهُمَا مَا تَشَاءُ وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَا تَشَاءُ أَفْضِلُ عَنِّي دَرِيغِي۔ (اے دنیا اور آخرت کے رحمن اور اے ان دونوں کے رحیم تو ان دونوں میں سے جس کو جو کچھ چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور اپنی دونوں میں سے جس سے جو کچھ چاہتا ہے روک لیتا ہے میرے ذمہ سے میرا قرض ادا فرما دے) پس اگر ترے ذمہ اتنا سونا بھی ہوگا جس سے ساری زمین پٹ جائے تو بھی خدائے تعالیٰ اس کو ادا فرمائے گا۔ عین الحیات میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے باہر جائے تو سورۃ آل عمران کی آخری آیتیں اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سَیْرًا لِّمَنْ يَّرْزُقُهَا وَاِنَّ فِيْ الْاَرْضِ لَمِنْ اٰیٰتٍ لِّمَنْ يَّرْزُقُهَا۔ پھر آیتہ الکرسی پھر سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ بِحَمْدِ رَبِّنَا نَارًا سَاطِعَةً لِّمَنْ يَّرْزُقُهَا۔ پھر سورۃ حمد تو اس کی دنیا اور آخرت کی کل حاجتیں پوری ہوں گی۔

## فضائل و خواص سورۃ النساء (پارہ نمبر ۱)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا ﷺ کے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ النساء کی تلاوت کرے اُسے اتنا ثواب ملیگا گویا اُس نے ہر میراث پانے والے کو اپنی طرف سے اتنی ہی خیرات دی اور اتنا ہی اجر لے گا گویا اس نے ہر آزاد کو خرید کر پھر آزاد کر دیا اور وہ شرک سے بری ہوگا اور مشیت خدا کے بموجب اُن لوگوں میں اُس کا شمار ہوگا جن کے ہر گناہ سے چشم پوشی کی جائے گی۔

تفسیر عمیاشی اور ثواب الاعمال میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ہر جمعہ کو سورۃ النساء پڑھتا رہیگا تو جب وہ داخل قبر ہوگا تو قبر کے ضغطہ سے امن میں رہیگا۔

## فضائل و خواص سورۃ المائدہ

تفسیر عمیاشی میں بہ روایت زرارہ بن اعمین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ وہ حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہما السلام نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ المائدہ جناب رسول خدا ﷺ کے انتقال سے صرف دو تین مہینے پہلے نازل ہوئی ہے۔ عیسیٰ ابن عبد اللہ اپنے والد

سے روایت کرتے ہیں اور ان کے والد اپنے والد سے اور وہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے کہ قرآن کا بعض حصہ بعض کو منسوخ کر دیتا تھا۔ اور جناب رسول خدا کے حکم کے بموجب آخر آنے والے یعنی ناسخ پر عمل درآمد ہوتا تھا اور سب سے آخر والی سورہ مائدہ ہے۔ پس اس نے اپنے سے پہلی کی بعض چیزوں کو منسوخ کر دیا ہے۔ حالانکہ اس کو کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا۔ شیخ محمد ابن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بہ اسناد معتبرہ حسین ابن سعید سے روایت کی ہے اور انھوں نے حماد سے اور حماد نے حریر سے اور حریر نے زرارہ سے۔ اور زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عمر ابن الخطاب نے اصحاب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمع کیا اور ان میں علی مرتضیٰ بھی موجود تھے۔ پھر ان سب سے پوچھا کہ تم لوگ مسح موزہ کے بارہ میں کیا کہتے ہو۔ اس پر مغیرہ بن ثعبان اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے خود جناب رسول خدا کو موزہ پر مسح کرتے دیکھا۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ سورہ مائدہ نازل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد عرض کرنے لگا کہ یہ تو میں نہیں جانتا۔ حضرت نے فرمایا کہ مسح موزہ منسوخ ہو گیا۔ اب سورہ مائدہ نازل ہو گئی (عمل درآمد اس کے بموجب کیا جائے گا) تفسیری مجمع البیان میں ابی ابن کعب سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورہ المائدہ کی تلاوت کرے گا۔ اس کے اجر کا اندازہ یوں کر لو۔ کہ جتنے یہودی اور نصرانی روئے زمین پر ہیں۔ ان کی مجموعی تعداد سے دس گنتی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔ اور دس گنتی بدیاں مٹا دی جائیں گی۔ اور دس ہی گنا درجے بلند کر دئے جائیں گے۔ نیز بہ اسناد معتبرہ ابوالجوارود سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جناب امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص سورہ المائدہ ہر جمعرات کو پڑھ لیگا اس کا ایمان نافرمانی کے ساتھ ملتبس نہ ہوگا اور وہ کسی کو اپنے پروردگار کی عبادت میں شریک نہ کریگا۔ نیز بہ اسناد معتبرہ ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سورہ المائدہ پوری کی پوری ایک دم نازل ہوئی اور ستر ہزار فرشتے اس کی مشابعت کو آئے تھے۔ امان الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ جو شخص سورہ المائدہ کو لکھ کر اپنی گھٹری یا صندوق میں رکھ لیگا۔ تو وہ اس بات سے محفوظ ہو جائے گا۔ کہ اس کا کوئی مال و اسباب جاتا رہے یا چوری ہو جائے۔ گو اس کا وہ مال و اسباب راستہ پر ہی پٹا رہے تو یہی خدا کی حول و قوت و قدرت سے اس کی نگرانی کی جائے گی۔ نیز بھوکا اس سورہ کو دھوکہ پر لیگا تو اس کا پیٹ بھر جائے گا۔ اور پیاسا پی لیگا تو وہ بھی سیراب ہو جائے گا۔ اور روٹی و پانی کا موجود نہ ہونا قدرت خدا سے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ دوسری روایت میں انہیں حضرت سے یوں منقول ہے کہ جو شخص سورہ المائدہ کو لکھ کر اپنے اسباب میں رکھ لیگا تو وہ اسباب چوری اور تلف ہونے سے محفوظ رہے گا۔





وَعَاثُ الْوَكُوفِ اور کل حاجتیں بھی اپنی پیش کرو گے تو خدائے تعالیٰ اُن کو قبول کرنے میں کوئی سبب نہ فرماوے گا۔  
 انشاء اللہ اور تمہاری حاجتیں ضرور پوری کر دے گا۔ (یعنی منہ مانگی مراد مل جائے گی)  
 جامع الجوامع طبرسی میں ایک حدیث حضرت اُبی ابن کعب سے منقول ہے۔ جس کا ایک جزو یہ ہے۔  
 کہ آنحضرت نے فرمایا کہ سورۃ النعام پوری کی پوری مجھ پر نازل ہوئی اور ستر ہزار فرشتے سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ اور اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ پڑھتے ہوئے اس کے ساتھ ساتھ آئے اب  
 جو شخص اس کو رات میں پڑھے یا دن میں وہی ستر ہزار فرشتے سورۃ النعام کی ہر ہر آیت کے عوض اُس شخص پر درود  
 بھیجیں گے۔ نیز اسی کتاب میں یہ روایت حسین ابن خالد جناب امام رضا علیہ السلام سے یہی حدیث منقول ہے۔  
 صرف اتنا فرق ہے کہ آنحضرت نے یہ بھی فرمایا کہ وہ فرشتے قیامت تک اس شخص کیلئے تسبیح پڑھتے رہیں گے نیز یہی روایت صاحب کفعمی  
 نے اپنی کتاب کفعمی میں بھی نقل کی ہے اور جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جو شخص اس سورت کو اول سے یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ يَوْمَ تَكْرَهُ  
 لیکر تو خدایتعالیٰ اس پر چالیس ہزار فرشتے معین فرماویگا کہ وہ سب قیامت تک اپنی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال  
 میں لکھتے رہیں گے۔ نیز کتاب الافراد والغرائب میں آنحضرت سے منقول ہے کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر سورۃ النعام کی یہی  
 ابتدائی آیتیں پڑھے لیکر اس کیلئے چالیس فرشتے اُتارے جائیں گے اور انکی عبادت کا ثواب اس پڑھنے والے کیلئے لکھا جائیگا۔ اور  
 کتاب الوسیط میں روایت یوں آئی ہے کہ جو شخص صبح ہوتے ہی سورۃ النعام کی یہ آیتیں پڑھے لیکر خدایتعالیٰ ہزار فرشتے اُس پر  
 بھیجیں فرمادیگا اور اُن سب کے اعمال کا سا ثواب روز قیامت تک اُس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جائیگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق  
 علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص منعقد چھ دن سورۃ النعام کو مشک زعفران سے لکھ کر پاک پانی سے دھو کر پیتا رہے۔  
 اُسے مال و دولت بہت کچھ ملیگا۔ مرض سووا سے محفوظ رہیگا اور حکم خدا جو رنج غارض ہوگا حکم خدا اُس سے آرام پالیگا۔

## عمل سورۃ النعام بروز کیشنبہ

سید ابن باقی علیہ الرحمہ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس شخص کو یہ  
 منظور ہو کہ میری دعا قبول ہو جائے تو وہ آوارج کے غلن ظہر کی نماز کے بعد دو رکعت نماز حاجت کی نیت سے پڑھے  
 اور اس کے بعد گیارہ مرتبہ یہ پڑھے۔ وَأَفْوِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (اور میں اپنا  
 معاملہ سپردِ خدا کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ کل بندوں کے افعال و اعمال کا نگران ہے) اس کے بعد سورۃ النعام  
 کی تلاوت شروع کرے اور جب وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ تک (جو دوسرے رکوع میں ہے) پڑھے چکے تو  
 پھر وہی آیت وَأَفْوِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ گیارہ مرتبہ اور جب آیت وَاجْتَبَيْنَا  
 لَهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (ما بین رکوع ۱۰ و ۱۱) تک پہنچے تو یہ کہہ کر بتا اتنا فی الدُّنْيَا  
 حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ هَؤُلَاءِ  
 الْأَنْبِيَاءِ وَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ يَا قَاضِي الْحَاجَاتِ أَنْ تَقْضِيَ



آئے فریاد کرنے والوں کے فریادوں اور اُسے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے اپنی رحمت خاص کے ذریعہ سے میرے کل گناہوں کو دُور کر دے۔

## فضائل و خواص سورۃ الاعراف (پارہ نمبر)

تفسیر مجمع البیان میں بہ روایت حضرت ابی ابن کعب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ کہ جو شخص سورۃ الاعراف کو پڑھتا رہے گا خدا سے تعالیٰ اُس کے اور ابلیس کے مابین ایک اڑ قائم کر دے گا۔ اور قیامت کے دن آدم علیہ السلام خاص طور سے اس کی سفارش فرمائیں گے۔ تفسیر برہان میں آنحضرت سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الاعراف کو کلاب و زعفران سے لکھ کر اپنے بازو پر باندھ لیگا۔ بلکہ میں لٹکالے گا۔ تو جب تک یہ سورہ اس کے پاس رہے گی نہ تو کوئی دشمن اُس پر قابو پاسکیگا۔ اور نہ کوئی درندہ اُس کے پاس آسکیگا۔

تفسیر عیاشی اور تفسیر برہان میں علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ نے بہ اسناد معتبرہ یہ روایت ابو بصیر رحمۃ اللہ علیہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے حضرت نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ الاعراف کو ہینہ کے ہینہ ایک مرتبہ پڑھتا رہے تو وہ ان لوگوں میں محسوب ہوگا جن کو نہ آئندہ کی بابت کوئی اندیشہ ہوگا اور نہ وہ گذشتہ کی بابت رنجیدہ ہوں گے۔ اور جو شخص ہر جمعہ کو اس کو پڑھتا رہے گا تو قیامت کے دن وہ ان لوگوں میں محسوب ہوگا جن سے کوئی حساب نہ ہوگا۔

## خواص آیہ سحرہ

حاشیہ کفعمی اور بلد الآمین میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سوتے وقت اس آیت کو پڑھ لیگا فرشتے اس کی حفاظت کریں گے اور شیاطین اُس سے دُور رہیں گے۔ لعان انخطار میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی جن شخص کو کسی بھوت پلید کا خوف ہو یا کسی جادوگر سے ڈرتا ہو تو یہ آیت سحرہ پڑھ لیا کرے۔ کافی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص کسی اجاڑ زمین میں رات کو سوئے اور یہ آیت **اِنَّ رَبَّكُمُ اللهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ** ... **تَلٰكُ اللهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ** (سورۃ الاعراف رکوع ۷ کے شروع میں) پڑھ لے گا تو فرشتے اس کی نگہبانی کریں گے اور شیطان اُس سے دُور رہے گا۔ صاحب کتاب کافی ثمرات میں ہے کہ ایک شخص کا گزرا ایک اجڑے ہوئے گاؤں میں ہوا اور رات کو اسے وہیں رہنا ہوا باوجودیکہ یہ حدیث سن چکا تھا اس نے یہ آیت نہ پڑھی اور سو گیا۔ تو شیاطین نے اُسے دُور دیا۔ اور ایک نے اس کا منہ پکڑ لیا اُس کے ساتھی نے اس شیطان سے کہا کہ اُسے تھوڑی دیر کی مہلت دے اُس کا ذرا کی ذرا ہٹنا تھا کہ اُس کی آنکھ کھلی اور اُس نے یہ آیت پڑھی۔ اب وہ پہلا شیطان اپنے ساتھی سے بولا۔ کہ خدا تیری ناک رگڑے۔ لے اب

تو صبح تک اس کی حفاظت کرتا رہے صبح ہو گئی تو یہ شخص جناب امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رات کا سب واقعہ بیان کیا اور عرض کرنے لگا کہ میں نے حضور کے کلام میں شفا بھی پائی اور سچائی بھی پھر سورج طلوع ہونے کے بعد اس مقام پر گیا جہاں رات کو رہا تھا تو شیطان کے سر کے بالوں کا اثر زمین پر پایا۔

## فضائل و خواص سورۃ الانفال (پارہ نمبر ۹)

تفسیر مجمع البیان میں بہ روایت ابی ابن کعب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الانفال اور براءۃ کو پڑھتا رہے گا میں قیامت کے دن اُس کی شفاعت بھی کروں گا اور اس کی نسبت یہ گواہی بھی دوں گا۔ کہ وہ نفاق سے بری ہے اور دنیا میں جتنے منافق مرد اور جتنی منافق عورتیں ہو چکی ہیں اور ہوں گی ان کی تعداد سے دس گنی تیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔ اور دس گنی بدیاں مٹائی جائیں گی اور دس گنے درجے بلند کئے جائیں گے۔ اور جب تک وہ دنیا میں زندہ رہے گا خود عرش الہی اور حاکمان عرش اس پر درود بھیجتے رہیں گے۔ تفسیر عیاشی میں بہ سند معتبر بہ روایت ابو نصیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص چہیتے کے چہینے سورۃ الانفال و براءۃ کو پڑھ لیا کرے۔ نفاق اس کے دل میں ہرگز راہ نہ پائیگا۔ اور وہ شخص جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے خالص شیعوں میں محسوب ہوگا اور جنتک اپنے حساب و کتاب فارغ ہوں وہ جنت کے دسترخوان سے طرح طرح کی نعمتیں اُسی گروہ کے ساتھ کھاتا رہیگا۔ تفسیر بہان میں محمد ابن مسلم سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ سورۃ الانفال نے کافروں اور منافقوں کی ناکیں کاٹ دیں۔ کتاب خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الانفال کو لکھ کر اپنے گلے میں لٹکالے یا بازو پر باندھ لے وہ جس حاکم کے سامنے جا کہ کھڑا ہوگا وہ اس کا حق اُس کے مخالف سے دلوادے گا اُس کی حاجت پُر لائے گا۔ کوئی شخص اپنے سے اس کو دور کرنا نہ چاہے گا۔ اور جو شخص اس سے جھگڑا کرے گا وہی مغلوب ہوگا اور یہ ہر جگہ خوش و خرم رہیگا اور یہ سورۃ اُس کو ایک مضبوط قلعہ کا کام دے گی۔

## خواص سورۃ التوبۃ یا سورۃ براءۃ (پارہ نمبر ۱۰)

جمع الجوامع طبری علیہ الرحمہ میں جناب امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ سورہ براءۃ کے اول میں آیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل نہیں کی گئی اس لئے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تو امان و رحمت کے لئے ہے۔ سورہ براءۃ اس لئے نازل کی گئی تھی کہ امان اٹھالی جائے اور تلوار چلا دی جائے۔ نیز اسی کتاب میں اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حقیقتاً سورۃ الانفال و براءۃ ایک ہی سورہ ہیں۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص اس سورہ کو پڑھتا رہے گا وہ قیامت کے دن نفاق سے بری ہو کر مبعوث ہوگا اور جو شخص اس سورہ کو لکھ کر

اپنے عامہ یا ٹوپی میں رکھ لیگا وہ ہر جگہ چوروں سے محفوظ رہیگا۔ مگر چور جب اُسے دیکھیں گے بھاگ جائینگے اور جب تک یہ نوشتہ اُس کے پاس رہے گا کوئی نقصان پہنچانے والا اُس کے پاس ہی نہ پھٹکے گا اور جس محلہ یا بستی میں رہتا ہو اگر اُس میں آگ لگ جائے اگر وہ سب کا سب بھی جل جائے تو بھی اُس کے گھر میں آگ نہ لگے گی۔ کتاب کافی میں بہ سند معتبرہ روایت اصبخ بن ثبایہ منقول ہے۔ ایک شخص نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے حضور میں عرض کی کہ یا امیر المؤمنین جہاں میں رہتا ہوں وہاں درند بہت ہیں اور رات کو میرا گھر گھیر لیتے ہیں اور بعض اوقات نقصان کئے بغیر نہیں چھوڑتے۔ حضرت نے فرمایا کہ تو سورہ براءۃ کی آخری آیتیں پڑھ لیا کر یعنی لَقَدْ جَاءَكَ كُرْسِيُّكَ مِنْ أَلْفِ سَائِرَاتٍ۔

**قول مترجم۔** مجھے اپنے اساتذہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ جو شخص نماز فجر کے بعد بغیر کسی سے بات کئے ان دونوں آیتوں کو دس مرتبہ پڑھ لیگا وہ دن بھر خوش و خرم رہیگا اور اُسے کوئی رنج و غم کا امر پیش نہ آئیگا۔ اور اگر کسی ضرورت سے کسی شخص کے پاس جانا منظور ہو تو ان آیتوں کو پچیس مرتبہ پڑھ کر جائے تو حکم خدا وہ حاجت پوری ہوگی۔

## فضائل و خواص سورہ یونس (پارہ نمبر ۱)

تفسیر بیان اور تفسیر عیاشی میں یہ روایت فصیل ابن سیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سورہ یونس کو ہر دو ہینے یا تین ہینے میں ایک مرتبہ پڑھتا رہے اُس کی نسبت یہ اندیشہ نہیں ہو سکتا کہ اُس کا شمار جاہلوں میں ہو جائے۔ بلکہ اس کا شمار قیامت کے دن مقربان بارگاہ الہی میں ہوگا۔ تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص سورہ یونس پڑھتا رہیگا اُس کو ان تمام لوگوں کی گنتی سے جنہوں نے یونس علیہ السلام کی تصدیق کی اور ان کی گنتی سے جنہوں نے ان حضرت کی تکذیب کی۔ اور ان کی گنتی سے جو فرعون کے ساتھ ڈبوئے گئے۔ و سن گناہیکیاں بطور اجر دی جائیں گی۔ خواص القرآن میں جناب رسولی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو لکھ کر اپنے گھر میں رکھے گا اور جتنے اُس گھر میں رہتے ہوں ان سب کے نام لے دیگا۔ تو جتنے عیب ان میں ہوں گے وہ سب اس لکھنے والے پر ظاہر ہو جائیں گے۔ اور جس شخص کو چور کا پتہ لگانا منظور ہو تو اُس سورہ کو طشت میں لکھ کر پاک پانی سے دھوئے۔ اور جن جن پر شبہ ہو ان کا نام لے کر اُس پانی میں آٹا گوندھ کر روٹی پکائے۔ اور اُس روٹی کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک کو دیدے جو چور نہ ہوں گے وہ تو اُس ٹکڑے کو کھالیں گے اور جس نے وہ چیز چرائی ہوگی اس سے وہ ٹکڑا نہ ٹکلا جائے گا۔ اور اُسے آخر چوری کا اقرار کرنا ہوگا۔

## فضائل و خواص سورہ ہود (پارہ نمبر ۱۱)

تفسیر زمان میں بہ سند علامہ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کے جمعہ سورہ ہود پڑھ لیا کرے گا۔ خدا نے تعالیٰ اس کو گروہ انبیاء میں مبعوث فرمائے گا۔ اور اس کے اعمال میں جو خطائیں ہوں گی۔ وہ قیامت کے دن اس کو نہ جتائی جائیں گی۔

تفسیر عیاشی میں حسن ابن علی الوثنا سے روایت ہے انہوں نے ابن سنان سے روایت کی ہے۔ اور انہوں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص ہر جمعہ کو سورہ ہود پڑھتا رہے گا۔ قیامت کے دن خدا نے تعالیٰ اس کو زمرہ انبیاء میں مبعوث فرمائے گا۔ حساب اس سے بہت ہی آسان لیا جائے گا۔ اور کوئی اس کا گناہ اس کو نہ جتایا جائے گا۔ تفسیر مجمع البیان میں بہ روایت ابی ابن کعب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ ہود کی تلاوت کرے گا وہ قیامت کے دن سعادت میں محصور ہوگا اور جتنے لوگ نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، لوط علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق اور تکذیب کر چکے۔ ان سب کی مجموعی تعداد سے دس گنی نیکیاں بطور اجر اس کو عطا کی جائیں گی۔ خواص القرآن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص اس سورت کو بہرن کی جھلی پر لکھ کر اپنے پاس رکھے گا خدا نے تعالیٰ اس کو عجیب و غریب قوت عطا فرمائے گا۔ اور جو شخص اس سے لڑے گا بہ تقرب خدا پر اس پر غالب رہے گا۔ اور جو اس کو دیکھے گا اس سے ڈرے گا۔

## فضائل و خواص سورہ یوسف (پارہ نمبر ۱۲)

تفسیر زمان میں بہ سند بابویہ قمی علیہ الرحمہ بہ روایت ابولبیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ یوسف ہر روز یا ہر شب کو پڑھتا رہے گا خدا نے تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس حال میں مبعوث فرمائے گا کہ اس کا جمال حضرت یوسف علیہ السلام کا سا جمال ہوگا اور اسے روز قیامت کا ذرا سا بھی حریف عارض نہ ہوگا۔ اور وہ خدا نے تعالیٰ کے نیک بندوں میں محسوب کیا جائے گا۔ اور یہ سورہ تورات میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ تفسیر عیاشی میں اس روایت کے بعد اتنا اور زیادہ ہے کہ دنیا میں تو وہ شخص اس بات سے محفوظ رہے گا کہ زنا یا فحش کا ارتکاب ہو اور عقبی میں اللہ کے نیک بندے اس کے پڑوسی ہوں گے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اپنے غلاموں کو سورہ یوسف تعلیم کرو اس لئے کہ جو شخص یہ سورت اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو تعلیم کرے گا۔ خدا نے تعالیٰ اس پر جان کنی کی سختی آسان کرے گا۔ اور اس کو یہ خصوصیت عطا فرمائے گا کہ اس سے کوئی مسلمان حسد نہ کرے گا۔ کافی میں بہ سند معتبر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اپنی عورتوں کو اوپر کے مکانوں میں جن کی کھڑکیاں گلی اور بازار کی

طرف کھلتی ہوں جگہ نہ دو۔ اور ان کو سورہ یوسف نہ پڑھاؤ اور لکھنا نہ سکھاؤ بلکہ ان کو کتنا سکھاؤ اور سورہ نور کی تعلیم دو۔ تفسیر مجمع البیان میں یہی روایت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کافی میں بہ اسناد معتبرہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ تم اپنی عورتوں کو سورہ یوسف کی تعلیم دو اور نہ یہ سورہ ان کو پڑھ کر سناؤ۔ کیونکہ اس میں بہت سے قتلے ہیں۔ ان کو سورہ النور کی تعلیم دو کہ اس میں بہت سی نصیحت کی باتیں ہیں۔ خواص القرآن میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص سورہ یوسف کو لکھ کر تین دن اپنے گھر میں رکھے اور پھر اس کو نکال کر باہر کی دیواروں میں سے کسی دیوار میں دفن کر دے تو اس کی سمجھ میں نہ آئے گا مگر بادشاہ وقت کا کوئی ملازم اس کو اپنے پاس بلا کر حکم خدا اس کی حاجت روائی کر دے گا۔ اور اس سے بہتر یہ صورت ہے کہ جو شخص سورہ یوسف کو لکھ کر دھو کر پی لے گا اللہ تعالیٰ اس کا رزق اس کے لئے آسان کر دے گا اور ہر چیز سے حظ وافر عطا فرمائے گا۔

## فضائل و خواص سورہ الرعد پارہ نمبر ۱۱

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں یہ روایت ابو العلی اور تفسیر برہان میں بہ سند ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ الرعد کو زیادہ پڑھتا رہے گا اس پر کبھی بجلی نہیں گرے گی۔ گو وہ دشمن اہلبیت بھی ہو اور اگر وہ مومن ہو گا تو خدائے تعالیٰ بلا حساب اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جن جن کو وہ پہچانتا ہو گا خواہ اس کے کٹنے کے لوگ ہوں یا برادران ایمانی ہو ان سب کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ تفسیر عیاشی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ دشمن اہلبیت سے بدتر تو کوئی انسان نہیں اور جس کے بارے میں شفاعت قبول کی جائے گی ان کا مومن ہونا شرط ہے۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو پڑھتا رہے گا اس کو اتنا اجر عطا فرمایا جائے گا۔ کہ جتنے بادل اب تک گزر چکے اور جتنے آئندہ ہوں گے تو ان سب کے مجموعی وزن سے وزن گنی نیکیاں ہوں گی اور قیامت کے دن خدائے تعالیٰ اسے ان لوگوں میں مشور فرمائیگا جو خدائے تعالیٰ کا عہد پورا کرنے والے ہوں گے۔ اور جو شخص نماز عشاء کے آخری وقت کے بعد (مذہب اہلبیت کے بموجب آخر وقت عشاء ادھی رات پر ختم ہو جاتا ہے) اندھیری رات میں آگ کی روشنی میں اس سورہ کو لکھ کر ظالم بادشاہ یا حاکم کے دروازہ پر اسی وقت پہنچا دے تو وہ ظالم ہلاک ہو جائے گا۔ اور اس کی سلطنت جاتی رہے گی اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوں منقول ہے کہ جو شخص نماز عشاء کے بعد اندھیری رات میں اس سورہ کو لکھ کر اسی وقت کسی ظالم کے دروازہ پر پہنچا دے گا تو اس کی فوج اور اس کی رعیت اس کے برخلاف ہو کر کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر اس کی بات نہ سنیں گے۔ اور اس کی عمر کوتاہ ہو جائے گی۔ اور اگر تم اس سورہ کو (اسی طرح) لکھ کر کسی ظالم یا کافر یا ذلیل کے دروازہ پر پہنچا دو گے تو حکم خدا اس کو بھی ہلاک کر دے گی۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ (پارہ نمبر ۱۳)

تفسیر برہان میں ہے کہ علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ نے بہ اسناد معتبرہ بروایت عنیہ ابن مصعب جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص ہر جمعہ کو دو رکعت نماز پڑھے ایک رکعت میں بعد حمد سورۃ ابراہیم پڑھے اور دوسری میں بعد حمد سورۃ الحجر کی تلاوت کرے تو نہ کبھی وہ فقیر ہوگا اور نہ مجنون۔ اور نہ کسی بلا میں مبتلا کیا جائیگا۔ تفسیر عیاشی میں بھی بروایت اسی سند سے اور انہیں لفظوں میں موجود ہے۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھتا رہیگا اُس کو اتنی نیکیاں دی جائیں گی جتنی ان لوگوں کی مجموعی تعداد ہوگی جنہوں نے بت پوجے ہونگے اور جنہوں نے بت نہ پوجے ہوں گے اور جو شخص اس سورۃ کو سفید کپڑے پر لکھ کر کسی بچے کے گلے میں لٹکا دے گا۔ وہ بچہ رونے دھونے سے اور مسان اور اقم الصبیان کے خلل سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اور جو شخص اس سورۃ کو سفید کپڑے پر لکھ کر کسی چھوٹے بچے کے بازو پر باندھ دے گا تو وہ بچہ رونے دھونے سے اور جو آزار اُس کو پہنچنے والے ہوں اُن سب سے محفوظ رہیگا۔ اور بحکم خدا اُس کا دودھ چھوٹنا اس کے لئے بہت ہی آسان ہو جائے گا۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الْحَجْرِ (پارہ نمبر ۱۳)

اس سورۃ کی فضیلت کا ذکر سورۃ ابراہیم کے ساتھ ہو گیا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھتا رہیگا اسے اتنی ہی نیکیاں عطا کی جائیں گی جتنی ہاجرین اور انصار کی مجموعی تعداد تھی۔ اور ابی بن کعب روایت کے بموجب ہاجرین اور انصار کی مجموعی تعداد سے گنی اور جتنی آنحضرت کی ہنسی اُڑانے والے تھے ان سب کی مجموعی تعداد سے بھی گنی نیکیاں اس سورۃ کے پڑھنے والوں کو عطا کی جائیں گی۔ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص اس سورۃ کو زعفران سے لکھ کر اور پاک پانی سے دھو کر کسی ایسی عورت کو پلائے جس کا دودھ کم ہو تو اُس کا دودھ زیادہ ہو جائے گا اور اگر اِس کو لکھ کر ایسا شخص اپنے بازو پر باندھ لے جو لین دین کرتا ہو تو اُس کا لین دین بہت بڑھ جائے گا۔ لوگ اُس کے معاملہ کو بہت پسند کریں گے اور جب تک یہ سورۃ اُس کے بازو پر رہے گی بحکم خدا اُس کی روزی بڑھتی جائے گی۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اِس کو زعفران سے لکھ کر کسی ایسی عورت کو پلائے گا۔ جس کا دودھ کم ہو تو اُس کا دودھ زیادہ ہو جائے گا۔ اور جو شخص اِس سورۃ کو لکھ کر اپنے خزانہ میں اپنی کیش بکس میں اپنی پھیلی میں اپنے بیوہ میں اپنے کیسے میں یا اپنی جیب میں رکھ لے گا اور صبح کو اُسے ساتھ لے کر نکلے گا تو اُس کا روبرو ترقی کرتا جائے گا۔ اور جس چیز کی وہ خرید و فروخت



کرتا ہوگا اس کا کوئی گاہک اُس کے پاس سے ناراض ہو کر نہیں جائے گا۔ بلکہ ہر ایک اُس کے لین دین کو محبت کی نظر سے دیکھے گا۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ النَّحْلِ (پارہ نمبر ۱۲)

تفسیر مجمع البیان میں نیز تفسیر ربیان و تفسیر عیاشی بہ روایت محمد ابن مسلم جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ہر پہلے میں سُوْرَةُ النَّحْلِ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے گا دُنیا میں وہ کبھی قرض میں مُبتلا نہ ہوگا اور بلاؤں کی قسموں میں سے ستر قسم کی بلا سے وہ محفوظ رہے گا۔ جن میں سے ادنیٰ قسم کی بلا جنوں و جذام و برص ہیں اور آخرت میں اس کا ٹھکانا جنتِ عدن میں ہوگا اور یہ سب جنتوں کے بیچوں بیچ ہے۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سُوْرَةَ کو پڑھتا رہے گا تو خدا اُسے اُس سے اُن نعمتوں کا حساب نہ لے گا۔ جو اُس کو عطا فرمائی ہوں اور اُس کا انتقال اُس دن یا اُس رات میں ہو گیا۔ جس دن یہ سُوْرَةَ پڑھی تھی تو اس کو اُس شخص کا سا اجر ملیگا جس نے بہترین وصیت کر کے انتقال کیا ہو اور جو شخص اس سُوْرَةَ کو لکھ کر کسی باغ میں دفن کر دے تو وہ باغ سب کا سب جل جائیگا۔ اور اگر کسی گروہ کے مکان میں اُس کو رکھ دیا جائے تو ایک سال ختم ہونے سے پہلے پہلے وہ سب مر جائیں گے۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سُوْرَةَ کو لکھ کر کسی باغ کے درختوں میں رکھ دے تو کوئی درخت ایسا باقی نہ رہے گا کہ اُس کے پھل گر کر وہ درخت پر لٹیاں نہ ہو جائیں۔ اور اگر کسی گروہ کے مکان میں اس کو پہنچا دیا جائے گا تو وہ اس سال کے اندر اندر برباد ہو جائیں گے یا ایک ایک کر کے پریشان ہو کر نکل جائیں گے اگر ایسا کرنے میں خدا سے خوف کرنا اور سوائے ظالم کے اور کسی کے لئے اسی عمل میں نہ لانا چاہیے۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الْاِسْرَاءِ (پارہ نمبر ۱۵)

تفسیر ربیان میں بہ سند علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ اور تفسیر عیاشی میں بہ سند حسن ابن ابی حمزہ الشیخانی حسین ابن ابی العلی سے روایت ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ہر شب جمعہ کو سُوْرَةَ الْاِسْرَاءِ کو پڑھتا رہے گا وہ جناب قائم آل محمد کی زیارت کئے بغیر نہیں مرے گا اور اُس کا شمار آنحضرت کے اصحاب میں ہو جائے گا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سُوْرَةَ کو پڑھے اور والدین کے ذکر تک پہنچ کر اُس کے قلب پر رقت طاری ہو جائے۔ تو اُسے جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔ اور ایک قنطار بارہ سو اوقیہ کا ہوتا ہے اور ایک اوقیہ دُنیا میں جو کچھ ہے ان سب سے بہتر ہوگا۔ نیز فرمایا کہ جو شخص اس کو لکھ کر سینہ زینبی کپڑے میں لپیٹ کر تعویذ بنا لے پھر بطور حیرت اپنے پاس رکھ کر تیر چلائے تو اُس کا تیر نشانی پر بیٹھے گا اور خطا نہیں کرے گا اور اگر اس سُوْرَةَ کو کسی برتن میں لکھ کر پانی سے دھو کر اُس کا پانی پی لیا تو کلام کرنے میں عاجز نہ رہے گا۔ اور اُس کی زبان سے ہمیشہ حق بات نکلے گی اور اُس کی سمجھ زیادہ ہو جائیگی۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیر اندازی کے بارے میں بجنسہ ایسی ہی روایت منقول ہے۔ نیز یہ بھی کہ جس پتھے کی زبان اچھی طرح نہ کھلی ہو اُس کے لئے زعفران سے لکھ کر اور دھو کر اُس کا پانی پلا دیا جائے گا تو بحکم خدا اُس کی زبان صاف ہو جائے گی۔ اور خوب بولنے لگے گا۔ تفسیر عیاشی میں توفلی سے روایت ہے وہ سکونی سے روا کرتے ہیں۔ سکونی کا بیان ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے والد ماجد ارشاد فرماتے تھے کہ جناب رسالتناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی کچھ عرصت تک آپ کی خدمت میں نہیں آئے جب حاضر ہوئے تو آپ نے اتنے دن غائب رہنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا۔ کہ بیماری اور تنگدستی نے روکا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز نہ بنا دوں کہ اس کے ذریعہ سے دعا کرو تو بیماری تندرستی اور تنگدستی فراخ دستی سے بدل جائے۔ عرض کی ضرورت بتلائیے۔ فرمایا یہ پڑھا کرو۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِہٖ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ تَوَكَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَہٗ یَتَّخِذُ وِلْدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وِلیُّ مِنَ الدَّلٰلِ وَکَبِیْرًا۔ (رحمن (و) رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) سوائے خدا کے بزرگ برتر کے سہارے کے کوئی قوت و قدرت ہو نہیں سکتی۔ میں نے اُسی زندہ پر بھروسہ کیا جس کو موت نہیں آئیگی۔ اور سب تعریف اُسی خدا کے لئے (زیبا) ہے جس نے نہ کوئی بیٹا بنایا اور نہ سلطنت میں کوئی اُس کا شریک ہے اور نہ وہ عاجز ہے کہ اُسے حامی کی ضرورت ہے۔ اور تم اُس کی بڑائی کرتے ہو جیسا کہ بڑائی کرنے کا حق ہے۔

**قول مہرجم**۔ آنحضرت نے کوئی تعداد اس کی نہیں فرمائی مگر حقیر نے بعض پتھر بہ کار بزرگوں سے سنا ہے۔ کہ بعد نماز صبح اس کی پوری ایک تسبیح پڑھنی چاہیے۔ عبد اللہ ابن سنان کا بیان ہے۔ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور میں اپنے قرض کی اور تنگدستی کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا کہ آیا میں تمہیں ایسی چیز نہ تعلیم کر دوں کہ جب اُسے پڑھ لیا کرو تو تمہارا قرض بھی ادا ہو جائے تمہاری دنیوی حالت درست ہو جائے بلکہ دنیاوی حیثیت سے تمہارا مرتبہ بہت بڑھ جائے۔ میں نے عرض کی کہ اس سے زیادہ مجھے اور ضرورت ہی کس چیز کی ہے پس حضرت نے ان کو یہ دعا تعلیم کی اور یہ فرمایا کہ اس کو صبح کی نماز کے بعد پڑھ لیا کرو۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِہٖ تَوَكَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَہٗ یَتَّخِذُ وِلْدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وِلیُّ مِنَ الدَّلٰلِ وَکَبِیْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُؤْسِ وَ الْفَقْرِ وَ مِنَ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَ السَّقَمِ وَ اَسْئَلُکَ اِنْ تَعِیْنْتَنِیْ عَلٰی اَدَاءِ حَقِّکَ اِلَیَّکَ وَ اِلَی النَّاسِ۔ (رحمن (و) رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) میں نے اُسی زندہ پر بھروسہ کیا جس کو موت نہیں آئے گی اور سب تعریف اُسی خدا کے لئے (زیبا) ہے جس نے نہ کوئی بیٹا بنایا اور نہ سلطنت میں کوئی اُس کا شریک ہے اور نہ وہ عاجز ہے کہ اُسے حامی کی ضرورت ہو اور تم اُس کی بڑائی کرتے ہو جیسا کہ بڑائی کرنے کا حق ہے۔ یا اللہ میں تنگدستی سے محتاجی سے اور قرض اور مرض کے غلبہ سے بچنے کے لئے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میری ایسی مدد فرما کہ میں تیرا حق بھی ادا کرتا ہوں۔ اور لوگوں کے حقوق بھی۔ من لا یحضرہ

الفقیہ۔ اور تفسیر صافی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتوں میں سے جو جناب علی مرتضیٰ کو فرمائی تھیں یہ وصیت بھی ہے کہ یا علی بنیسم اللہ الرحمن الرحیم قل ادعوا اللہ اذعوا الرحمن سے شروع کر کے اخیر سورۃ تک پڑھ لینا میری امت کے لئے چوری سے امان کا موجب ہوگا۔ عذ الداعی میں علامہ ابن ہبذ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص اپنے بستر پر لیٹ کر سورۃ بنی اسرائیل کی دو آخری آیتیں پڑھ لے گا وہ چوری سے محفوظ رہے گا۔ نیز معصومین علیہم السلام سے یہ روایت بھی ہے کہ جو شخص سوتے وقت ان دونوں آیتوں کو پڑھ لے گا وہ صبح ہونے تک ہر شیطان۔ سرکش اور ہر ظالم کینہ کے شر سے محفوظ اور خدائے تعالیٰ کے حفظ و امان میں رہے گا۔ قول مترجم۔ حکیم قلنا ر علی صاحب علاقہ پٹیالہ کے رہنے والے ایک بزرگ تھے جن کی حکمت مسلم تھی اور جن کا رسوخ دربار پٹیالہ اور نابھہ اور جیندا اور کلیہ اور مالیر کوٹلہ میں اُس زمانہ میں بہت ہی کچھ تھا اُن کو کسی بزرگ سے یہ عمل پہنچا تھا اور وہ اس کے عامل تھے کہ صبح کو نوافل پڑھنے کے بعد وہ آیہ قل ادعوا اللہ کو سبیلہ تک پڑھ کر سجدہ میں چلے جاتے۔ اور دو سو دو مرتبہ یا رب یا رب یا رب کہہ کر پھر سیدھے ہو بیٹھتے اس کے بعد پڑھ لیتے اور پھر اپنے مطلب کی دعا مانگ لیتے اس کے بعد نماز صبح پڑھتے۔

## فضائل و خواص سورۃ الکہف (پارہ نمبر ۱۵)

تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر عیاشی۔ تفسیر برہان اور تفسیر صافی میں یہ روایت حسن ابن ابی حمزہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ہر شب جمعہ کو سورۃ الکہف پڑھ لے گا وہ شہید ہوگا۔ اور خدائے تعالیٰ اُس کو شہیدوں کے ساتھ مبعوث فرمائے گا۔ اور قیامت کے دن اُسے شہیدوں ہی کی صف میں کھڑا کرے گا۔ نہ نسیب الاحکام میں یہ روایت محمد ابن ابی حمزہ سے روایت ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر شب جمعہ کو سورۃ الکہف پڑھ لے گا تو یہ سورۃ اُس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے کل گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الکہف کو جمعہ کے دن پڑھ لے گا وہ چھ دن تک ہر مہینے سے محفوظ رہے گا۔ یہاں تک کہ اگر وہ جہاں کا خروج بھی ہو جائے گا تو اُس سے بھی محفوظ رہے گا۔ دوسری حدیث میں آنحضرت سے یوں منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الکہف پڑھ لے گا وہ آٹھ دن تک ہر مہینے سے محفوظ رہے گا۔ یہاں تک کہ اگر اُسکی آٹھ دن میں دجال کا خروج ہو جاوے تو اس کے مہینے سے محفوظ رہے گا۔ تیسری حدیث میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ آنحضرت نے فرمایا آیا میں تمہیں وہ سورت نہ بتاؤں جس کے نزول کی وقت ستر ہزار فرشتوں نے تو اس کی مشالعت کی تھی اور اس کی عظمت سے آسمان وزمین کا مابین پُرا ہو گیا تھا لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور بتلائیے۔ فرمایا وہ سورۃ الکہف ہے جو شخص اس کو جمعہ کے دن پڑھ لے گا خدا کے



کو اتنی سلطنت بڑی عطا کی جائے گی۔ جتنی حضرت سلیمان ابن حضرت داؤد علیہ السلام کو دنیا میں عطا کی گئی تھی۔ خواہن القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس سورہ کو پڑھے گا اُس شخص کو اُن لوگوں کی تعداد کے برابر نیکیاں دی جائیں گی جنہوں نے خدا کا بیٹا بنا دیا۔ حالانکہ خدا اس سے مُترہ ہے سوائے اس کے کوئی مَبُود ہے ہی نہیں۔ اور اُن لوگوں کی مجموعی گنتی سے دس گنی نیکیاں دی جائیں گی۔ جنہوں نے حضرت ذکر کیا۔ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت اسمعیل۔ حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی تصدیق اور تکذیب کی ہوگی اور اُس کے لئے جنت میں ایک محل ایسا تعمیر فرمائے گا۔ جو وسعت میں آسمان و زمین کے باہر جتنی گنجائش ہے۔ اُس سے بھی زیادہ چڑا چکلہ ہوگا اور یہ خاص فردوس کے اعلیٰ حصہ میں ہوگا اور پڑھنے والا شخص متقین کے ساتھ سابقین کے پہلے زمرے میں محشور کیا جائے گا۔ اور جب تک وہ اور اس کی اولاد پوری پوری غنی نہ ہو جائے دنیا سے انتقال نہ کرے گا۔ نیز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو لکھ کر اور تنگ منہ کے پیشے کے برتن میں رکھ کر اپنے گھر میں رکھ دے یا بجائے پیشے میں رکھنے کے اپنے گلے یا بازو میں باندھ لے تو خواب اچھے اچھے دیکھے گا اور اُس کے گھر میں خیر و برکت بہت ہوگی اور اگر اپنے گھر کی چار دیواری پر لکھ دے تو جنات اور خبیث ارواحیں اس گھر میں نہ آنے پائیں گی۔ اور اُس گھر کے رہنے والے اُن کے شر سے محفوظ رہیں گے اور جو ڈپوک اس سورہ کو دھو کر پی لے گا تو جس چیز سے وہ ڈرتا ہوگا اسی سے حکم خدا محفوظ ہو جائے گا۔ (حتیٰ خواہ کسی آدمی سے ڈرتا ہو یا کسی بھوت جن سے) :

## فضائل و خواص سورہ طہ (پارہ نمبر ۱۱)

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر برہان میں بسند علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ اسحاق ابن عمار سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سورہ طہ کا پڑھنا چھوڑو۔ کہ اللہ تعالیٰ اس سورہ کو دوست رکھتا ہے اور جو اس کو تلاوت کرتا ہے اُس کو بھی دوست رکھتا ہے اور جو اس کی تلاوت کی مداومت کرے گا قیامت کے دن خدائے تعالیٰ اس کا نامہ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ دیگا اور حالت اسلام میں جو عمل اس نے کیے ہوں اُن کے متعلق حساب نہ لیا جائے اور آخرت میں اجر اُس کو اس حد تک دیگا کہ وہ راضی ہو جائے۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو پڑھے گا تو اکیلے کو قیامت کے دن اتنا آب بائیکا جتنا گل ہاجرین اور انصار کو دیا جائیگا۔ نیز آنحضرت سے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو لکھ کر سبز ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھے اور اُن لوگوں کے ہاں جائے جن کے ہاں وہ شادی کرنا چاہتا ہو تو اُس

کی درخواست رونہ کی جائے گی۔ بلکہ جیسے اُس کی خواہش ہوگی ہو جائے گی۔ اور اگر دوڑتے ہوئے لشکروں کے مابین جائے تو وہ دونوں الگ الگ ہو جائیں گے پھر کوئی اُن میں سے ایک دوسرے کو قتل نہیں کرے گا۔ اور اگر بادشاہ کے پاس جائے تو اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے پائیگا۔ بلکہ وہ اس کی حاجتیں بر لائیگا اور یہ اُس کی نظر میں بہت معزز ہوگا۔ اور جس لڑکی کی منگنی نہ ہوتی ہو تو اس سورت کو لکھ کر پانی سے دھو کر اُس پانی سے اُسے نہلائیں تو بہت جلد اس کی منگنی ہو جائے گی۔ اور شادی کا سامان بحکم خرابہ سہولت ہم پہنچے گا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جس شخص کے پاس یہ سورہ لکھا ہو اسبزر لیشمی کپڑے میں لپیٹا ہوا موجود ہو وہ جس گروہ کے پاس اُن کی اصلاح کی نیت سے جائیگا۔ اپنا ارادہ پورا کر کے آئے گا۔ اور جس شخص کو بادشاہ نے کوئی تکلیف پہنچانی ہو وہ اس سورت کو لکھ کر دھو کر اس کا پانی پی کر بادشاہ کے پاس جائے تو بہ قدرت خدا اس کا ظلم مہربانی سے بدل جائے گا۔ اور یہ شخص بادشاہ کے پاس خوش ہو کر نکلے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ الانبیاء (پارہ نمبر ۱)

تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر صافی اور تفسیر برہان اور ثواب الاعمال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص سورۃ الانبیاء کو از روئے خواہش و رغبت پڑھا کریگا۔ اُسے بہشت بریں میں کل انبیاء کی معیت میں آئے گی اور جب تک زندہ رہیگا لوگوں کی نظر میں اُس کا رعب و داب قائم رہیگا۔ اور خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھتا رہیگا۔ خدائے تعالیٰ سے اُس کا حساب بہت آسانی کے ساتھ لیگا۔ اور ہر ہر نبی جس کا اس سورۃ میں ذکر آیا ہے اُس سے مصافحہ کرے گا۔ اور اُسے سلام کرے گا۔ اور جو شخص اس سورۃ کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر مکر پہ بانڈھ لے اور سو رہے تو جلگنہ سے پہلے بحکم خدا ایسا خواب دیکھے گا جس سے اسکا دل خوش ہو جائے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر اپنی مکر میں بانڈھ کر سو جائے تو جب تک یہ نوستہ اُس کی مکر سے کھولا نہ جائے بیدار نہ ہوگا۔ یہ ترکیب مریضوں کے مناسب حال ہے اور اُن لوگوں کے بھی جن کو کسی فکر یا خوف یا مرض کے سبب نیند نہ آتی ہو بحکم خدا اُن کو راحت ہو جائے ہو جائیگی۔

## فضائل و خواص سورۃ الحج (پارہ نمبر ۱)

تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ الحج کو تلاوت کریگا۔ اس کو اتنے حج اور اتنے عمروں کا ثواب ملیگا جتنے آدمی اب تک حج اور عمرے بجالائے اور جتنے آئندہ بجالائیں گے۔ تفسیر برہان میں یہ سند علامہ ابن بابویہ رضی اللہ عنہما نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ہر تین دن میں ایک مرتبہ سورۃ الحج کی تلاوت کرتا رہے۔ تو

پورا سال نہیں گزرنے پائے گا۔ کہ اُسے بیت الحرام کی تیارت میسر آئے گی۔ اور اگر اُس سفر میں مر گیا تو داخل جنت ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی کہ اگر وہ مخالف مذہب ہو فرمایا تب بھی اُس کا کچھ وبال کم ہو جائے گا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو بہرہ کی جھٹی پر لکھ کر کسی جہاز یا کشتی میں رکھے تو ہوا ہر طرف سے اس جہاز یا کشتی کو اگھیرے گی نہ وہ کشتی محفوظ رہے گی اور نہ وہ کشتی والے ہی رہیں گے۔ جناب رسول خدا کی روایت میں ہے کہ اس عمل کا کرنا جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ ظالموں کے لئے راستہ لوٹنے والوں کے لئے اور جو مخالفت اسلام میں لڑتے ہوں ان کے لئے کیا جائے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام والی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے اور اگر اس سورہ کو لکھ کر پانی سے دھو کر ایسی جگہ چھڑک دیا جائے جہاں کوئی ظالم بادشاہ رہتا ہو تو حکم خدا اُس کی سلطنت غارت ہو جائے گی۔

## فضائل و خواص سورۃ المؤمنون (پارہ نمبر ۱۸)

تفسیر مجمع البیان اور خواص القرآن میں بہ روایت ابی ابن کعب منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ المؤمنون کو پڑھتا رہیگا قیامت کے دن فرشتے اُس کو رُوح و ریحان کی خوشخبری پہنچائیں گے اور ملک الموت کی آمد کے وقت اُس کو ایسی چیز کی خوش خبری دی جائے گی جس سے آنکھوں کو سکھ اور کلیجے کو ٹھنڈک ہوگی۔ نیز اسی تفسیر میں اور تفسیر برہان میں بہ سند علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ روایت ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اس سورت کو پڑھتا رہیگا تو اُس کا انجام بخیر ہوگا اور اگر پابندی کے ساتھ ہر جمعہ کو پڑھتا رہیگا تو اُس کا مکان انبیاء و رسولوں کے پاس فردوس بریں میں ہوگا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھے اور سیر کے بازو میں باندھ دے یا گلے میں ڈال دے جو شراب پیتا ہو تو اُسے شراب سے نفرت ہو جائے گی۔ اور اُس کے پاس بھی نہ پھٹکے گا۔ دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ وہ پھر اُسے کبھی یاد بھی نہ کریگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو رات کے وقت لکھے اور سفید کپڑے میں لپیٹ کر نیند (شراب خرا) پینے والے کے بدن پر باندھ دے تو حکم خدا وہ کبھی شراب نہ پئے گا۔ بلکہ عام طور سے شراب سے اُسے نفرت ہو جائے گی۔

## فضائل و خواص سورۃ النور (پارہ نمبر ۱۸)

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر برہان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ نور کو پڑھے گا اس کو تمام ایماندار مرد اور عورتوں کی گنتی سے وہ چند نیکیاں بطور اجر کے ملیں گی۔

نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم اپنی اولاد اپنے اموال اور اپنے بستروں کو سورہ نور کی تلاوت کے ذریعہ سے محفوظ رکھو۔ اور خاص کر اپنی عورتوں کی عفت اسی سورہ کے ذریعہ سے بچاؤ۔ کیونکہ جو شخص اس سورہ کو ہر روز یا ہر شب پڑھ لیا کرے گا وہ مرتے دم تک اپنے اہل و عیال میں کوئی بڑی تہ دیکھے گا۔ اور جب اُس کا انتقال ہو جائے گا۔ تو ستر ہزار فرشتے قبر تک اُس کے جنازہ کی مشالعت کریں گے اور جب تک وہ داخل قبر نہ ہو جائے گا اُس کے لئے دعا اور استغفار کرتے رہیں گے۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص اس سورہ کو لیکھ کر اپنے اُس بستر میں رکھ لے جس پر وہ سوتا ہے تو کبھی احتلام میں مبتلا نہ ہوگا اور اگر اُس کو لیکھ کر آب زمزم سے دھو کر پی لے تو جماع پر قادر نہ ہوگا اور قوتِ نعوظ جاتی رہے گی۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام والی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اگر اُس پانی پینے کے بعد جماع کرے تو بھی لذت پوری حاصل نہ ہوگی بلکہ قوتِ نعوظ چلی جائے گی۔

## فضائل و خواص سورۃ الفرقان (پارہ نمبر ۱۸)

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر برہان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص سورۃ الفرقان پڑھتا رہے گا اُسے خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اُس حال میں مبعوث فرمائے گا۔ کہ اُس کا ایمان اس بات پر بھی ہوگا کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں ذرا سا بھی شک نہیں۔ اور یہ کہ جو لوگ قبروں میں ہیں خدائے تعالیٰ اُن کو ضرور مبعوث فرمائے گا۔ نیز وہ بلا حساب داخل جنت ہوگا۔ نیز جناب امام رضا علیہ السلام نے اسحاق ابن عمار سے فرمایا کہ اُسے فرزند عمار سورۃ الفرقان کا پڑھنا ترک نہ کیجیو کہ جو شخص ہر شب میں اس کو پڑھتا رہے گا خدائے تعالیٰ اس کو ہرگز عذاب نہ دے گا اور نہ اُس سے حساب لے گا۔ اور اُس کا مکان فردوس بریں میں قرار دے گا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو لیکھ کر اپنے بدن پر باندھ لے اور تین دن باندھے رہے تو پھر جس اونٹ یا کسی سواری کے جانور پر سوار ہوگا تو وہ سواری کا جانور تین دن بعد ہی مر جائیگا۔ اور اگر یہ شخص اپنی زوجہ کے پاس جائے اور وہ عورت حاملہ ہو تو اُس کا وہ حمل اُسی وقت ساقط ہو جائے گا اور اگر یہ ایسے لوگوں میں جائے جن میں آپس میں لین دین ہو تو وہ اتمام کو نہ پہنچے گا بلکہ آپس میں فساد ہو جائے گا۔ اور اُس لین دین پر کبھی راضی نہ ہوں گے؛

## فضائل و خواص سورۃ الطور میں یعنی سورۃ الشعراء سورۃ

### النحل و سورۃ القصص (پارہ نمبر ۱۹)

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر برہان میں بہ سند علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ان تینوں سورتوں کو جن کے اول میں طسین ہے ہر شب جمع پڑھ لیا



کرے اس کا شمار خاص اولیاءِ خدا میں ہوگا اور جو رحمت میں اُس کو جگہ ملے گی۔ اور دُنیا میں جب تک زندہ رہیگا نہ کبھی محتاج ہوگا اور نہ کوئی تکلیف پیش آئے گی۔ اور آخرت میں جنت میں اتنا کچھ اُس کو دیا جائے گا کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ بلکہ اُس کی رضا مندی سے بھی زائد ملیگا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولی اُصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص سورۃ الشعراء کو پڑھے گا اُس کو اجر میں اتنی نیکیاں دی جائیں گی جن کی تعداد اُن لوگوں کی مجموعی تعداد سے وہ چند ہوں گی جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کی ہوگی یا تکذیب۔ نیز اُن لوگوں کی مجموعی تعداد سے بھی دس گنی ہوگی جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی ہے۔ تفسیر بڑبان اور خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے جو شخص سورۃ الشعراء کو پڑھے اُس کو تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کی مجموعی تعداد سے دس گنا نیکیاں دی جائیں گی اور جب وہ اپنی قبر سے نکلیگا تو یہ آواز بلند (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کہتا ہوا نکلیگا۔ اور جو شخص اس سورہ کو علی الصباح پڑھ لیا کرے گا۔ اُس کو اتنا ثواب ملے گا کہ گویا خدا نے تعالیٰ نے جس قدر کتابیں نازل فرمائیں وہ سب پڑھ لیں۔ اور جو اس سورہ کو لکھ کر پانی سے دھو کر اُس پانی کو پی لیا اُسے خدا نے تعالیٰ ہر بیماری سے شفا عطا فرمائے گا۔ اور جو شخص اس سورہ کو لکھ کر سفید مرغ کے گلے میں باندھ دے اور اُس کو چھوڑ دے تو وہ ایسی جگہ پر پھیرے گا جہاں یہ خزانہ ہو یا اس مقام پر پڑے گا۔ جس کے نیچے پانی پایا جائے۔ (لہذا جس شخص کو کسی مقام پر خزانہ ہونے یا نہ ہونے کا شبہ ہو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے یا جس شخص کو کنواں کھودنا ہو وہ مناسب مقام اس کے ذریعہ سے تلاش کر سکتا ہے) نیز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اس سورت کے پڑھنے کی مداومت کر لیا اس کے گھر میں نہ کبھی چور آئیگا نہ آگ لگیگی اور نہ وہ مکان پانی میں ڈوبیگا۔ نیز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص اس سورہ کو لکھ کر سفید مرغ کی گردن میں لٹکائے اور اسے چھوڑ دے تو وہ اس موقع پر پھیرے گا جہاں خزانہ مل سکے یا جہاں جادو دفن کیا ہو۔ اور جتنا کہ وہ مدفون چیز ظاہر نہ ہو جائے وہ اپنی چونچ سے کھودتا بھی رہیگا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام والی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اگر یہ سورہ لکھ کر کسی ایسی عورت کے باندھ دی جائے جس کو طلاق مل گئی ہو تو اُس پر طلاق بہت شاق گزریگی اور اس کو طرح طرح کے خوف عارض ہونگے ہذا ایسا عمل کرنا اُسے کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور بے وجہ کسی کو تکلیف نہ دینا چاہیے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ اگر اس سورہ کو لکھ کر اور پانی سے دھو کر اس کا پانی کسی موقع پر پھیر کر دیا جائے تو وہ جگہ حکم خدا سے زیادہ ہو جائیگی۔ تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب منقول ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورہ النمل کو پڑھیگا اُس کو ان تمام لوگوں کی مجموعی تعداد سے وہ چند نیکیاں بطور اجر ملیں گی جنہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی تصدیق کی ہو اور حضرت ہود حضرت شعیب حضرت صالح علیہم السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تکذیب کی ہو اور جب وہ اپنی قبر سے نکلیگا تو یہ آواز بلند (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)

کہتا ہوگا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ النحل کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر اپنے گھر میں رکھ چھڑے تو نہ اُس گھر میں سانپ آئے گا نہ بچھو نہ کوئی اور ایذا دینے والا کیڑا نہ ٹپسی نہ کھٹکھٹا کتنا بھیڑیا۔ اور کوئی چیز اُس کو کبھی نہ سنائے گی۔ حتیٰ آنکہ دوسری روایت کے بموجب چھڑے تک اُس کو نہ کاٹے گا۔ ایسی ہی روایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہے مگر اُس میں اتنا زیادہ ہے کہ جھلی پر سورۃ لکھی ہو اُس کو ایک اور دباغت کی ہوئی جھلی میں رکھے اور پھر اُسے صندوق میں رکھے۔ تو علاوہ مندرجہ بالا فوائد کے اُس گھر میں اتنی برکت ہوگی کہ کوئی چیز وہاں کی ختم ہی نہ ہوگی (یعنی جو خاتمہ کے قریب پہنچے گی۔ اُس کی آمد کا منجانب اللہ ایسا انتظام ہو جائے گا جو عام عقول کو حیرت میں ڈال دے) تفسیر مجمع البیان اور تفسیر برہان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ القصص کو پڑھے گا اُس کو بطور اجر اتنی نیکیاں ملیں گی جن کی مجموعی تعداد ان لوگوں کی تعداد سے دس گنی ہوگی جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی یا تکذیب کی ہوگی اور آسمانوں کا اور زمین کا کوئی فرشتہ باقی نہ رہے گا جو قیامت کے دن اس شخص کے سچا ہونے کی گواہی نہ دی۔ خواص القرآن میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر پانی سے دھو کر پی لے تو جو مرض یا درد یا شکایت اُسے ہوگی وہ بحکم خدا بالکل برطرف ہو جائے گی۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کو مرض استسقا ہے یا ورم طحال ہو۔ ورم جگر درد جگر اور درد سینہ یا پیرٹ میں درد ہو اور سورۃ القصص کو اُس کے جسم پر کسی جگہ باندھ دی جائے نیز یہی سورت ایک برتن میں لکھ کر بارش کے پانی سے دھو کر وہ پانی اسکو پلا دیا جائے تو بحکم خدا درد بھی جاتا رہے گا ورم بھی دور ہو جائے گا۔ اور مرض سے بھی بہت جلد شفا ہو جائے گی۔

## فضائل و خواص سورۃ العنکبوت و سورۃ الروم (پارہ نمبر ۲)

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر برہان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ العنکبوت کو پڑھے گا اُس کو جتنے مومن مرد اور جتنی مومن عورتیں اور جتنے منافق مرد اور جتنی منافق عورتیں ہو چکی ہیں یا آئندہ ہوں گی ان سب کی مجموعی تعداد سے دس گنی نیکیاں بطور اجر عطا کی جائیں گی۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بہ سند معتبرہ روایت ابو بصیر منقول ہے کہ جو شخص سورۃ العنکبوت اور سورۃ الروم راہ مبارک رمضان کی تیسویں شب میں پڑھے خدا کی قسم وہ اہل جنت سے ہوگا (پھر راوی سے خطاب کر کے فرمایا) کہ اے ابو محمد! میں اس بشارت سے کسی کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتا اور نہ مجھے اس کا اندیشہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اس قسم کے کھانے کے سبب میرے ذمہ کوئی گناہ قرار دے (مقصود حضرت کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہلیت کے مخالفین چونکہ جنتی ہو نہیں سکتے ان کو یہ توفیق ہی نہ ہوگی کہ وہ ان سورتوں کو اس شب میں تلاوت

کر سکیں۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا ﷺ سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ العنکبوت کو لکھ کر پانی سے دھو کر اس کا پانی پی لیگا تو جو تکلیف اور جو بیماری اُسے ہوگی وہ سب محکم خدا اور بہ قدرتِ خدا دُور ہو جائے گی۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر پانی سے دھو کر اُسے پی لیگا تو جاڑا کا بھار جاتا رہے گا۔ سردی کبھی نہ لگے گی اور جو تکلیف ہے وہ دُور ہو جائے گی۔ اور ردی مہیبت کبھی نہ اُٹھائے گا۔ سوائے موت کے دود کے کہ وہ ہر انسان کے لئے لابد ہے۔ اور جب تک زندہ رہیگا اس کی خوشی بڑھتی رہے گی۔ نیز اس پانی کے پینے والے کے دل کو بڑی فرحت حاصل ہوگی۔ اور اُس کا سینہ علم کے لئے کھل جائے گا۔ اور جو اُس پانی سے منہ دھولیا کرے تو اُس کے چہرے پر سُرخی اور رونق آئے گی۔ زاید حرارت زائل ہو جائے گی۔ مہاسے گرمی دانہ وغیرہ دفع ہو جائیں گے۔ اور جو شخص ستر پر لیٹ کر اس سورت کو پڑھ لیگا اور لکھ کر اُسے اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیگا تو یہ سورۃ اُس کی نگہبانی کرے گی۔ اور وہ شخص اول شب سے آخر شب تک بہ آرام و اطمینان سوتا رہے گا اور محکم خدا ﷺ ہی کے وقت بیدار ہوگا اس سے پہلے نہیں۔ تفسیر برہان میں جناب رسول خدا ﷺ سے روایت ہے کہ جو شخص سورۃ السورہ کو پڑھے گا اُس کو بطور اجر اتنی نیکیاں ملیں گی جن کی تعداد ان فرشتوں کی مجموعی تعداد سے دس گنی ہوگی جو آسمان و زمین میں تسبیح خدا کر رہے ہیں۔ اور جو چیز اُس دن بارش میں اس کی جاتی رہے گی وہ اس کو ضرور مل جائے گی۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا ﷺ سے منقول ہے کہ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ کسی مکان کے رہنے والے سب کے سب بیمار ہو جائیں تو وہ سورۃ السورہ کو لکھ کر اُس مکان میں رکھ دے نوبت یہ پہنچے گی کہ کوئی پرولسی بھی اس مکان میں آئے گا تو وہ بھی اُن مکان والوں کے ساتھ بیمار ہو جائے گا۔ نیز آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص اس سورۃ کو کاغذ پر لکھ کر بارش کے پانی سے دھوئے اور اُس پانی کو کسی مٹی کے برتن میں ڈال دے تو جو شخص اُس پانی کو پئے گا وہی مریض ہو جائے گا اور جو اُس پانی سے منہ دھوئے گا اس کی آنکھیں اس زور سے دُکھنے آئیں گی کہ اندھا ہونے کے قریب پہنچ جائیگا۔

## فضائل و خواص سورۃ لقمن (پارہ نمبر ۱۲)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا ﷺ سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ لقمن کو پڑھے گا۔ قیامت کے دن حضرت لقمان اس کے رفیق ہوں گے اور اُس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے والوں کی مجموعی تعداد سے وہ چند نیکیاں عطا کی جائیں گی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اور تفسیر برہان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص سورۃ لقمن کو نرسب پڑھ لے تو خدائے تعالیٰ اس رات میں تین فرشتے جتن فرما دیتا ہے کہ صبح تک ابلیس اور لشکر ابلیس سے پڑھنے والوں کی حفاظت کرتے رہیں۔ پھر اگر دن میں بھی اس سورۃ کو پڑھ لیگا۔ تو وہ اسی طرح شام تک ابلیس

اور شکر ابلیس سے بچانے کے لئے رہیں گے۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر پانی سے دھو کر وہ پانی کسی ایسے مریض کو پلائے جس کے معدہ میں گرانی ہو یا کوئی مرض ہو تو وہ حکیم خدا دُور ہو جائیگا۔ اور اگر کوئی مرد خون ٹھوکتا ہو یا عورت تو جہاں سے یہ خون آتا ہو (خواہ سینہ یا پیٹ یا گلے سے) تو اسی مقام پر یہ سورۃ لکھ کر باندھ دے تو حکیم خدا خون آنا بند ہو جائیگا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اس حدیث کا پہلا حصہ منقول ہے اور اُس کے آگے اتنا اور ہے کہ جسے وہ پانی پلا دیا جائے گا۔ وہ بخار سے بھی محفوظ ہو جائے گا اور حکیم خدا ہر تکلیف دینے والی چیز اس کے جسم سے دُور رہے گی۔

## فضائل و خواص سورۃ المسجدہ (پارہ نمبر ۲)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ المسجدہ کو پڑھے اُسے اتنا ثواب ملیگا گویا تمام شب قدر میں جاگتا رہا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ہر شب جمعہ اس سورۃ المسجدہ کو پڑھے لیا کرے اُس کا نامہ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں دیں گے اور جو کچھ بھی اُس سے ہو گیا ہو اُس کا کوئی حساب نہ لیا جائے گا۔ اور اُس کا شمار جناب رسول خدا اور اُن کے اہلبیت کے رفقاء میں کیا جائے گا۔ لیث ابن ابی البرزہ روایت جاؤر بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک آرام نہیں فرمایا کرتے تھے جب تک کہ سورۃ المسجدہ اور تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِكَ الْمُلْكُ تلاوت نہ فرمالتے۔ لیث کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا ذکر طاؤس سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ان دونوں سورتوں کو قرآن مجید کی اور سورتوں پر ایک فضیلت خاص حاصل ہے۔ اور جو شخص ان دونوں سورتوں کو پڑھتا رہے گا اس کے نامہ اعمال میں ساٹھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ ساٹھ بدیہ اس میں سے بٹا دی جائیں گی۔ اور ساٹھ درجے اس شخص کے بلند کر دئے جائیں گے۔ ثواب الاعمال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کو خود جنت کا اور جنت کی صفات کا اشتیاق ہو اُسے تو چاہیے کہ سورۃ الواقعہ کو پڑھا کرے اور جو یہ چاہے کہ آتش جہنم کی صفات کو سمجھ لے اسے چاہیے کہ سورۃ المسجدہ و لقمن کو پڑھا کرے۔

**تثنیہ :-** سورۃ المسجدہ کو بعض کتب میں سورۃ المسجدہ لقمن بھی لکھا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ سورۃ لقمن سے متصل واقع ہوئی ہے تاکہ اس میں اور سورۃ حمد المسجدہ میں جو چوبیسویں پارہ کے آخر میں واقع ہے القیاس واقع نہ ہو۔ تفسیر صافی میں کتاب النخصال سے یہ روایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورہ ہائے عزائم صرف چار ہیں۔ اول۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ دُوْبْرے سورۃ النجم تیسرے المسجدہ۔ چوتھے حمد المسجدہ۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے جسم پر باندھ لیگا وہ بخار اور درد سر سے اور گنہگار سے محفوظ رہے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے علاوہ اتنی حدیث کے اتنا اور زیادہ منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر پانی سے دھو کر اس کا پانی پی لے تو بحکم خدا باری کے بخار سے نجات پائے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ الاحزاب (پارہ نمبر ۲۱)

تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ الاحزاب کو خود بھی پڑھے اور اپنے اہل و عیال کو اور اپنی لونڈی غلاموں کو سکھائے تو اس کو عذاب قبر سے امان دی جائے گی اور یہ روایت عبداللہ ابن سنان جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الاحزاب بہت پڑھتا رہے گا اُسے قیامت کے دن جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنحضرت کے ازواج کے پڑوس میں مکان ملیگا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الاحزاب کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر ایک ڈبہ میں رکھ کر اپنے مکان میں رکھے تو اس کے بیٹیاں بہنیں اور کنبہ کی عورتیں جو کنواری ہوں ان کے لئے درخواستیں بہت کثرت سے آئیں گی گو وہ کیسا ہی فقیر ہو لیکن لوگ اُس سے رشتہ کرنے کے لئے بہت ہی خواہشمند ہوں گی۔

## فضائل و خواص سورۃ السبا و سورۃ الفاطر (پارہ نمبر ۲۲)

تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ السبا کو پڑھے گا تو قیامت کے دن کوئی بنی اور کوئی رسول ایسا باقی نہ رہے گا کہ جو اُس سے مصافحہ نہ کرے اور اُس کا رفیق نہ بنے اور جو شخص سورۃ الملائکہ یا سورۃ الفاطر کو پڑھے قیامت کے دن جنت کے اکٹھوں دروازوں سے اُس کو بلا یا جائے گا۔ وہ جس سے چاہے داخل ہو جائے اور یہ روایت ابن اذینہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ السبا اور سورۃ الفاطر کو ہر رات کو پڑھ لیا کرے تو وہ رات بھر خدا کے تعالیٰ کے حفظ و حمایت میں رہے گا اور جو ان دونوں سورتوں کو دن میں پڑھ لیا کرے گا اُسے دن میں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی اور خیر دنیا و آخرت سے اُس کو اتنا عطا کیا جائے گا جتنے کا خیال بھی اُس کے دل و دماغ میں نہ گزرا ہوگا اور جتنے کی ہوس و آرزو بھی نہ کر سکے گا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ السبا کو لکھ کر اپنے گلے میں لٹکالے تو کوئی درندہ اور کوئی گزندہ اس کے پاس نہ پھٹکے گا۔ اور جو شخص اس کو لکھ کر دھو کر اس کے پانی کو پی لے اور اس سے اپنا منہ بھی دھو لے تو جس چیز سے وہ ڈرتا ہوگا اُس سے ناموں و محفوظ ہو جائے گا۔ اور اُس کے دل سے خوف بھی جاتا رہے گا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ

الفاطر یا سورۃ الملائکہ کو لکھ کر ایک شیشی کے اندر ٹھونس دے اور جس شخص کے متعلق یہ منظور ہو کہ وہ اس کے گھر سے اٹھ کر نہ جائے تو چپکے سے اس کی گود میں یا جیب میں وہ شیشی ڈال دے تو جب تک وہ شیشی اس کے پاس رہیگی تو وہ بحکم خدا اپنی جگہ سے اٹھنے پر قادر ہی نہ ہوگا۔ شیخ محمد ابن الحسن طوسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب المجالس میں بہ اسناد معتبرہ معاویہ ابن وہب سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور ایک شخص مرد کا رہنے والا بھی بیٹھا ہوا تھا اور اس کا لڑکا بھی اُس کے ساتھ تھا اس لڑکے کے سر میں درد ہوا اس کی شکایت حضرت کی خدمت میں کی گئی۔ فرمایا اس لڑکے کو میرے قریب لاؤ پھر اپنے دست مبارک سے اُس کے سر کو چھوا اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَ لَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِ هٰذَا فَذٰلِكَ اَنْتَ عَفْوٌ رَّاهِ (سورۃ الفاطر ص ۷) فوراً آرام ہو گیا۔ تہذیب الاحکام میں بہ روایت ابن یقین منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو زلزلہ آئے اُسے لازم ہے کہ یہ دعا پڑھے۔ يٰۤاَمَنُ يَمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَ لَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِ هٰذَا فَذٰلِكَ اَنْتَ عَفْوٌ رَّاهِ صَلَّى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖٓ سَلَّمَ عَنِّي السَّمْعُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اسے وہ جو آسمانوں کو اور زمین کو اس بات سے روکے ہو ہے کہ وہ اپنی جگہ سے زائل ہو جائیں اگر وہ اپنی جگہ سے زائل ہو جائے تو اس کے بعد کوئی ایسا نہیں ہے جو ان کو روک لیتا۔ یقیناً وہ بہت بڑا بڑا بخشنے والا ہے تو محمد اور آل محمد پر رحمت بھیج اور اس زلزلہ کے ضرر کو مجھ سے دور رکھ یقیناً تو ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے) نیز حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص دن میں کسی وقت اس دعا کو پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ وہ چوبیس گھنٹہ اس بات سے محفوظ رہے گا کہ اس کا مکان اُس کے اوپر گر پڑے۔ نیز شیخ محمد ابن الحسن الطوسی علیہ الرحمہ بہ روایت عباس ابن بلال جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اُن حضرت نے اپنے والد ماجد جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ جو شخص سوچا ہے تو وہ آیت مندرجہ بالا کو ہرگز نہ پڑھے ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ مکان جس میں وہ سوئے گا اُس کے اوپر گر پڑے گا۔

## فضائل و خواص سورہ یس (پارہ نمبر ۲)

تفسیر برہان میں بہ سند علامہ ابن بابویر القمی علیہ الرحمہ ابو بصیر سے منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کا ایک قلب ہوتا ہے اور قرآن مجید کا قلب سورہ یسین ہے اور جو شخص سورہ یسین کو دن میں کسی وقت پڑھ لے گا تو اُس کا شمار ان لوگوں میں ہو جائیگا جن کی منجانب اللہ خاص طور پر حفاظت کی گئی ہو اور جن کو اُس شام سے پہلے پہلے رزق بھی خاص طور سے عطا کیا گیا ہو۔ اور جو شخص رات کو سونے سے پہلے اس کو پڑھ لے گا تو اس پر خدا کے نعلے ایک ہزار فرشتے تعینات کر دے گا کہ وہ سب کے سب ہر شیطان

لعین کے شر سے اور ہر وقت اُس کی حفاظت کرتے رہیں گے اور اگر پڑھنے کے ۴ گھنٹہ کے اندر مر گیا۔ تو  
خدا نے تعالیٰ خاص طور سے اس کو داخل جنت فرمائے گا۔ اور اُس کے غسل کے وقت تیس ہزار فرشتے حاضر  
ہوں گے جو سب کے سب اُس کے لئے استغفار کریں گے۔ اور استغفار ہی کرتے کرتے قبر تک اُس کے ساتھ  
ساتھ جائیں گے۔ اور جب اُس کو اُس کی لحد میں اتاریں گے تو وہ اُس کی قبر میں لائیں گے اور وہیں خدا کی عبادت  
کرتے رہیں گے اور اُن کی کل عبادت کا ثواب اُس کو ملے گا۔ اور اُس کی قبر میں وسعت اتنی کر دی جائے گی کہ جہاں  
تک نظر کام دے عذاب قبر سے یہ شخص مامون رہیگا۔ اور اُس کی قبر سے ایک نور چمکتا ہوا آسمان تک جلا  
جائے گا اور یہ حالت اُس وقت تک رہیگی کہ جب تک خدا نے تعالیٰ اس کو پھر قبر سے نکالے اور پھر جس وقت اس  
کو قبر سے نکالے گا تو وہی فرشتے اُس کے ساتھ ساتھ ہوں گے اُس سے باتیں کرتے جائیں گے اور اُس کو دیکھ کر  
ہنستے ہوں گے اور ہر خیر و خوبی کی اُس کو خوشخبری دیتے جائیں گے یہاں تک کہ صراط و میزان سے گزار کر حضور  
پروردگار عالم میں اُس منزلت پر جا کھڑا کریں گے۔ کہ سوائے خدا کے مقرب فرشتوں اور مرسل نبیوں  
کے اور کوئی مخلوق بحیثیت منزلت اس سے زیادہ قرب نہ رکھتی ہوگی۔ پس یہ خدا کے حضور ہیں انبیاء کی صف  
میں کھڑا ہوگا نہ سچ کرنے والوں کے ساتھ اس کو سچ کرنا پڑے گا اور نہ آئندہ کی فکر کرنے والوں کے ساتھ اس  
کو کوئی فکر کرنی ہوگی اور نہ رونے پینے والوں کے ساتھ اس کو رونا پیننا پڑے گا۔ پھر خدا نے تبارک و تعالیٰ اس  
سے خطاب فرمائے گا کہ اے میرے بندے تو سفارش کر کہ توحس جس کے بھی بارے میں سفارش کریگا یہیں تیسری  
سفارش قبول کر لوں گا اور تو مجھ سے سوال کر کہ میرے پاس سب کچھ ہے۔ جو کچھ تو مجھ سے مانگے گا میں تجھ کو دوں گا  
چنانچہ یہ سوال بھی کریگا اور اس کو عطا بھی کیا جائے گا۔ اور شفاعت بھی کرے گا اور اس کی شفاعت بھی قبول کی  
جائے گی۔ اور جن جن لوگوں کا حساب کیا جائے گا۔ اُن میں اس کا حساب نہ کیا جائے گا۔ اور جن کو کھڑے رہنے کی  
تکلیف دی جائے گی اُن میں اس کو کھڑا نہ کیا جائے گا۔ اور جن کو ذلت پہنچائی جائے گی اُن میں اس کو ذلت  
نہ پہنچائی جائے گی۔ اور اس کا کوئی گناہ نہ لکھا جائے گا۔ اور اس کی کوئی بد عملی تحریر میں نہ آئے گی اور اس کا نامہ اعمال  
کھلا ہوا اس کو دیا جائے گا یہاں تک کہ عدالت الہی سے سرخرو نہ کیگا اور اس وقت سب لوگ یہ کہیں گے۔  
کہ سبحان اللہ یہ کیسا نیک بندہ ہے کہ اس کے ذمہ ایک گناہ بھی نہیں۔ اور آخر میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کے رفیقوں میں اس کا شمار کیا جائے گا۔ نیز یہ روایت جعفر جعفی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول  
ہے کہ جو شخص اپنی عمر بھر میں سورہ یسین ایک مرتبہ بھی پڑھ لیگا (مگر پڑھنا اُس طرح کا ہو جو پڑھنے کا حق ہے)  
تو خدا نے تعالیٰ کی جتنی مخلوق دنیا میں ہے اور جتنی مخلوق آخرت میں ہوگی اور جتنی مخلوق آسمانوں میں ہے اُن میں سے  
ایک ایک کے عوض بیس بیس لاکھ نیکیاں اُس کے نامہ اعمال میں لکھیگا اور بیس بیس لاکھ بدیاں اُس میں سے  
مٹا دیگا۔ نہ اُس کو کبھی احتیاج ستائے گی اور نہ قرض لینا پڑے گا۔ نہ قنارت اُس پر گرے گی۔ نہ سخت صدمہ  
اُسے پہنچے گا۔ نہ جنون ہوگا نہ جذام نہ وسواس اور نہ کوئی ایسی بیماری جو اُس ضرر پہنچائے۔ جان کنی اور موت کی سختی

میں اُس کی تخفیف کی جائے گی۔ اُس کی قبض رُوح کا اہتمام خود خدائے تعالیٰ فرمائے گا۔ اور اُس کا شمار ان لوگوں میں سے ہوگا جن کی وسعت رزق کی دُنیا میں اور خوشی بہم پہنچانے کی بوقت ملاقات خود اور آخرت میں اتنا ثواب دینگی کہ وہ رضامند ہو جائیں۔ خود خدائے تعالیٰ ضمانت فرما چکا ہے اور خدائے تعالیٰ اپنے کُل آسمانوں کے اور زمین کے فرشتوں سے فرمائے گا کہ میں اس بندہ سے یقیناً راضی ہوں۔ اب تم بھی اس کے لئے استغفار کرو۔ ایضاً شیخ علیہ الرحمہ المجالس میں بہ اسناد معتبرہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو سورہ یسین سکھاؤ کہ یہ قرآن مجید کا پھول ہے۔ نیز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص سورہ یسین کو خاص خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے پڑھدے گا اس کے کُل گناہ معاف کر دیگا اور اُس کو اجر اتنا عطا فرمایگا۔ گویا اس نے پورا قرآن مجید بارہ مرتبہ پڑھا اور سورہ یسین جس مریض کے پاس پڑھی جائے گی اس کے پاس فی آیتہ (اور دوسری روایت کے بموجب فی حرف) دس دس فرشتے اتر کر اس کے سامنے صفیں باندھ کر کھڑے ہو جائیں گے اس کے لئے استغفار کریں گے اس کی قبض رُوح کے وقت بھی موجود رہیں گے۔ اس کے جنازہ کے پیچھے پیچھے چلے جائیں گے۔ اس کے جنازہ پر نماز بھی پڑھیں گے اور اس کے دفن کے وقت تک برابر حاضر رہیں گے اور جو مریض جانکنی کی حالت میں ہے وہ سورہ یسین کو خود پڑھے یا کوئی دوسرا اس کے پاس پڑھے اور وہ سُنے تو رضوان داروغہ بہشت اس کے پاس آکر اس کو جنت کا شربت پلاتا ہے قبل اس کے کہ اس کی رُوح قبض ہو پھر جب ملک الموت اس کی رُوح قبض کرتا ہے تو وہ سیر و سیراب ہوتا ہے جب قبر میں پہنچتا ہے تب بھی سیر و سیراب ہوتا ہے۔ جب دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا تب بھی سیر و سیراب ہوگا اور جب جنت میں پہنچا یا جائے گا تب بھی سیر و سیراب ہوگا۔ جامع الاخبار میں بہ روایت محمد ابن علی جناب رسول خدا سے منقول ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ قرآن مجید اور ہر چیز افضل ہے۔ پس جس نے قرآن مجید کی عزت کی اس نے خود خدائے تعالیٰ کی عزت کی اور جس نے قرآن مجید کی توقیر نہ کی اس نے خدائے تعالیٰ کے حق کا استخفاف کیا اور قرآن مجید کی حرمت اتنی ہی ہے جتنی بیٹے کے مقابل باپ کی۔ اور جو قرآن مجید کے علوم جاننے والے ہیں ان کو بہت خدا ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہے اور نور خدا سے وہ بلبس ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان سے فرماتا ہے۔ کہ اے قرآن مجید کا علم رکھنے والو! تم خدائے تعالیٰ کی کتاب کی عزت کر کے خدائے تعالیٰ کی محبت کا ثبوت دو کہ خدائے تعالیٰ بھی تم سے محبت رکھے اور تم کو اپنے بندوں کی نظر میں محبوب بناوے۔ یہ بھی فرمایا کہ قرآن مجید کے سُننے والوں سے تو خدائے تعالیٰ دُنیا کی بلائیں دفع کرتا رہتا ہے اور پڑھنے والوں سے آخرت کی۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ کتاب خدا کی ایک آیت کے سُننے والے کا ثواب سونے کا ایک ٹیلہ خیرات کر دینے سے زیادہ ثواب ہے۔ اور کتاب خدا کی ایک آیت کا پڑھنے والا عرش خدا کے نیچے سے لیکر تخت الثریٰ تک جتنی چیزیں ہیں اُن سب سے افضل ہے۔ اور کتاب خدا میں ایک سورہ ایسی ہے جس کا نام العزیز (عزت والی) ہے وہ اپنے پڑھنے والے کو خدا کے حضور میں الشریف



صاحب شرف و بزرگی) کہہ کر پکارے گی۔ اور قیامت کے دن اس سورۃ کے پڑھنے والے کو اتنے لوگوں کی شفاعت کا اختیار دیا جائے گا۔ جتنے ربیعہ و مضر کے قبیلوں میں آدمی تھے۔ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ وہ سورۃ سورۃ یسین ہے۔ ربیع السامح میں روایت ہے۔ کہ جو شخص شب جمعہ کو سورۃ یسین پڑھے لے صبح جمعہ کو کوئی گناہ اس کے ذمہ باقی نہیں رہتا۔ انحصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت کے دس نام زیادہ مشہور ہیں۔ ان آں جملہ پانچ قرآن مجید میں ہیں اور پانچ قرآن مجید میں نہیں۔ پس وہ پانچ نام جو قرآن مجید میں ہیں یہ ہیں۔ محمدؐ۔ احمدؐ۔ عبد اللہؐ۔ یسینؐ اور ش۔ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یسین جناب رسالت مآب کے اسماء مبارک میں سے ایک نام ہے اور معنی اس کے ہیں اے وحی کے سننے والے۔

جامع الاخبار میں جناب رسالت مآب کی وصیتوں میں سے جو جناب امیر کو فرمائی تھیں یہ بھی ہیں کہ اے علیؑ سورۃ یسین کو پڑھا کرو۔ کیونکہ اس سورۃ میں دس برکتیں خاص ہیں۔ اور وہ یہ ہیں: (۱) جو بھوکا اس کو پڑھے گا سیر ہو جائے گا۔ (۲) جو پیاسا اس کو پڑھے گا سیراب ہوگا۔ (۳) جو عریان بدن اس کو پڑھے گا اسے لباس میسر ہو جائے گا۔ (۴) جو کواری راند یا رند و اس کو پڑھے گا اس کی شادی ہو جائے گی (۵) جو خائف اسے پڑھے گا جس چیز سے ڈرتا ہوگا بے خوف ہو جائے گا۔ (۶) جو مریض اس کو پڑھے گا تندرست ہو جائے گا۔ (۷) جو قیدی اس کو پڑھے گا مخلصی پائیگا (۸) جو مسافر اس کو پڑھے گا۔ اس کو ایسی مدد ملے گی کہ اس کا سفر جلد ختم ہو جائے گا۔ (۹) جس میت کے پاس اس کو پڑھا جائے گا اس کے حساب میں عذاب میں اور گناہوں میں تخفیف کی جائے گی۔ (۱۰) اور جس شخص کی کوئی چیز کھوئی گئی ہو، یا راستہ بھول گیا ہو تو اور وہ اسے پڑھے تو اس کو چیز یا راستہ مل جائے گا۔

تیسرہ۔ اس حدیث میں جو خواص لکھے گئے وہ خواہ مخواہ میسر نہیں ہونگے بلکہ جب ضرورت مند کسی خاص ضرورت سے پڑھیگا تب بحکم خدا وہ بات پوری ہو جائے گی۔ مثلاً شادی کا ضرورت مند اس نیت سے سورۃ یسین پڑھے تو اس کی شادی ہو جائے گی۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے گلے میں ڈال لے یا بازو پر باندھ لے تو ہر قسم کے امراض اور ہر طرح کی تکالیف اور آفات سے بچانے کے لئے یہ ہرز کا کام دے گی۔

نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو گلاب زعفران سے سات مرتبہ لکھے اور متواتر سات دن ان نوشتوں میں سے ایک ایک کو دھو دھو کر پیتا رہے تو یہ جو جو کچھ سنیگا اس کو یاد رہے گا اور جس سے مناظرہ کریگا غالب رہے گا۔ اور لوگوں کی نظریں بہت عظمت پائے گا۔ اور جو شخص اس کو لکھ کر اپنے جسم پر باندھ لے وہ جن وانس کی نظر اور حسد سے اور جتنے کاٹنے والے حشرات

الارض ہیں۔ ان سے نیز ہر قسم کے درد اور مرض اور غرض سے بحکم خدا محفوظ رہیگا۔ اور اگر اس عورت کو پلایا جائے جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہو تو بحکم خدا اس کے دودھ میں برکت ہوگی اور قوت پرورش بڑھ جائے گی۔ عین الحیات میں انہیں حضرت سے منقول ہے کہ جس شخص کے بدن پر برص اور سفید داغ پیدا ہو جائیں اسے لازم ہے کہ سورہ یسین کو شہر سے لکھ کر پیا کرے بحکم خدا صحت پائے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ الصفت (پارہ نمبر ۲۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الصفت کو پڑھے گا اس کو اجر میں اتنی نیکیاں عطا کی جائیں گی جن کی مجموعی تعداد شیطانوں اور جنوں کی تعداد سے بڑھ گئی ہوں گی اور تمام بہکانے والے شیاطین اس سے دور رہیں گے۔ شرک سے وہ بری رہیگا اور اس کے محافظ فرشتے قیامت کے دن اس کے بارے میں یہ گواہی دیں گے کہ یہ شخص تمام رسولوں پر ایمان رکھتا تھا۔ نیز روایت حسین ابن ابی العلاء جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص جمعہ کے جمعہ سورۃ الصفت پڑھے لیا کرے وہ ہر آفت سے محفوظ رہیگا اور ہر بلا زندگی دنیا میں اس سے دور رہے گی۔ اور رزق اس کا بہت ہی وسعت حاصل کرے گا۔ اور اس کی ذات۔ مال اور اولاد میں شیطان لعین کے ہاتھوں یا کسی ظالم کے ہاتھوں کوئی نقصان نہ پہنچے پائیگا۔ اور اگر اس رات یا دن میں مر گیا تو خدائے تعالیٰ اس کو شہید مبعوث فرمائے گا۔ اور شہادت ہی کی موت اس کو نصیب ہوگی۔ اور جنت کے اعلیٰ درجہ میں اس کو شہیدوں ہی کے ساتھ داخل فرمائے گا۔ کافی میں بسند معتبرہ روایت سلیمان جعفری منقول ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ حضرت نے اپنے بیٹے قاسم سے فرمایا کہ بیٹا اٹھو اور اپنے بھائی کے سر ہانے بیٹھ کر وَالصَّفَّتِ صَفًّا پوری پوری پڑھ دو۔ انھوں نے تعمیل حکم کی مگر جیسے ہی اس آیت پر پہنچے فَاسْتَفْتِهِمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَوْ مَنْ خَلَقْنَا رَابِ اُنْ سے پوچھو کہ از روئے پیدائش یہ خود زیادہ مضبوط ہیں یا وہ جن کو ہم نے پیدا کیا؟ اس نوجوان کا انتقال ہو گیا۔ پس جیسے ہی میت پر کپڑا ڈھانک کر باہر نکلے یعقوب ابن جعفر نے ان حضرت سے عرض کی کہ ہم کو تو اکثر یہی معلوم تھا کہ مرنے والوں کے قریب ان کی جان کنی کی آسانی کے لئے سورہ یسین پڑھا کرتے ہیں۔ لیکن آج آپ نے سورہ الصفت کے پڑھنے کا حکم دیا۔ ارشاد فرمایا کہ میرے پیارے بیٹے جو شخص موت کے کرب میں گرفتار ہو اور سورہ الصفت اس کے سر ہانے پڑھی جائے تو خدائے تعالیٰ بہت جلد اس کے کرب کو راحت سے بدل دیتا ہے۔

مصباح کفعمی میں بھی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے وہ روایت منقول ہے جو اس سورہ کے جمعہ کے دن پڑھنے کے متعلق ہے۔

خواص القرآن میں جناب رسالت مآب اور جناب امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جو سورۃ الصفت

کو شیشیہ کے تنگ مُنہ کے برتن میں لکھے اور اس کو پھر کسی صندوق میں لکھ کر مکان میں رکھ دے۔ تو جنوں کے گروہ کے گروہ اس مکان میں اس صندوق کے پاس دوڑے دوڑے آئیں گے بلکہ آتے جاتے رہیں گے اور خود اس لکھنے والے یا اس مکان کے رہنے والوں میں سے کسی کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچائیں گے۔ بلکہ جس کو کوئی نقصان کسی جن وغیرہ سے پہنچا ہو اس کو یہ سورۃ لکھ کر پانی سے دھو کر اس پانی سے نہلائیں تو اسے بحکم خدا آرام ہو جائیگا۔

عین الحیات میں بسند معتبر جناب امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ جس شخص کو سانپ یا بچھو کے کاٹنے کا اندیشہ ہو تو وہ یہ تین آیتیں پڑھ لیا کرے بحکم خدا محفوظ رہیگا۔ سَلَامٌ عَلٰی نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ۵ اِنَّ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۵ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۵ تفسیر صافی اور کتاب کافی میں جناب امیر المؤمنین سے منقول ہے۔ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ اس کا حصہ پھر پورے تو وہ جس مجلس میں بھی بیٹھا ہو اس سے اٹھنے کے وقت سورۃ الصّٰفٰت کی آخری آیتیں پڑھ لیا کرے۔ قرب الاسناد میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ اس کا حصہ اسے بھر پور ملے تو اسے لازم ہے کہ ہر نماز کے بعد سورۃ الصّٰفٰت کی آخری تینوں آیتیں پڑھ لیا کرے اور یہ روایت ویلی تین تین مرتبہ پڑھ لیا کرے۔

## فضائل و خواص سورۃ ص (پارہ نمبر ۲۳)

تفسیر مجمع البیان میں بروایت ابی ابن کعب جناب رسالت مآب سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ ص پڑھے گا اسے خدائے تعالیٰ نے اُن تمام پہاڑوں کے برابر جن کو داؤد کے لئے مسخر کر دیا تھا نیکیاں عطا فرمائیگا اور اس بات سے اُسے محفوظ رکھے گا۔ کہ وہ کسی صغیرہ یا کبیرہ گناہ پر اصرار کرے۔ تفسیر عیاشی میں بسند معتبر جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے وہ حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر شب جمعہ سورۃ ص کو پڑھتا رہیگا۔ خدائے تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی اتنی خیر و خوبی اسے عطا فرمائے گا کہ سوائے نبی مرسل اور ملک مقرب کے اور کسی کو عطا نہ کریگا اور خود اسے بھی داخل جنت کرے گا۔ اور اس کے اہلبیت میں سے ہر اس شخص کو جس کو وہ دوست رکھتا ہو حتیٰ اُنکے اس خادم کو بھی جو اس کی خدمت کرتا ہو گو وہ اس کے عیال کی حد میں داخل نہ ہو۔ اور نہ اُن لوگوں کی حد میں داخل ہو جن کے بارے میں اس کی شفاعت مقبول ہوگی۔

تفسیر صافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ص خدائے تعالیٰ کے اسمائے گرامی میں سے ایک اسم ہے۔

معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ص عرش الہی کے نیچے ایک چشمہ ہے۔ جس میں جب جناب رسول خدا نے معراج پائی تھی وضو کیا تھا اور جبرئیل امین روزمرہ اس میں

داخل ہو کر غوطہ لگاتے ہیں اور جب اس میں سے نکلنے پڑیں اور پرو یا زو کو تکان دیتے ہیں اور اس سے جو قطرے ٹپکتے ہیں ہر قطرے سے خدا کے لئے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ جو قیامت تک اس کی تسبیح اور تقدیس اور تکبیر و تہمید کرتا رہیگا۔

خواص القرآن میں جناب رسالت مآب سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ ص کو لکھ کر کسی حاکم یا والی ملک کے بیٹھنے کے مقام کے نیچے رکھ دے تو وہ حکومت یا ریاست تین دن سے زیادہ اس کے ہاتھ میں نہ رہیگی۔ لوگوں پر اس کے ایسے عیوب ظاہر ہوں گے کہ سب اس سے نفرت کر کے الگ ہو جائیں گے۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوں منقول ہے کہ اس سورہ کو شیشے کے برتن میں لکھے اور اسے کپڑے میں لپیٹ کر کسی حاکم یا کو تو ال کی کچھری میں رکھ دے تو تین دن سے زیادہ وہ اپنے عہدہ پر قائم نہ رہیگا۔ لوگوں پر اس کے عیب ظاہر ہو جائیں گے اور اس کی قدر ان کی نظروں میں گھٹ جائے گی۔ اور وہ عہدہ پھر اس کو میسر نہ آئے گا۔ اور وہ اپنی باقی زندگی نہایت تکلیف اور کرب میں بسر کریگا۔

## فضائل و خواص سورہ الزمر (پارہ نمبر ۲۳)

تفسیر مجمع البیان میں بہ روایت ابی ابن کعب جناب رسالت مآب سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ الزمر پڑھتا رہیگا اللہ تعالیٰ اس کی امید منقطع نہیں فرمائے گا۔ اور اس کو ان ڈرنے والوں کا سا ثواب دیگا۔ جو حقیقتاً خدا کے لئے سے ڈرتے رہے ہوں۔ نیز اسی تفسیر میں اور تفسیر برہان میں بسند علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ بہ روایت ہارون ابن خارجمہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص سورہ الزمر کی تلاوت چپکے چپکے زبان سے کر لیا کرے (کہ دوسرا نہ سنے) اسے خدا کے لئے دنیا و آخرت کی بزرگی عطا کرے گا اور گو اس کے پاس نہ مال زیادہ ہو نہ کتبہ تاہم اُسے ایسی عزت عطا فرمائے گا۔ کہ جو شخص اُسے دیکھے گا اس پر اس کا رعب چھا جائیگا۔ اس کے جسم کو آتش جہنم پر حرام کر دے گا اور جنت میں اس کے لئے ہزار شہر بنا فرمائیں گے۔ کہ ہر شہر میں دو دو ہزار محل ہوں گے اور ہر محل میں ستو ستو حوریں۔ اور باوجود ان سب چیزوں کے سورہ الرحمن میں جو چیزیں فرمائی ہیں یعنی عینین تجرین۔ عینان فصاخن۔ جئن مدھامتن۔ حور مقصورات فی الخیام۔ ذواتا افنان۔ من کل فاکھۃ زوجین۔ یہ سب چیزیں اسکو عطا فرمائیگی۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا اور جناب امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جو شخص اس سورہ کو لکھ کر اپنے بازو پر باندھ لیا یا اپنے بستر میں رکھ لیا تو اس پر خدا کی طرف سے یہ مہربانی ہوگی کہ جو شخص بھی اس کے پاس آئیگا یا اس کے پاس سے جائے گا ہر جگہ اور ہر موقع پر اس کی تعریف ہی تعریف کرے گا۔ اور اس سے بہت محبت رکھیگا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے۔ کہ

اس کی غیبت کوئی شخص کہیں بھی نہ کرے گا۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الْمُؤْمِن (پارہ نمبر ۲۲)

تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ حم المومن کو پڑھیگا کسی نبی کسی صدیق اور کسی مومن کی باقی نہ رہے گی کہ اس پر درود نہ بھیجے اور اس کے لئے استغفار نہ کرے۔ نیز آنحضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جس شخص کو یہ پسند ہے کہ وہ جنت کے باغات میں بے روک ٹوک جہاں سے جو کچھ چاہے کھائے پئے تو اُسے لازم ہے کہ نماز شب میں وہ سورتیں پڑھا کرے جو حم سے شروع ہوتی ہیں۔ نیز یہ روایت ابو بصیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جو ایم (یعنی وہ سورتیں جو حم سے شروع ہوتی ہیں) قرآن مجید کا گلدستہ ہیں۔ پس تم ان کو یاد کر کے اور ان کی تلاوت کر کے خدائے تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد بجالاؤ اور جو بندہ تمام میں حوامیم پڑھیگا اس کے منہ سے مشک اذخر اور عنبر اشہب کی خوشبو سے بھی خوشبو نکلے گی۔ اور خدائے تعالیٰ ان سورتوں کے پڑھنے والے پر اس کے پڑوسیوں پر اس کے دوستوں اور آشنا ساؤں پر اس کے عزیزان قریب اور اس کے سرگرم معاونین پر رحمت خاص فرمائے گا۔ اور قیامت کے دن اس کے لئے عرش بھی اور کرسی بھی اور ملائکہ مقربین بھی استغفار کریں گے۔ نیز ابو الصباح جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص سورہ حم المومن کی ہر شب کو تلاوت کر لیا کرے تو خدائے تعالیٰ اس کے لئے پچھلے نکل گناہ معاف کر دے گا۔ کلمہ نقوی اس کے لئے لازم کر دے گا۔ اور اس کی آخرت کو دنیا سے کہیں بہتر قرار دے گا۔ خواص قرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورت کو پڑھتا رہے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو نا امید نہ ہونے دے گا۔ بلکہ دنیا میں جو لوگ خدا سے ڈرتے رہے جو ثواب ان کو عطا کرے گا وہی اس کو بھی عطا فرمائے گا۔ اور جو شخص اس سورت کو لکھ کر کسی باغ کی چار دیواری پر لٹکا دے گا تو وہ باغ خوب ہرا بھرا ہوگا اور خوب پھلے پھولے گا۔ اور اگر اس سورہ کو لکھ کر گودام یا دوکان میں رکھ دے گا تو اس کی خیر و برکت بہت بڑھے گی اور لین دین بہت کثرت سے ہوگا۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی علاوہ اس روایت کے اتنا اور لکھا ہے۔ کہ اگر یہ سورہ کسی ایسے شخص کے لئے لکھی جائے جس کو مرض سودا کی شکایت ہو تو خدائے تعالیٰ کے حکم سے وہ شکایت دور ہو جائے گی۔ اور اگر کسی ایسے شخص کے باندھ دی جائے کہ جس کے پھوڑے پھنسیاں بہت ہوں تو بحکم خدا سب زائل ہو جائیں گی۔ اسی طرح درد سردی کا درد بھی اس کے باندھنے سے جاتا رہے گا۔ اور اگر اس سورہ کو لکھ کر اور دھو کر اس کے پانی میں اٹھا گوندھیں اور اس کی ٹیکہ پکا کر سکھالیں اور اس کو گوتھ کر کسی تنگ منہ کے برتن میں بند کر کے رکھ چھوڑیں پھر بوقت ضرورت کسی ایسے شخص کو جسے درد دل عارض ہو یا غشی اس پر طاری ہو جائے یا جگر اور طحال کی شکایت ہو تو اس کو

اس میں سے ذرا ذرا سا کھلا دیں تو بحکم خدا وہ شکایت دُور ہو جائے گی۔

## فضائل و خواص سورۃ فصلت یا حم السجدہ پارہ نمبر ۲۲

تفسیر مجمع البیان میں بروایت ابی ابن کعب جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ فصلت یا حم السجدہ کو پڑھا کرے تو اُسے خدا نے تعالیٰ اس سورۃ کے ایک ایک حرف کے بدلے دس دس نیکیاں عطا فرمائیں گی۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھتا رہے گا قیامت کے دن جہاں جہاں تک اس شخص کی نظر کام دیگی وہیں تک اس کا نور پھیلا ہوا ہوگا۔ پھر جتنا نور ہوگا اتنا ہی سرور ہوگا اور دنیا میں جتنک زندہ رہے گا اس کی اتنی تعریف ہوگی کہ لوگوں کو رشک آیا کرے گا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو کسی برتن میں لکھ کر دھولے اور پھر اس پانی میں آٹا گوندھ کر سُکھالے پھر اس کو پیس کر سفوف بنالے اور جس کے قلب میں درد ہو۔ اُسے ذرا سا کھلا دے تو بحکم خدا اُسے فوراً آرام ہو جائے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو کسی برتن میں لکھ کر بارش کے پانی سے دھولے پھر اس پانی کو کسی ایسے شخص کی آنکھ میں بطور سرمہ کے لگائے جس کی آنکھ میں سفیدی آگئی ہو یا دکھتی ہو تو بحکم خدا سفیدی بھی جاتی رہے گی اور درد بھی جاتا رہے گا اور اس کی آنکھ پھر کبھی دکھنے نہ آئے گی۔ اور اگر بطور سرمہ لگانا مشکل ہو تو اسی پانی سے آنکھیں دھو ڈالے تو بھی بحکم خدا آرام ہو جائے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ الشوریٰ (پارہ نمبر ۲۵)

تفسیر مجمع البیان میں بروایت ابی ابن کعب جناب رسالتنا سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو شخص سورۃ الشوریٰ یا سورۃ حمد عسق کو پڑھتا رہے گا اس کا شمار ان لوگوں میں ہو جائے گا جن پر فرشتے درود بھیجتے ہیں اور جن کے لئے مغفرت اور رحمت طلب کرتے ہیں۔ نیز بروایت سیف ابن عمیرہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جو سورۃ حمد عسق کی تلاوت کرتا رہے گا خدا تعالیٰ اسے اس حال میں مبعوث فرمائے گا کہ اس کا چہرہ مثل سورج یا چودھویں رات کے چاند کے چمکتا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ خدا سے تعالیٰ کے حضور میں جا کر کھڑا ہوگا۔ تو خطاب ہوگا کہ اے میرے بندے! تو نے حمد عسق کی قرأت کو جاری رکھا حالانکہ تو یہ نہ جانتا تھا کہ اس کا ثواب کیا ہے۔ اگر تو یہ جانتا ہوتا کہ یہ سورت کیسی ہے اور اس کا ثواب کیا ہے تو تو اس کے قرأت سے کبھی بھی باز نہ رہتا۔ لیکن میں اب بھی تجھے اس کا عوض بہت اچھا دوں گا (پھر حکم ہوگا کہ) ہمارے اس بندہ کو جنت میں پہنچاؤ اور فلاں یا قوت سرخ کا قصر اس کو دے دو۔ اس کے دروازوں اور مختلف درجوں کی یہ حالت ہوگی کہ ظاہر سے باطن اور باطن سے ظاہر سب

دیکھائی دیتا ہوگا۔ اور اس قصر میں حوران عین میں سے دو حوریں مخصوص اس کے لئے ہوں گی اور ایک ہزار کنیزیں اور ایک ہزار غلمان ان میں سے ہوں گی جن کی صفت خدائے تعالیٰ نے **وَلَدَانِ مُخَلَّدُونَ** سے بیان کی ہے۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر بارش کے پانی سے دھو لے اور اس پانی میں سرمہ پیس لے اور وہ سرمہ کسی ایسے شخص کے آنکھ میں لگا یا جائے جس کی آنکھ میں سفیدی پڑ گئی ہو تو حکیم خدا سفیدی جاتی رہے گی۔ اور اسی طرح آنکھ کا جو مرض ہوگا وہ حکیم خدا اس سرمہ کے لگانے سے جاتا رہے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے بازو پر باندھ لے لوگوں کے شر سے بخوف ہو جائے گا۔ اور سفر میں ہو تو اسے دھو کر پی لے تو اس کا سفر پُر امن ہوگا۔

## فضائل و خواص سورۃ الزخرف (پارہ نمبر ۲۵)

تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب جناب رسالت مآب سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الزخرف پڑھتا رہے گا اس کا شمار قیامت کے دن ان بندوں میں کیا جائیگا جن سے یہ خطاب ہوگا۔ **يَعْبَادِ لَا خَوْفَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ۚ أَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ** (نہا آئے گی کہ) آج میرے بندو آج نہ تم کو (آئندہ کی بابت) کوئی خوف ہے اور نہ تم (گذشتہ کی بابت) رنجیدہ ہو گے۔ تم بھیباب جنت میں چلے جاؤ۔

نیز یہ روایت ابو بصیر جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الزخرف کی تلاوت کرتا رہے گا خدائے تعالیٰ اس کو قبر میں عذاب قبر سے اور حشرات الارض سے محفوظ رکھے گا۔ تا آنکہ قیامت کے دن پیشی کی نوبت پہنچے اور وہ حکیم خدا ان لوگوں میں ہو جو داخل جنت کئے جائیں۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے۔ کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر دھو کر پئے وہ ہر قسم کے امراض میں ہر قسم کی دوا سے مستغنی ہو جائے گا۔ اور اگر وہ پانی مرگی والے پر چھڑک دیا جائے۔ تو حکیم خدا مرگی سے افاقہ ہو جائے گا۔ اور شیطان جو اسے ستاتا ہوگا جل جائے گا۔

کتاب امان الاقطار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے بازو پر یا گلے میں باندھ لے گا وہ حکام کی شر سے محفوظ رہے گا اور اگر اس کو لکھ کر پانی سے دھو کر پئے گا۔ تو جس کا پیٹ بڑھا ہوا ہوگا وہ گھٹ جائے گا۔ اور جسے قبض کا عارضہ ہوگا اسے آرام ہو جائے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ الدُّحَّان (پارہ نمبر ۲۵)

تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب جناب رسول خدا سے منقول ہے۔ کہ جو شخص سورۃ دُحَّان ہر شب جمعہ کو پڑھ لیا کرے۔ اس کے کل گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ اور یہ روایت ابو حریبہ آنحضرت سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ دُحَّان کسی رات کو بھی پڑھے تو اس کی صبح کو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہوں گے۔ یہ بھی منقول ہے کہ جو شخص شب جمعہ کو یہ سورہ پڑھے گا صبح جمعہ کو اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ رہیگا اور وہ قطعاً بخشا جائے گا۔

ایضاً یہ روایت ابو امامہ جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ دُحَّان شب جمعہ اور روز جمعہ پڑھے اس کے لئے خدا نے جنت میں ایک خاص مکان بنائیگا۔

ایضاً یہ روایت ابو حمزہ ثمالی جناب امام محمد باقر سے منقول ہے۔ کہ جو شخص اپنی واجب اور سنتی نمازوں میں سورۃ دُحَّان بعد الحمد پڑھتا رہیگا خدا نے تعالیٰ قیامت کے دن اسے ان لوگوں میں مبعوث فرمائے گا۔ جو امن و امان سے ہوں گے۔ اور اسے اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اور اس کا حساب بہت ہی آسان کر دے گا۔ اور اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا۔

کافی اور تفسیر صفائی میں روایت ہے کہ کسی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ دریافت کیا کہ میں شب قدر کو کیونکر پہچانوں جو ہر سال ہوتی رہتی ہے۔ فرمایا جب سے ماہ مبارک رمضان شروع ہو جائے تم سورۃ دُحَّان ہر رات کو سو مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ جب تیسویں شب آئیگی تو جس چیز کا تم سوال کر رہے ہو اس وقت سے اس کی تصدیق کرنے لگو گے۔

خواص القرآن میں جناب رسالت مآب سے روایت ہے کہ جو شخص سورۃ دُحَّان کو معمولی طور پر پڑھے تو ایک ایک حرف کے بدلے ایک ایک لاکھ غلام آزاد کرنے کا ثواب اس کو ملیگا۔ اور جو شب جمعہ کو اس کو پڑھے خدا نے تعالیٰ اس کے کل گناہ معاف فرما دئے گا۔ اور جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے بازو پر باندھے وہ شیاطین کی کل چالوں سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور جو شخص اسے اپنے سر کے نیچے رکھیں گا تو خواب میں بہت کچھ خوبیاں دیکھیگا۔ اور رات بھر ہر طرح سے محفوظ رہیگا اور اگر دھو کر اس کا پانی آدھا سیسی والے کو پلائیگا۔ تو فوراً اس کو آرام ہو جائے گا۔ اور جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنی دوکان یا گودام میں رکھے گا تو اس کو نفع کثیر ہوگا اور مال اس کا جلد جلد بڑھے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے بازو یا گلے میں باندھے گا وہ بادشاہوں کے نثر سے محفوظ رہیگا۔ اور جس سے ملاقات کرے گا۔ اسی پر اس کی ہیبت چھا جائے گی۔ اور لوگوں کے دلوں میں اس کی بہت محبت ہوگی۔ اور اگر اس نے پانی سے دھو کر یہ پانی کسی ایسے شخص کو پلایا جائے جسے دست بکثرت آرہے ہوں تو اس کو آرام ہو جائیگا۔



## فضائل و خواص سُوْرَةِ الْجَاثِيَةِ (پارہ نمبر ۲۵)

تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سُوْرَةِ کو پڑھتا رہے گا۔ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ اس وقت جبکہ وہ شخص اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا اسے خائف و مرعوب نہ ہونے دے گا۔ اور اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ نیز یہ روایت ابو بصیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سُوْرَةِ الْجَاثِيَةِ کی تلاوت کرتا رہے گا اس کو یہ عوض ملیگا کہ وہ آتش جہنم کو ہرگز نہ دیکھے گا اور نہ اس کی زفر و شہین سنیگا۔ بلکہ اس کا شمار جناب رسولی کے رفقاء میں کیا جائیگا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ جو شخص سُوْرَةِ الْجَاثِيَةِ کو لکھ کر اپنے گلے یا بازو پر باندھے وہ ہر ظالم و جابر کے شر سے اور ہر بادشاہ سبطوت سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور جو شخص اس کو دیکھے گا خدا کے فضل و کرم سے اس کی نظر میں محبوب بھی ہوگا معزز بھی ہوگا اور باہدیت بھی۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سُوْرَةِ الْجَاثِيَةِ کو لکھ کر اپنے بدن پر باندھ لیگا۔ وہ ہر چنانچہ کے شر سے محفوظ رہے گا اور کوئی اس کی غیبت کرنے پر قادر ہی نہ ہوگا۔ اور اگر بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کے گلے میں ڈال دی جائے تو وہ حکم خدا ہر بات سے محفوظ اور مطمئن رہے گا۔ ایضاً ان الاحزاب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص سُوْرَةِ الْجَاثِيَةِ کو لکھ کر اپنے گلے میں یا بازو پر باندھ لے گا وہ سوتے ہیں بھی اور جاگتے ہیں بھی ہر تکلیف پہنچانے والی چیز سے محفوظ رہے گا اور تکیہ کے نیچے رکھ کر سوئے گا تو جنات کے شر سے مامون رہے گا۔

## فضائل و خواص سُوْرَةِ الْاِحْقَافِ (پارہ نمبر ۲۶)

تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب جناب رسالت سے منقول ہے کہ جو شخص اس سُوْرَةِ کو پڑھے اسکے نامہ اعمال میں (بموجب ایک روایت کے) تو جتنے آدمی روئے زمین پر چلے پھرے ہوئے انکی مجموعی تعداد سے دس گنی نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گنی بدیاں مٹا دی جائیں گی اور دس گنی درجے بلند کئے جائیں گے۔ اور دوسری روایت کے بموجب روئے زمین پر جس قدر ریت ہے اسکے ذرے کی مجموعی تعداد سے دس گنی نیکیاں لکھی جائیں گی۔ دس گنی بدیاں مٹا دی جائیں گی اور دس گنی درجے بلند کئے جائیں گے اور یہ روایت عبداللہ ابن ابی یعفور جناب امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جو شخص اس سُوْرَةِ کو ہر شب جمعہ بار پڑھتا رہے تو دنیا میں تو اسکو کوئی بات خوف کی پیش نہ آئے گی۔ اور خوف قیامت سے خدائے تعالیٰ اس کو مامون و مطمئن فرمادے گا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ جو شخص اس سُوْرَةِ کو لکھ کر کسی بچہ کے گلے میں باندھے یا دھو کر اس کا پانی بچہ کو پلا دے تو اس بچہ کا جسم قوی ہوگا اور صبح و سالم رہے گا اور بچوں کو جو تکالیف عارض ہوتی ہیں حکم خدا ان سب سے محفوظ رہے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سُوْرَةِ کو کاغذ پر لکھ کر آب زمزم سے



کرے گا قیامت کے دن ایک منادی اس کو اس طرح سے پکارے گا کہ تمام مخلوق خدا سنتی ہوگی۔ کہ تو میرے مخلص بندوں میں سے ہے (پھر حکم ہوگا کہ) اس کو میری صلاحیت رکھنے والے بندوں میں محسوب کرو پھر اس کو نعمتوں والی جنتوں میں آباد کرو۔ اور اس کو خاص فہر لگی ہوئی شراب جس میں کافور کی ملوٹی ہے پلا دو۔ اسی تفسیر میں یہ روایت بھی ہے کہ جناب رسول خدا اس سورۃ کی ابتدائی آیتوں کی نسبت یہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا و ما فیہا کے مقابلہ میں مجھے اس سورۃ کی ابتدائی آیتیں زیادہ پسند ہیں۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ اس سورۃ کے پڑھنے والے کو اس شخص کا سا ثواب ملیگا جس نے غزوہ حدیبیہ کے موقع پر خاص درخت کے نیچے جناب رسول خدا کی بیعت کی اور پھر اپنی بیعت کو پورا بھی کیا۔ اور اس شخص کا سا ثواب ملیگا جو فتح مکہ کے دن آنحضرت کے ساتھ رہا اور جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے تکیہ میں رکھ لیا وہ چوروں کے شر سے محفوظ رہیگا۔ اور جو شخص اس سورۃ کو کسی کاغذ پر لکھ کر آب زمزم سے دھو کر پی لیا لوگ اس کی بات کو توجہ سے سنیں گے اور مانیں گے۔ اور اس کے سامنے جو واقعہ گزرے گا اور وہ جو بات سُنے گا وہ اس کے حافظ میں محفوظ رہے گی۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر لٹائی اور جھگڑے کے وقت اس کو اپنے پاس رکھے وہ اس کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔ اور اس کے لئے ہر طرح کی خیر و خوبی کا دروازہ کھل جائیگا۔ اور جو شخص اس سورۃ کو دھو کر اس کا پانی زلزلہ کے نقصان سے بچنے کے لئے یا کسی اور نقصان دہ چیز سے محفوظ رہنے کے لئے پی لیا۔ تو بحکم خدا ان سب باتوں سے محفوظ رہیگا اور جو شخص سمندر میں سوار ہونے کے وقت اس کو پڑھ لیا وہ بحکم خدا غرق ہونے سے مامون رہے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ الحجرات (پارہ نمبر ۲۶)

تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کی تلاوت کرے گا اس کو ان تمام لوگوں کی مجموعی تعداد سے جنہوں نے خدا کے لئے کی طاعت یا معصیت کی ہوگی دس گنی نیکیاں دی جائیں گی۔ اور یہ روایت حسین ابن ابی العلاء جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الحجرات کو ہر شب یا ہر روز پڑھتا رہے وہ جناب رسالت کے خاص وزیروں میں محسوب ہوگا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ جو شخص اس سورت کو لکھ کر اپنے گلے میں یا بازو پر باندھ لے تو وہ جس لٹائی یا جھگڑے میں شامل ہوگا اس کے نقصان سے محفوظ رہیگا اور خدا کے لئے خیر و خوبی کا دروازہ اس کے ہاتھوں پر کھول دے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے جسم پر باندھ لے وہ اپنے ہنر اور ہنر سے اور جن جن چیزوں سے ڈرتا ہو ان سب کے شر سے محفوظ رہیگا۔ اور اگر اس سورۃ کو لکھ کر اور پانی سے دھو کر کسی عورت کو پلاویں تو اس کا دودھ جاری ہو جائیگا۔ اور اگر وہ حاملہ ہو تو

اس کا پتہ بحکم خدا محفوظ رہے گا۔ اور خود اس کی ذات کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔

## فضائل و خواص سورہ "ق" (پارہ نمبر ۲۶)

تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ ق کو پڑھتا رہے گا۔ خدائے تعالیٰ کے سکرات موت کو اس پر آسان فرمائے گا۔ اور یہ روایت ابو حمزہ ثمالی جناب امام محمد باقر سے روایت ہے کہ جو شخص اپنی واجب اور نافذ نمازوں میں بعد حمد سورہ ق کی قرأت زیادہ کیا کرے اس کے رتق میں خدائے تعالیٰ بہت وسعت فرمائے گا۔ اور اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیگا اور اس کا حساب بہت آسان فرمائے گا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ ق کو لکھ کر مرگی والے کے گلے میں باندھ دے بحکم خدا اس کو آفاقہ ہوگا اور اگر اس سورہ کو لکھ کر دھو کر ایسی عورت کو پلا دے جس کا دودھ کم ہو تو بحکم خدا اس کا دودھ زیادہ ہو جائے گا۔

مصباح کفعمی میں ہے کہ جو شخص سورہ ق کو کسی کاغذ پر لکھ کر بارش کے پانی سے دھوئے اور ایسے شخص کو جو ڈرپوک یا مجنون یا فریفتہ کو پلا دے تو بحکم خدا ان کو راحت پہنچے گی اور جو تکلیف دینے والی چیز ہے زائل ہو جائے گی۔ اور اگر اس پانی سے اس چھوٹے بچہ کا منہ دھلایا جائے جس کے دانت نکلتے ہوں تو اس کے دانت باسانی نکلیں گے۔

تیسرے یہاں منہ دھلانے سے یہ مقصد نہیں کہ اوپر سے چہرہ دھویا جائے بلکہ مسوڑھوں کو پانی لگایا جائے۔

## فضائل و خواص سورہ الذاریات (پارہ نمبر ۲۶)

تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب جناب رسالت مآب سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ الذاریات کی تلاوت کرے گا۔ اس کو جتنی ہوائیں دنیا میں چل چکی ہیں ان سب کی مجموعی تعداد سے دل گئی زیادہ نیکیاں عطا کی جائیں گی۔

ایضاً یہ روایت داؤد ابن فرقد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ الذاریات کو دن میں یارات کو پڑھ لیا کرے خدائے تعالیٰ اس کی معیشت کی اصلاح فرمائے گا۔ اور اس کا رزق بکثرت عطا فرمائے گا۔ اور اس کی قبر میں ایک ایسا چراغ روشن کر دے گا جو قیامت تک برابر روشن رہے گا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ الذاریات کو کسی برتن میں لکھ کر پانی سے دھو کر کسی ایسے مریض کو پلا دے جس کے سینہ میں یا پہلو میں یا پیٹ میں درد ہو تو بحکم خدا اس کو آرام ہو جائے گا۔ اور اگر ایسی عورت کو پلا دے جس کے بچہ پیدا ہونے میں دقت

ہوتی ہو تو بحکم خدا اس کے لئے ولادت کا مرحلہ آسان ہو جائے گا۔

## فضائل و خواص سُورۃ الطور (پارہ نمبر ۲۷)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الطور کی تلاوت کرے گا خدائے تعالیٰ نے اپنے ذمہ واجب فرمایا ہے کہ اس کو اپنے عذاب سے امان دے گا۔ اور اپنی جنتوں میں نعمات عطا فرمائے گا۔ اور یہ روایت محمد بن ہشام جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اور یہ روایت محمد بن مسلم جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الطور کو پڑھتا رہے گا خدائے تعالیٰ دنیا اور آخرت کی خوبیاں اس کے لئے جمع فرمادے گا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ جو قیدی اس سورت کو پڑھے گا خواہ کیسا ہی گنہگار کیوں نہ ہو یہ آسانی رہائی پائے گا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو مسافر اس سورۃ کو پڑھتا رہے گا وہ اپنے سفر میں ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔ اور اگر اس سورۃ کو لکھ کر پانی سے دھو کر اس کا پانی پیو کے کاٹنے کی جگہ لگا دیا جائے تو بحکم خدا آرام ہو جائے گا۔

## فضائل و خواص سُورۃ النجم (پارہ نمبر ۲۸)

تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت ابی ابن کعب جناب رسالت مآب سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ النجم کو پڑھتا رہے گا اس کو ان تمام لوگوں کی مجموعی تعداد سے جنہوں نے جناب محمد مصطفیٰ کی تصدیق یا تکذیب کی ہوگی دس گنی نیکیاں عطا کی جائیں گی۔ اور یہ روایت نیز بن ابی خلیفہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ النجم کی تلاوت ہر روز یا ہر شب کرتا رہے تو وہ عام طور پر لوگوں میں محبوب بھی ہوگا اور لوگ اس کی تعریف بھی بہت کریں گے اور اس کے سبب گناہ بخش دئے جائیں گے۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ النجم کو چیتے کی کھال پر لکھ کر اپنے جسم پر باندھ لے تو اس کا قلب قوی ہو جائے گا۔ اور جن بادشاہ کے پاس جائے گا وہ اس کا احترام کرے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو چیتے کی کھال پر لکھ کر اپنے جسم پر باندھ لے گا کسی شیطان کا اس پر قابو نہ چل سکے گا اور جس شخص سے جھگڑا کرے گا اسی کو مغلوب کرے گا اور بحکم خدا اس کو خاص قوت اور قدرت حاصل ہو جائے گی۔

مِصْبَاحِ كَفعمی میں ہے کہ جو سچے زیادہ رونا ہو ذیل کی آیتیں لکھ کر اس کے گلے میں باندھ دی جائیں تو بحکم خدا اس کا رونا موقوف ہو جائے گا۔ اَفَمِنْ هٰذَا اِجْدِیْثٌ تَعْجَبُوْنَ ۗ وَ لَا تَصْحٰكُوْنَ ۗ وَلَا تَبْكُوْنَ ۗ وَ اَنْتُمْ سَامِدُوْنَ ۗ

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الْقَمَرِ (پارہ نمبر ۲۷)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ القمر کو ایک دن بیچ پڑھتا ہے وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں مبعوث کیا جائیگا کہ اُس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور اگر ہر شب کو پڑھتا رہیگا تو اور بھی افضل ہوگا۔ اور قیامت کے دن اس صورت سے آئیگا کہ اس کا چہرہ تمام مخلوق خدا سے زیادہ روشن ہوگا۔ اور بروایت زین ابن خلیفہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ قمر کی تلاوت کرتا رہے گا تو جس وقت وہ اپنی قبر سے نکلیگا اس کو سواری کے لئے خدائے تعالیٰ جنت کی ساندنیوں میں سے ایک ساندنی عطا فرماوے گا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا و جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو جمعہ کے دن ظہر کے وقت لکھ کر اپنے عمامہ میں رکھ لے یا اپنے بازو پر باندھ لے تو لوگوں کی نظر میں اسکی محبت اور عزت بہت زیادہ ہوگی اور جہاں جس غرض سے جائیگا پوری ہوگی اور سخت سے سخت کام حکم خدا اس کے لئے آسان ہو جائیں گے۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ (پارہ نمبر ۲۷)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے بروایت ابی ابن کعب منقول ہے کہ جو شخص سورہ الرحمن کو پڑھے گا خدائے تعالیٰ اس کے ضعف پر رحم فرمائیگا۔ اور نعمت خدا کے شکر گزاروں میں اس کو محسوب فرمائیگا۔ نیز جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے خود جناب رسول خدا سے منقول ہے آنحضرت نے فرمایا کہ ہر چیز کی ایک دُہن ہوتی ہے قرآن مجید کی دُہن سورہ رحمن ہے اور بروایت ابولہبیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورہ رحمن کا پڑھنا ترک نہ کر بلکہ اس کو بالالتزام پڑھتے رہو کیونکہ یہی وہ سورہ ہے جو منافقین کی گھٹ میں نہیں بیٹھتی۔ اور قیامت کے دن نہایت خوبصورت آدمی کی صورت میں بہت عمدہ خوشبو کے ساتھ پروردگار عالم کے حضور میں حاضر ہو کر مناسب مقام پر کھڑی ہو جائے گی۔ اور اس وقت اس سے زیادہ کسی کو قرب حاصل نہ ہوگا۔ پروردگار عالم اس سے فرمائیگا کہ دنیا میں کون کون تجھ کو پڑھتا تھا اور کون کون تجھ پر عمل کرتا تھا۔ یہ سورہ عرض کرے گی کہ فلاں اور فلاں اور فلاں۔ پس جن کا یہ سورہ نام لینگے ان کے چہرے روشن ہو جائیں گے۔ پھر ان سے فرمائیگا کہ تم جس جس کی چاہو سفارش کرو چنانچہ وہ اتنی سفارش کریں گے کہ جس کی کچھ حد و غایت بیان نہیں کی جاسکتی اس کے بعد خدائے تعالیٰ ان سے فرمائیگا اب تم جنت میں جاؤ اور اس میں جہاں تمہارا جی چاہے سکونت اختیار کرو۔ حماد ابن عثمان بیان کرتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر شخص کو لازم ہے کہ جمعہ کے دن سورہ رحمن کی تلاوت کیا کرے اور جیسے ہی

یہ آیت پڑھے **فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ** تو یہ کہے۔ **لَا بِشَيْءٍ مِّنَ آلَائِكَ رَبِّ اُكْذِبُ**۔ نیز انہیں حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ رَحْمٰن کو رات کے وقت تلاوت کرے اور ہر آیت **فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ** کے بعد **مِنَ آلَائِكَ يَا رَبُّ اُكْذِبُ** کہے تو اگر اول شب میں پڑھی ہے تو خدا تعالیٰ ایک فرشتہ کو مقرر کرے گا کہ صبح تک اس کی حفاظت کرتا رہے اور اسی طرح اگر صبح کے وقت پڑھے تو خدا تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا کہ وہ شام تک اس کی حفاظت کرتا رہے۔

تہذیب الاحکام میں حماد ابن عثمان سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ جمعہ کی صبح کو سورہ رَحْمٰن پڑھنا مستحب ہے اور جس وقت تم اس آیت کو پڑھو **فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ** تو فوراً یہ بھی کہو **لَا بِشَيْءٍ مِّنَ آلَائِكَ رَبِّ اُكْذِبُ**۔ نیز انہیں حضرت سے یہ بھی روایت ہے کہ جو شخص سورہ رَحْمٰن کو اس قاعدہ سے کہ ہم نے بتایا رات کے وقت تلاوت کرے اور رات ہی کو مر جائے تو وہ شہید مرے گا۔ اور دن میں اس طرح پڑھے کہ انتقال کر جائے تب بھی شہید شمار کیا جائے گا۔

علامہ ابن شہر آشوب محمد ابن المنذر اور جابر ابن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب جناب رسول خدا نے سورہ رَحْمٰن لوگوں کو سنائی اور وہ چپ رہے کچھ بھی نہ بولے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں سے تو جواب دینے میں جن بہتر رہے کہ جس وقت میں نے یہ آیت سنائی **فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ** تو انہوں نے جواب دیا **لَا وَلَا بِشَيْءٍ مِّنَ آلَائِكَ رَبَّنَا تُكَذِّبُ**۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ جو شخص سورہ رَحْمٰن کو لکھ کر اپنے بازو پر باندھ لے گا وہ بلاؤں سے مامون ہو جائے گا اور ہر امر مشکل اس کے لئے آسان ہو جائے گا۔ اور جس شخص کی آنکھیں دکھتی ہوں اس کو آرام ہو جائے گا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے۔ کہ اگر یہ پوری سورہ کسی مکان کی دیوار پر لکھ دی جائے تو بحکم خدا حشرات الارض اس مکان سے بھاگ جائیں گے۔

## فضائل و خواص سورۃ الواقعہ (پارہ نمبر ۲۷)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ واقعہ کو ہر شب پڑھتا رہے گا اسے کبھی فقر و فاقہ کی تکلیف نہ ہوگی۔

تفسیر عیاشی میں بسند معتبرہ روایت زید الشحام جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص رات کے وقت سونے سے پہلے سورہ واقعہ پڑھ لیا کرے تو خدا تعالیٰ کے حضور میں جب جائے گا۔ تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ہر شب جمعہ کو سورہ واقعہ پڑھتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ خود بھی اُسے دوست رکھے گا اور لوگوں

کے دلوں میں بھی اس کی دوستی ڈال دے گا۔ اور دنیا میں اُسے کبھی افلاس و تنگدستی کی یا آفاتِ دنیا میں سے کسی اور آفت کی تکلیف نہ پہنچے گی۔ اور آخرت میں) اس کا شمار جناب امیر المؤمنین کے رفیقانِ خاص میں ہوگا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھنا رہیگا۔ وہ غافلین میں نہ لکھا جائیگا۔ اور جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر گھر میں رکھے تو اس گھر کی خیر و برکت بہت بڑھ جائیگی۔ اور جو شخص اس سورۃ کے پڑھنے کی مداومت کر لیکر اس کی تنگدستی دور ہو جائے گی۔ اور اس سورۃ کے خواص میں یہ باتیں بھی داخل ہیں۔ مقبول خلائق ہونا۔ حافظہ کی زیادتی۔ چیزیں یاد کرنے کی توفیق باری تعالیٰ۔ وسعتِ مال۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سورۃ کے پڑھنے میں اتنے منافع ہیں کہ انکا شمار سو ہی نہیں سکتا۔ ازاںچہ یہ بھی ہے کہ اگر اسے میت پر پڑھا جاوے تو خدا تعالیٰ اس میت کے گناہ بخش دیتا ہے۔ اور اگر ایسے شخص پر پڑھا جائے جس کی موت قریب ہو تو اس کے روح کا اس کے بدن سے نکلنا آسان فرما دیتا ہے۔

**قول مترجم** اس سورۃ کے عمل کے دو مستند طریقے ہیں جو خود ہمارے تجربے میں آئے نفع عام کے لئے لکھے جاتے ہیں:-

(۱) شیخ بہاؤ الدین عاملی علیہ الرحمہ کی مشہور کتاب کشکول میں ہے کہ جس شخص کو افلاس نے ستا یا ہو اور اُس کو منظور ہو کہ اس کی روزی وسیع ہو جاوے تو نو چندے بدھ کے دن اول زوال کے وقت غسل کر کے نمازِ ظہرین بجلائے اور پھر دو رکعت نمازِ حاجت کی نیت سے مثل نمازِ صبح کے پڑھ کر پانچ تسبیح درود شریف کی پڑھے اس کے بعد ایک مرتبہ سورۃ واقعہ پڑھے۔ دوسرے دن غسل کی ضرورت نہیں مگر نمازِ ظہرین اول زوال پر پڑھ کر نمازِ حاجت یا درود شریف پڑھنے کی ضرورت نہیں صرف سورۃ واقعہ دو دفعہ پڑھے۔ تیسرے دن تین دفعہ چوتھے دن چار دفعہ، پانچویں دن پانچ دفعہ۔ اسی طرح روزانہ ایک مرتبہ اضافہ کرتا جائے۔ تا آنکہ چالیسویں دن چالیس مرتبہ پڑھے۔ اگر کوئی شخص پڑھنے میں سست ہو اور اس کے پڑھتے پڑھتے مغربین کا وقت آجائے تو نمازِ مغربین پڑھ کر بقیہ تعداد بعد میں پوری کر دے اور ختم کے بعد پھر پانچ تسبیحیں درود کی پڑھے اور آئندہ مابین مغربین یا بعد مغربین اس سورۃ کی تلاوت ایک مرتبہ روزانہ کرتا رہے۔ علامہ موصوف نے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ اگر اس شخص اور اس کی روزی میں بعد المشرقین بھی ہوگا تو خدائے تعالیٰ اس سے متمصل کر دیگا۔ اور وسعت کے ایسے سامان بہم پہنچیں گے کہ جو اس کی سمجھ میں نہ آسکیں گے۔

(۲) جناب آقا سید حسن بیروی علیہ الرحمہ کی تخریر سے اور جناب مولوی سید محمد حسن صاحب قبلہ مرحوم سکن مالیر کوٹلہ کی زبانی اور بعض کتب سے یہ دوسرا طریقہ عمل تخریر کیا جاتا ہے۔ جب کسی کو وسعتِ رزق منظور ہو تو جس شب جمعہ سے چاہے۔ اس عمل کو شروع کرے مگر نوچندی شب جمعہ سے شروع کرنا اولیٰ ہے اور افضل ہوگا۔

طریقہ یہ ہے کہ مابین مغرب اور عشاء دو رکعت نمازِ حاجت کی مثل نمازِ صبح پڑھ کر گیارہ مرتبہ درود شریف



پڑھے۔ اور پانچ مرتبہ سورہ واقعہ کی تلاوت کرے اور ہر مرتبہ سورہ ختم کرنے کے بعد یہ دعا ایک مرتبہ پڑھے :-  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ اِنْ كَانَ رِزْقِیْ فِی السَّمٰوٰتِ فَانْزَلْهُ وَاِنْ كَانَ فِی  
 الْاَرْضِ فَاَخْرِجْهُ وَاِنْ كَانَ بَعِیْدًا فَقَرِّبْهُ وَاِنْ كَانَ قَرِیْبًا فَبَسِّمْنَا وَاِنْ كَانَ كَبِیْرًا فَاكْتَرِهُ  
 وَاِنْ كَانَ فَطِیْبَةً وَاِنْ كَانَ طَیْبًا فَبَارِكْ لَنَا فِیْهِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ  
 الرَّاحِمِیْنَ فَسِیْكَفِیْهِمْ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ رَحْمٰنٌ (اور) رحیم خدا کے نام سے (شروع  
 کرتا ہوں) یا اللہ اگر میرا رزق آسمان میں ہو تو اسے نازل فرما اور اگر زمین میں ہے تو اسے زمین سے نکال۔ اور اگر وہ  
 دُور ہو تو اسے قریب کر دے۔ اور اگر قریب ہے اور (اس کی وصولی دشوار ہے) تو اس کی وصولی کو آسان کر دے۔  
 اور اگر (وصولی) آسان ہے (مگر وہ قلیل ہے) تو اس کو زیادہ کر دے اور اگر زیادہ بھی ہے (مگر پاک و پاکیزہ نہیں ہے)  
 جو برکت سے محروم رہنے کا سبب ہے) تو اس کو پاک و پاکیزہ کر دے۔ اور اگر پاک و پاکیزہ بھی ہے تو اسے سب  
 رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہمارے اس میں خاص برکت عطا فرما۔ پس عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے  
 لئے ان سب کے مقابلہ میں کفایت فرماید گا۔ اور وہ (ایضاً) سب سے بڑا سننے والا (اور) سب سے بڑا جاننے  
 والا ہے)۔

تذکرہ۔ علی العموم ہر دو طریقہ عمل اور خصوصاً ۲ میں عمل کرنے والا اگر خواب میں بہت سی غلطی دیکھے۔ تو  
 کامیابی یقینی ہے۔ پھر اپنے آپ کو جتنا ملوث پائے اتنا ہی اور زیادہ کامیابی کی صورت ہے۔

## فضائل و خواص سورۃ الحديد والمجادلة (پارہ نمبر ۲)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسالتآب سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الحديد کو پڑھے گا اس کا شمار ان لوگوں  
 میں سے ہوگا جو اللہ اور اللہ کے رسولوں پر ایمان لائے اور جن کی تعریف میں یہ آیت آئی ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ  
 وَرَسُولِهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ وَالشّٰهِدُ اَعْدٰٓءُ عِنْدَ مَا يَجْمَعُوْنَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَاَنْزَلَهُمْ طَرِیْقًا  
 لِّمَنْ اَمَرَ ابْنِ سَارِبہ کا بیان ہے کہ جناب رسالتآب آرام فرمانے سے پہلے مسجات پڑھ لیا کرتے تھے اور یہ ارشاد  
 فرمایا کرتے تھے کہ ان میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیت سے افضل ہے۔  
 ایضاً جعفر جعفی سے روایت ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ یہ روایت فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص سونے سے پہلے  
 پہلے کل مسجات کو پڑھ لیا کرے وہ بغیر قائم آل محمدؑ کی زیارت کئے نہ مرے گا۔ اور اگر کسی وجہ سے مر گیا تو رسول خدا کے  
 ہمسایہ میں فوراً جگہ مل جائے گی۔

قول مترجم۔ اوپر کی حدیث میں جو لفظ مسجات آیا ہے اس سے مراد یہ پانچ سویتیں ہیں۔ سورۃ الحديد  
 وَالْكَافِرُ - وَالصَّفَاتُ - وَالْجَمْعُ - وَالتَّغَابُنُ۔

ایضاً جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اپنی کسی واجب نماز میں سورۃ الحديد

اور سورۃ المجادلہ لازم طور سے پڑھا کرے خدا بتعالیٰ ہمیں کو زندگی بھر کبھی کسی عذاب میں مبتلا نہ کرے گا۔ اور وہ اپنی ذات میں اور اپنے اہل و عیال میں کبھی کوئی تکلیف نہ دیکھے گا اور نہ اُسے کبھی ٹھوک پیاس کا صدمہ پہنچے گا۔ نیز جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ المجادلہ پڑھتا رہے گا وہ قیامت کے دن خدائی گروہ میں لکھ لیا جاوے گا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الحديد کو پڑھتا رہے گا خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم فرمایا ہے کہ اس کو اپنے عذاب سے محفوظ رکھے اور اس کو جنت میں پہنچا کر خاص نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ اور جو شخص نیند میں ہو اور اس سورت کے پڑھنے کی مداومت کرے تو اس کا گناہ کچھ بھی کیوں نہ ہو خدا تعالیٰ اس کی رانی کر دے گا۔ آنحضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الحديد کو لکھ کر اپنے بازو پر یا گلے میں باندھ لے اور وہ لڑائی میں جائے تو کوئی تیر اور لوہے کا ہتھیار اس کو نقصان نہ پہنچا سکیگا اور لڑائی کے مطالبہ میں اس کا دل قوی رہے گا۔ اور اگر اس سورۃ کو ایسی جگہ پڑھ دیا جائے جہاں ہتھیار یا لوہا ہو تو بغیر کسی تکلیف کے پڑھنے والا وہاں سے گزر جائے گا۔ اور اُسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ المجادلہ کو لکھ کر کسی مریض کے جسم پر باندھ دے تو جو کچھ اسے تکلیف دیتا ہوگا اُس سے سکون پیدا ہو جائے گا۔ اور اگر کسی ایسے مال پر اُسے پڑھ دیا جائے جس کو دفن کیا گیا یا خزانہ کے طور پر رکھا گیا ہو۔ تو اس کی حفاظت کی جائے گی۔ یہاں تک کہ اس کا مالک ہی اُسے نکالے۔

ایضاً جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص کسی مریض کے پاس سورۃ المجادلہ کو پڑھ دے اس مریض کو نیند آجائے گی۔ اور مریض کو سکون ہو جائے گا۔ اور جو شخص دن رات اس کو پڑھتا رہے وہ ہر آنے والے شر سے محفوظ رہے گا۔ اور جس چیز کو خزانہ کرنا یا مدفون کرنا نہ نظر ہو اُسے رکھ کر یہ سورۃ پڑھ دے تو جب تک وہ اس جگہ سے نہ نکالی جائے گی محفوظ رہے گی۔ اور اگر اس سورۃ کو لکھ کر اناج کی کھیتی یا ڈھیر میں ڈال دیا جائے گا تو بحکم خدا وہ اناج ان چیزوں سے محفوظ رہے گا۔ جن سے خراب ہونے کا اندیشہ ہو نیز تلف بھی نہ ہوگا۔

## فضائل و خواص سورۃ الحشر (پارہ نمبر ۲۸)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسالت مآب سے بروایت ابی ابن کعب سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الحشر کو پڑھا کرے گا۔ تو جنت۔ جہنم۔ عرش۔ کرسی۔ حجابات۔ ساتوں آسمان۔ کُل زمین سارے حشرات ارض۔ ہر قسم کی ہوائیں۔ کُل پرندے۔ سب چھوٹے بڑے درخت، سارے درندے اور چرندے اور جو بھی زمین پر چلنے والے اور جس جس طرح بھی چلتے ہیں سورج چاند اور کُل فرشتے اس شخص پر درود بھیجیں گے۔ اور اس کے لئے استغفار کریں گے۔ اور جس دن اس سورۃ کو پڑھا ہے اگر اس دن یا اس کی رات کو مر گیا تو شہید مرے گا۔ نیز جناب امام جعفر

صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص شام کے وقت سورۃ الرحمن اور سورۃ الحشر کو پڑھ لیا خدا سے  
تعالیٰ ایک فرشتہ کو مقرر فرمادے گا کہ صبح ہونے تک تنگی تلوار کے ساتھ اس کے گھر کا پرادیتے رہے۔  
خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے ذرا سے تغیر کے ساتھ اوپر والی حدیث منقول ہے اور اس کے  
آگے یہ ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو شب جمعہ کو پڑھ لیا کرے۔ وہ صبح تک ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔ اور جو شخص چار  
رکعت نماز پڑھے مگر دو دو رکعت کرے اور ہر رکعت میں بعد الحمد سورۃ الحشر پڑھے پھر جس حالت کے لئے بھی  
پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت بر لائے گا۔ بشرطیکہ اس کی معصیت اس میں نہ ہو۔

ایضاً جناب رسول خدا سے یہ بھی منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الحشر کو لکھ کر اپنے بازو پر باندھ کر کسی کام کے  
لئے جائے تو اس کام کو خدا تعالیٰ ضرور پورا کر دے گا۔ بشرطیکہ وہی ہے کہ اس میں اس کی نافرمانی نہ ہو۔

نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اوپر کی حدیثیں منقول ہیں۔ اور یہ بھی دلچ ہے کہ جو شخص  
اس سورۃ کو لکھ کر پاک پانی سے دھو کر اس پانی کو پی لیا تو بحکم خدا اس کا نسیان کم ہو جائیگا اور ذہن و  
ذکاوت اور حافظہ بڑھ جائے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ الممتحنہ (پارہ نمبر ۲۸)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الممتحنہ کو پڑھتا رہے گا قیامت  
کے دن کل ایماندار مرد اور کل ایماندار عورتیں اس کی شفاعت کریں گی۔

ایضاً بروایت ابو حمزہ ثمالی جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ جو شخص اپنی واجبہ اور نافلہ  
نمازوں میں سورۃ الممتحنہ کو زیادہ پڑھتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ایمان سے اس کے قلب کا امتحان لے  
لیگا۔ اور اس کی بصارت کو نورانی فرمادے گا۔ فقر و قافہ اس کو کبھی نہ ستائے گا۔ اور جنون اس کی ذات میں  
اور اس کی اولاد میں کبھی نہ ہوگا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھتا رہے گا فرشتے اس پر  
درویشی بھیجیں اور اس کے لئے استغفار کریں گے۔ اور جس دن اس سورت کو پڑھا ہے اگر اس دن یا اس  
رات میں مر گیا تو شہید ہوگا۔ اور قیامت کے دن کل مومن اس کے سفارشی ہوں گے۔ اور جو شخص اس سورۃ  
کو لکھ کر پانی سے دھو کر متواتر تین دن پیتا رہے تو طحال کا مرض باقی نہ رہے گا۔ اس کے ورم اور درد سے  
نجات پائے گا۔ اور جب تک زندہ رہے گا بحکم خدا ریح کبھی نہ سنائے گی۔

ایضاً جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص بلائے طحال میں مبتلا ہو جائے اور  
اس کا مرض ایسا سخت ہو جائے کہ علاج دشوار ہوا سے لازم ہے کہ اس سورۃ کو تین دن متواتر لکھے اور پاک  
پانی سے دھو دھو کر پیئے۔ تو بحکم خدا پورا آرام ہو جائے گا۔

## فضائل و خواص سُوْرَةِ الصَّفِّ (پارہ نمبر ۲۸)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الصَّفِّ یا سورۃ عیسے کو پڑھتا رہے گا۔ جب تک وہ دنیا میں رہے گا حضرت عیسیٰ اس کے لئے درود بھی بھیجتے رہیں گے اور استغفار بھی کرتے رہیں گے۔ اور قیامت کے دن یہ شخص ان کے رفیقوں میں شمار کیا جائے گا۔ نیز بروایت ابولصیر جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھتا رہے گا خصوصاً اپنی واجبہ اور نافلہ نمازیں تو خدائے تعالیٰ اس کو ملائکہ مقربین اور انبیائے مرسلین کی صف میں جگہ دیگا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا اور جناب امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو اپنے سفر میں پڑھتا رہے گا۔ تو جب تک اپنے اہل و عیال میں صحیح و سلامت پلٹ کر نہ آجائے خدا تعالیٰ اس کی حفاظت بھی فرمائے گا اور ہر ناگہانی بلا سے کفایت بھی۔

## فضائل و خواص سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ (پارہ نمبر ۲۸)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسالت مآب سے روایت ہے کہ جو شخص سورۃ جمعہ کو پڑھے تو مسلمانوں کے شہزادوں میں جتنے لوگ جمعہ پڑھنے حاضر ہوئے ان کی مجموعی تعداد سے دس گنی زیادہ نیکیاں اس شخص کو عطا کی جائیں گی۔

ایضاً یہ روایت منصور ابن حازم جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر مومن پر جو ہر اشیعہ ہے واجب ہے کہ شب جمعہ کی نمازیں سورۃ الجمعہ اور سورۃ الاعلیٰ پڑھے اور روز جمعہ کی نماز جمعہ یا ظہر میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون پڑھے۔ تو اس کا یہ فعل جناب رسول خدا کے عمل کی تائید سمجھی جائے گی۔ اور ثواب بھی اس کا اتنا ہی بلیگا (گویا یہ عمل خود جناب رسول خدا کے ساتھ سجایا گیا) اور اللہ کے ذمہ جو کچھ اس کا بدلہ ہوگا اس میں سے ایک بات جنت بھی ہے۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو دن اور رات میں پڑھتا رہے تو جس چیز سے ڈرتا ہوگا اس سے امن پائے گا اور جس چیز سے بچنے کی ضرورت ہوگی اسے خدائے تعالیٰ خود دُور کر دیگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو صبح شام پڑھ لیا کرے وہ شیطان کے وسوسہ سے امن پائے گا۔ اور اس دن سے لیکر دوسرے دن تک کے تمام گناہ معاف فرمائے جائیں گے۔

تہذیب الاحکام میں بروایت ابی الصباح الکنعانی جناب امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جب شب جمعہ آئے تو نماز مغرب میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ توحید پڑھو۔ اور نماز عشاء میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ الاعلیٰ۔ پھر جب جمعہ کے دن کی صبح ہو تو صبح کی نمازیں سورۃ الجمعہ اور سورۃ الاخلاص پڑھے۔ پھر جب

نماز جمعہ پڑھنے کا وقت آئے تو اس میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون پڑھو اور جمعہ کے دن عصر کی نماز میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ الاخلاص پڑھو۔

ربیع الآسابیح میں جناب امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جو شخص ہر شب جمعہ کو سورۃ جمعہ پڑھ لیگا۔ اس کے لئے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ المنافقون (پارہ نمبر ۲۸)

تفسیر مجمع البیان میں اس کی فضیلت کا ذکر سورۃ جمعہ کی فضیلت کے ساتھ آچکا ہے اتنا صرف باقی ہے کہ جناب رسالت مآب نے یہ فرمایا کہ اس سورۃ کا تلاوت کرنا اللہ تعالیٰ سے اور دین میں شک کرنے سے بری رہیگا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ اگر اس سورت کو دنیاویوں پر پڑھا جائے تو حکیم خدا یہ ان کو کھو دیتی ہے۔ اور اگر باطنی دردوں پر پڑھی جائے تو حکیم خدا شفا عیانت ہوتی ہے۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کی آنکھیں دکھ رہی ہوں اس پر اس سورت کو پڑھا جائے تو تخفیف تو فوراً معلوم ہوگی اور تھوڑے عرصہ میں آرام ہو جائیگا۔ اور جو اندرونی دردوں کے لئے پڑھے گا۔ وہ بقدرت خدا جلد زائل ہو جائیں گے۔

## فضائل و خواص سورۃ التغابن (پارہ نمبر ۲۹)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ تغابن کو پڑھنا رہیگا اسے ناگہانی موت کبھی نہ آئیگی۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص اپنی واجب نمازوں میں سورۃ التغابن پڑھنا رہیگا تو یہ سورت قیامت کے دن اس کی شفاعت کرے گی۔ اور اس عدالت میں اس شخص کے حق میں گواہی دیگی۔ جو اس کی گواہی کو جائز رکھے۔ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کا اس وقت تک ساتھ نہ چھوڑے گی۔ جب تک یہ اس کو جنت میں نہ پہنچا دے۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھے کر کسی بادشاہ یا کسی ایسے حاکم کے پاس جائے جس سے ڈرنا ہو یا اس سے کچھ نقصان پہنچنے کا اندیشہ رکھنا ہو تو حکیم خدا اس کے شر سے کفایت فرمائی جائے گی۔ اور اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔

## فضائل و خواص سورۃ الطلاق والتحریم (پارہ نمبر ۳۰)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسالت مآب سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الطلاق کو پڑھنا رہیگا سنت رسول پر اس کا خاتمہ ہوگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الطلاق اور سورۃ التحریم کو اپنی نماز میں

واجبہ میں پڑھتا رہیگا اُس کو خدائے تعالیٰ اس بات سے محفوظ رکھے گا کہ وہ قیامت کے دن اُن لوگوں میں سے ہوگا جو خوف و حزن میں مبتلا ہوں۔ آتش جہنم سے یہ نجات پائے گا۔ جنت میں داخل کیا جائیگا۔ صرف اس وجہ سے کہ یہ دونوں سورتیں جناب رسول خدا کے متعلق ہیں۔ (اور حضرت ہی کو خطاب کر کے شروع ہوتی ہیں) یہ ان دونوں کو پڑھتا رہا اور ان کی حفاظت کرتا رہا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الطلاق کو پڑھتا رہے اسے خدائے تعالیٰ خالص اور کامل توبہ کی توفیق عطا فرمائے گا۔ اور اگر اس سورت کو لکھ کر دھو کر اس کا پانی کسی مکان میں چھڑک دیا جائے تو اس میں کوئی آباد نہ رہیگا۔ اور اگر کوئی اس میں آ بھی جائیگا۔ توجہ تک اس میں سے نکل نہ جائیگا۔ طرح کی تکلیف میں مبتلا رہے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سورۃ الطلاق لکھ کر پانی سے دھو کر اس کا پانی کسی جگہ چھڑک دیا جائے تو وہ جگہ دشمنی اور بغض سے محفوظ نہ رہے گی اور اگر کسی آبادی میں چھڑکا جائے تو وہاں لڑائی ہوگی اور آپس میں جدائی ہو جائے گی۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ التحمیم کو پڑھیگا اسے بھی خدائے تعالیٰ کامل اور خالص توبہ کی توفیق عطا فرمائے گا۔ اور جو شخص اُسے کسی ایسے آدمی پر پڑھے جسے کسی زہریلے جانور نے ڈسا ہو تو خدائے تعالیٰ اُس کو شفاء عطا فرمائے گا۔ زہر اُس کا آگے نہ بڑھنے پائے گا۔ اور اگر اس سورۃ کو لکھ کر پانی سے دھو کر اس کا پانی کسی مرگی کے مریض پر چھڑک دیں تو اس کا شیطان جل جائیگا اور اس کو آرام ہو جائے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ التحمیم کو کسی بیمار پر پڑھے گا۔ اس کی بیماری کو سکون ہوگا۔ اور اگر اجفان پر پڑھے گا تو ٹھنڈ پڑ جائے گی۔ اور اگر مرگی والے پر پڑھے گا تو اسے افاقہ ہوگا اور جو ایسے شخص پر پڑھے گا جسے نیند نہ آتی ہو تو اُسے نیند آ جائے گی۔ اور جس شخص کے ذمہ بہت سا قرض ہو اور وہ اس کے پڑھنے کی مداومت کرے تو حکیم خدا وہ سب قرض ادا ہو جائے گا۔

## فَضَائِلُ وَخَوَاصُّ سُورَةِ الْمَلِكِ (پارہ نمبر ۲۹)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الملک پڑھے اس کو ایسا ثواب ملیگا کہ گویا اس نے شب قدر میں شب بیداری کی۔ اور بلند معبر جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورۃ الملک عذاب قبر سے نجات کا باعث ہوتی ہے اور یہ سورۃ توریت میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ جو شخص اس کو بوقت شب پڑھ لیتا ہے۔ وہ اس رات میں عمدہ عبادت کرنے والا شمار کیا جاتا ہے غافلوں میں نہیں لکھا جاتا۔ میں نماز عشاء کے بعد نماز وتیرہ میں اسے بیٹھے بیٹھے پڑھتا ہوں اور میرے والد ماجد اپنی زندگی بھر اسے دین میں پڑھتے رہے اور رات میں بھی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اس سورت کو پڑھتا رہیگا۔ جب منکرین اس کی قبر میں اس کے پاؤں کی طرف سے آتا چاہیں گے تو اُس کے پاؤں یہ کہہ دینگے کہ تم اس طرف سے

نہیں آسکتے کیونکہ یہ ہمارے سہارے کھڑا ہو کر سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا۔ جب وہ پیٹ کی طرف سے آنا چاہیں گے تو وہ بھی ان کو منع کر دیگا اور یہ کہے گا کہ اس سورۃ الملک کو مجھ ہی میں تو جگہ دی تھی پھر وہ زبان کی طرف سے آنا چاہیں گے تو وہ بھی روک دیگی اور یہ کہے گی کہ مجھ ہی پر تو تلاوت کے وقت میں سورۃ الملک کو جاری کیا کرتا تھا۔

ایضاً یہ روایت ابو بصیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے وہ حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سونے سے پہلے سورۃ الملک کو پڑھ لیگا۔ وہ صبح تک ہر طرح مامون و محفوظ رہیگا۔ اور اسی طرح قیامت کے دن جب تک جنت میں نہ پہنچ لیگا مامون و محفوظ رہیگا۔ سجدتہ الدعوات میں روایت ہے کہ جو شخص بستر پر سونے کے لئے لیٹے اُسے لازم ہے کہ سورۃ الملک پڑھے پھر چار مرتبہ یہ کہے اللہم رَبِّ الْجَلِّ وَالْحَرَّاهِ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ عَنِّي تَحِيَّتِهِ وَسَلَامًا يَا شَدَائِدَ حُلِّ وَحَرَمِ الْمَلِكِ تُوْمِيْرِي طَرْفِ جَنَابِ مُحَمَّدٍ مَصْطَفَى كِي رُوْحِ مَبَارَكِ كُو تَحْفَهٗ سَلَامِ بَهِنْجَا دَعِي تُو خَدَائِي تَعَالَى دُو فَرَسْتُوں كُو مَقْرَرِ كَرْدِيْكََا كِه وَهٗ اَنْخَضْرَتِ كِي خَدْمَتِ مِيں جَا كِرْعَرْضِ كَرْدِيْنِيْكَ كِه فَلَائِ شَخْصِ اَبِّ كُو سَلَامِ بَهِنْجَا تَا هَيَّ - اُوْر اَنْخَضْرَتِ يِه جَوَابِ دِيں گے كِه اِس پَر خُدَا كِي طَرْفِ سِي سَلَامِ بَهِي هُو رَحْمَتِ بَهِي هُو بَر كِنِيں بَهِي هُوں۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو حفظ کر لے گا تو بوجہ قبر میں اس کی مونس رہے گی۔ اور جو عذاب اس کی طرف متوجہ ہوگا اس کو روک دے گی اور مبعوث ہو سکے دن تک برابر حفاظت کرتی رہے گی۔ اور قیامت کے دن پروردگار عالم کے حضور میں اس کی خاص شفاعت کرے گی۔ یہاں تک کہ اُسے جنت میں پہنچا دے گی۔ نہ قبر میں اکیلا رہنے پائے گا نہ میدان حشر میں۔ اور جو شخص اس کی تلاوت کرے اس کا ثواب اپنے موتی کو بخشا ہے تو یہ اس قدر تیز اس کے پاس پہنچتی ہے جیسا کہ بجلی کی چمک گئی۔ اگر وہ عذاب کی حالت میں ہوں تو ان کے عذاب میں تخولیف کرا دیتی ہے اور ان کی قبروں میں ان کی مونس ہوتی ہے۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے اتنا اور زیادہ منقول ہے کہ جب اس سورۃ کو میت کے پاس پڑھیں تو خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔

## فَضَائِلُ وَخَوَاصُّ سُورَةِ الْقَلَمِ (پارہ نمبر ۲۹)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ ن والقلم کو پڑھتا رہے تو خدا تعالیٰ اُس کو اُن لوگوں کا سا ثواب عطا فرمائے گا جن کے اخلاق نیک ہیں۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ ن والقلم کو اپنی واجبہ یا ناقلہ نماز میں پڑھتا رہیگا زندگی دنیا میں تو خدائے تعالیٰ سے اس بات سے محفوظ رکھیگا کہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔ اور مرنے کے عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔

معانی الآخبار میں بروایت سفیان جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ن جنت میں ایک تہرے جسے خدائے تعالیٰ نے حکم دیا کہ جم جا وہ جمی تو روث ثنائی بن گئی۔ پھر خدائے تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کہ لکھ۔ چنانچہ قلم نے لوح محفوظ پر جو کچھ ہو چکا تھا اور قیامت تک ہونے والا تھا وہ سب لکھ دیا۔ پس روث ثنائی نور کی روث ثنائی ہے اور قلم نور کا قلم ہے۔ اور لوح نور کی لوح ہے۔

سفیان کا بیان ہے۔ کہ میں نے عرض کی یا بن رسول اللہ میرے لئے تو اس لوح و قلم اور روث ثنائی کا مفصل بیان فرمائیے اور جو علم خدائے تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمایا ہے اس میں سے مجھے بھی عطا کیجئے۔ فرمایا یا بن سعید! اگر تو اس جواب کا اہل نہ ہوتا تو میں ہرگز تجھے اس کا جواب نہ دیتا۔

ن ایک فرشتہ ہے جو قلم تک پہنچاتا ہے اور قلم بھی ایک فرشتہ ہے جو لوح تک پہنچاتا ہے۔ لوح بھی ایک فرشتہ ہے جو اسرافیل تک پہنچاتا ہے۔ پھر اسرافیل جبرئیل تک پہنچاتا ہے۔ اور جبرئیل رسل و انبیاء علیہم السلام تک پہنچاتا ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ اے سفیان اب اٹھ کر چلا جا کہ میں تجھے محفوظ نہیں سمجھتا یعنی تجھے دشمنوں سے ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر ایسے شخص کے گلے میں باندھ دے گا جس کے دائرہ میں درد ہو تو بحکم خدا اس کو فوراً آرام ہوگا۔

## فضائل و خواص سورۃ الحاقہ (پارہ نمبر ۲۹)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الحاقہ کو پڑھے تو خدائے تعالیٰ اس سے حساب بہت ہی آسان لے گا۔ نیز جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ سورۃ الحاقہ زیادہ پڑھا کر دے کہ نماز واجب اور نافلہ میں اس کا پڑھنا خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے کا ایک جزو ہے اور قاری کے دین کو سلب نہیں ہونے دیتی جب تک کہ یہ خدا کے حضور میں پہنچے۔

تفسیر صفائی اور ثواب الاعمال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اتنا اور زیادہ منقول ہے کہ یہ سورۃ جناب امیر المؤمنین اور معاویہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

خواص القرآن میں جناب رسالت مآب اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر حاملہ عورت کے پیٹ پر باندھ دے گا تو اس کے پیٹ میں جو ہے وہ بحکم خدا محفوظ رہے گا۔ اور اگر اس سورۃ کو لکھ کر دھو کر اس کا پانی کسی دودھ پیتے بچے کو پلا دیں تو نہایت دانشمند ثابت ہوگا اور اس کا حافظہ بڑا قوی ہوگا یہاں تک کہ جو سنیگا یاد رہا کریگا۔ اور اس کی پرورش بہت خوب ہوگی۔

## فضائل و خواص سورۃ المعارج (پارہ نمبر ۲۹)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ سائل سائل کو پڑھے اسکو



ان لوگوں کا ساتھ اب بلیگ جن کی شان میں خود خدائے تعالیٰ اسی سورۃ میں فرماتا ہے وَالَّذِينَ هُمْ  
لَا مُنْتَهَىٰ لَهُمْ وَعَمْدُهُمْ رَاعُونَ ۗ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۗ نیز یہ روایت  
جابر جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ المعارج کو زیادہ پڑھتا رہیگا۔ خدائے تعالیٰ قیامت کے  
دن اس سے اس کی بابت باز پرس نہ فرمائیگا۔ اور جناب محمد مصطفیٰ کے ساتھ جنت میں جگہ عطا فرمائیگا۔  
کتاب النخس میں روایت جابر ہی حدیث جناب امام جعفر صادق سے بھی منقول ہے مگر اتنا فرق ہے۔ کہ  
حضرت نے حکم دیا ہے کہ اس سورۃ کو زیادہ پڑھا کرو۔

خواص القرآن میں جناب رسول اللہ سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو زیادہ پڑھتا رہیگا اس کا شمار  
ان مؤمنین میں ہو جائیگا۔ جنہوں نے نوح کی دعوت قبول کی تھی۔ اور اگر کوئی شخص قبر میں ہو اور اس سورۃ  
کو پڑھے تو خدائے تعالیٰ اس کے چھوٹنے کے سامان فرمادے گا۔ اور وہ اپنے اہل و عیال میں صبح و سالم  
لوٹ آئے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص رات کو اس سورۃ کو پڑھے  
وہ جنابت اور احتلام سے خاص طور پر دور ویسی اور بلاؤں سے عام طور پر حکیم خدا صبح تک محفوظ رہیگا۔

## فضائل و خواص سورۃ نوح (پارہ نمبر ۲۹)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ نوح کو پڑھتا رہیگا اس کا شمار ان مؤمنین  
میں ہو جائے گا۔ جنہوں نے دعوت نوح کو قبول کیا تھا۔

نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے اور خدا کی  
کتاب کو پڑھتا ہے اُسے چاہیے کہ سورۃ نوح کی قرأت ترک نہ کرے۔ پس جو بندہ اپنی واجب یا نافلہ نماز میں سمجھ  
بوجھ کر اور صبر کے ساتھ سورۃ نوح کو پڑھتا رہیگا خدائے تعالیٰ اس کو خاص نیک بندوں کے مکانوں میں  
جگہ دے گا۔ اور جو جنت اس کے لئے معین ہے۔ اس کے علاوہ ایک تہائی جنت اپنی طرف سے از روئے

العام و اکرام عطا فرمائیگا۔ اور دو سو کنواری حوروں سے اور چار ہزار شوہر دیدہ سے اُس کی شادی کر دیگا۔  
نیز جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھ کر طلب حاجت کے لئے جائے تو خدائے  
تعالیٰ اُس کی حاجت آوری بہ آسانی کر دیگا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص اس  
سورۃ کو رات کو یا دن کو پڑھ لیا کرے وہ جب تک جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لیگا انتقال نہ کرے گا اور طلب حاجت  
کے وقت پڑھ لیگا تو بہ آسانی اس کی حاجت بر آئے گی۔

## فضائل و خواص سورۃ الجن (پارہ نمبر ۲۹)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الجن کو پڑھے گا تو جتنے جن اور

شیاطین جناب محمد مصطفیٰ کی تصدیق یا تکذیب کر چکے ان کی مجموعی تعداد کے برابر غلام آزاد کرنے کا ثواب اسکو ملیگا نیز جناب امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ جو شخص سورۃ الجن کو زیادہ پڑھتا رہیگا زندگی دنیا میں تو وہ جنات کی نظر اور ان کی سانس کے اثر سے اور ان کے مکر سے محفوظ رہیگا اور جب عاقبت میں محمد و آل محمد کی سعیت میں سے ہوگی تو وہ یہ عرض کرے گا کہ خدائے تعالیٰ نے تو میں ان کے بدلے اور ساتھی چاہتا ہوں اور نہ اپنے اس درجہ کی تبدیلی چاہتا ہوں۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ جن کو پڑھے گا اس کو بہت بڑا اجر ملیگا اور اس کی ذات جنات کے شر سے محفوظ رہے گی۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جہاں یہ سورۃ پڑھی جائے گی جن وہاں سے بھاگ جائیں گے اور جو شخص اس کو پڑھے کسی ظالم بادشاہ کی ملاقات کو جائے گا اس کے شر سے محفوظ رہیگا۔ اور اگر قیدی اس کو پڑھے گا تو منجانب اللہ اس کی رہائی کا سامان بسہولت ہو جائے گا۔ اور جو شخص تنگی میں مبتلا ہو اور اس کو پڑھے تو خدائے تعالیٰ اس کے لئے کشادگی کا دروازہ کھول دیگا۔

## فضائل و خواص سورۃ مزمل (پارہ نمبر ۲۹)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسالت مآب سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ مزمل پڑھے گا دنیا اور آخرت کی تنگی دفع ہو جائے گی۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ المزمل کو نماز عشاء میں پڑھے یا نماز شب میں تو یہ سورۃ بھی خود اس کی گواہ ہوگی۔ اور دن اور رات بھی اس کی گواہی دیں گے اور اس کی زندگی بھی بہت ہی اچھی گزرے گی اور موت بھی بہت ہی راحت کی موت ہوگی۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورت کو پڑھتا رہیگا اس کو اتنا ثواب ملیگا گویا اس نے تمام جنات اور شیاطین کے ہم عدد غلام آزاد کر دیئے۔ جو شخص اس سورت کے پڑھنے کی مداومت کر لیگا وہ جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھے گا۔ پھر اس کا جو جی چاہے حضرت سے طلب کرے۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے علاوہ مندرجہ بالا حدیث کے اتنا اور زیادہ منقول ہے کہ جو شخص سورۃ مزمل کو شب جمعہ میں سنو مرتبہ پڑھے لیگا۔ خدائے تعالیٰ اسکے سوا گناہ بخشے گا۔ اور سوائیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھدیگا کہ ہرنیکی کا اجر دین گنا ملیگا۔ جیسا کہ فرما چکا ہے۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرًا مِثْلِهَا۔

## فضائل و خواص سورۃ المدثر (پارہ نمبر ۲۹)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ مدثر کو پڑھے گا۔ اسے ان تمام لوگوں کی تعداد سے جنہوں نے رسول خدا کی تصدیق یا تکذیب کی ہوگی دین گنا ثواب دیا جائے گا۔ نیز جناب امام محمد باقر سے

منقول ہے۔ کہ جو شخص اپنی نماز واجب میں سورۃ المسد شریف پڑھنا رہیگا خدا نے خود اپنے ذمہ یہ بات واجب کر لی ہے کہ اسے جناب رسول خدا کے ساتھ ان کے درجہ میں رکھیگا اور جب تک دنیا میں رہیگا کبھی شقی نہ ہونے پائے گا۔

خواص القرآن میں جناب رسالت مآب اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھ کر یہ دعا کیا کرے کہ اسے قرآن مجید حفظ یاد ہو جائے تو مرنے سے پہلے ضرور اسے حفظ یاد ہو جائیگا۔ اور جناب امام جعفر صادق کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اس کے علاوہ بھی خدا نے تعالیٰ سے جو دعائیں مانگے گا وہ ان کو برلائے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ القیامۃ (پارہ نمبر ۲۹)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ القیامۃ کی تلاوت کرتا رہیگا۔ خود میں اور جبرئیل امین قیامت کے دن اس بات کی گواہی دیں گے کہ وہ شخص روز قیامت پر ایمان رکھتا تھا۔ اور قیامت کے دن اس کا چہرہ اس قدر روشن ہوگا کہ تمام مخلوق کے مقابل ممتاز نظر آئیگا۔ اور اس کا نور اس کے آگے آگے دوڑتا ہوگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ "لا اقسام بیوم القیامۃ" الخ پڑھتا بھی رہے اور اس پر عمل بھی کرتا رہے اسے خدا نے تعالیٰ قیامت کے دن اچھی سے اچھی صورت میں مبعوث فرمائے گا۔ نیز اسے بشارت بھی دے گا۔ نیز جو اس سے بلیگا وہ خنداں اور شاداں بلیگا۔ یہاں تک کہ وہ صراط و میزان سے گزر جائے۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس سورۃ کا برابر پڑھتے رہنا رزق بھی بڑھاتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں محبت بھی زیادہ کر دیتا ہے۔ پڑھنے والے کے دل میں خضوع و خشوع زیادہ کرتا ہے۔ اور عقّت اور حفاظت کو بھی بڑھاتا ہے نیز اس سورۃ کے پڑھنے والے کو بادشاہ سے کوئی خوف اور اندیشہ کی بات پیش نہ آئے گی۔ نیز جو شخص رات میں اس کو پڑھیگا۔ تو رات میں اور جو دن میں پڑھیگا تو دن میں من جانب اللہ اس کی حفاظت ہوگی۔

## فضائل و خواص سورۃ الذہر یا سورۃ ہلّی (پارہ نمبر ۲۹)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ ہلّی اتنی کو پڑھے تو خدا تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ یہ بات لی ہے کہ اس کو جنت میں بھی پہنچائیگا۔ اور لباس حریر بھی اس کو پہنایگا۔ نیز جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جو شخص جمعرات کی صبح کو سورۃ ہلّی پڑھ لیا کرے تو خدا نے تعالیٰ اسے کئی سواری خوروں سے اور چار ہزار شوہر دیدہ سے اسکی شادی کریگا۔ اور اسے محمد و آل محمد کی معیت نصیب

ہوگی۔ امانی میں جناب امام علی نقی سے منقول ہے کہ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ دو شنبہ کی سحرت سے محفوظ رہے اُسے لازم ہے کہ اس دن صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں بعد الحمد سورہ ہل اتی کی قرات کرے پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی **فَوَقَّعَهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّهٖمُ نَصْرَةً وَسُرُورًا**

## فضائل و خواص سورۃ المرسلات (پارہ نمبر ۲۹)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ المرسلات کو پڑھتا رہے گا اس کی نسبت یہ لکھ دیا جائے گا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہرگز نہیں ہے کہ جن لوگوں نے خدا کے ساتھ شرک کیا ہو۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ المرسلات کو پڑھتا رہے گا پروردگار عالم خود اس کے اور جناب رسول خدا کے مابین معرفت حاصل کرا دیگا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جب دو شخصوں کے مابین کوئی عدالتی جھگڑا ہو تو جو اس سورت کو پڑھ کر حاکم کے سامنے جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے مخالف کے برخلاف اس کی مدد فرمائے گا اور مقدمہ وہی جیتے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے علاوہ اس حدیث کے اتنا اور منقول ہے کہ سورۃ المرسلات کو لکھ کر عرق پیاز سے دھو کر پیٹ کے درد والے کو پلا دو تو بحکم خدا وہ درد دفع ہو جائے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ النبأ (پارہ نمبر ۳۰)

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ اس سورت کے چار نام ہیں۔ سورۃ عم۔ سورۃ النبأ اور سورۃ المعصرات اور سورۃ التساول۔ نیز اسی تفسیر میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ عم بیتساء لون کی تلاوت کرتا رہے گا اسے خدائے تعالیٰ قیامت کے دن سرد سے سرد شربت پلاوے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو روزانہ پڑھتا رہے گا ایک سال پورا نہ پڑھنے پائیگا کہ اس کو بیت اللہ الحرام کی زیارت میسر آئے گی۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو یاد کر لے اور پڑھا کرے۔ قیامت کے دن اس کا حساب اتنا ہی ہوگا جتنے میں یہ سورۃ لکھی جائے پھر وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر گلے میں یا بازو میں باندھ لے تو چھڑی اور جوں اس کے پاس نہیں پھٹے گی اور اس کی قوت اور ہیبت بہت بڑھ جائے گی۔

نیز جناب رسول خدا سے ایک روایت میں بھی منقول ہے کہ اس سورۃ کے پڑھنے والے کا حساب اتنی دیر میں ہو جائیگا۔ جتنی دیر ایک نماز واجب کے پڑھنے میں لگتی ہے۔

ایضاً جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے جو شخص شب بیداری کے ارادے سے اس سورت کو

پڑھے۔ وہ شب بیدار رہیگا اور جسے رات کے وقت سفر درپیش ہو اور وہ اس سورت کو حفاظت کی نیت سے پڑھے وہ بحکم خدا ہر بلا سے محفوظ رہیگا۔

## فضائل و خواص سورت التزعت (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورت التزعت پڑھتا رہیگا قیامت کے دن اس کو حساب کے لئے اتنی دیر رکنا پڑے گا جتنی دیر میں ایک نماز واجب پڑھنی چاہیے پھر داخل جنت کر دیا جائیگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورت کو پڑھتا رہے گا وہ سیراب ہی مرے گا۔ اور سیراب ہی خدائے تعالیٰ اُسے مبعوث فرمائے گا۔ اور سیراب ہی اللہ تعالیٰ اُس کو داخل جنت فرمائے گا۔ خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورت کو پڑھے گا۔ خدائے تعالیٰ کے عذاب سے مامون رہیگا۔ اور قیامت کے دن پروردگار عالم اُس کو ٹھنڈے سے ٹھنڈا شربت پلائے گا۔ اور جو شخص اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں اُس کو پڑھے وہ اس کے سامنے سے بھاگ جائیں گے۔ اور وہ بحکم خدا ان کے ایذا اور ضرر سے محفوظ رہیگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے علاوہ مندرجہ بالا حدیث کے اتنا اور منقول ہے کہ جو شخص اس سورت کو پڑھے کسی ایسے شخص کے پاس چلا جاوے جس سے کچھ اندیشہ رکھتا ہو تو بحکم خدا اس کے شر سے مامون رہیگا۔

## فضائل و خواص سورت الاعلیٰ یا عبس (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورت عبس کی تلاوت کرتا رہیگا وہ قیامت کے دن خنداں و شاداں چہرہ کے ساتھ حاضر ہوگا۔ نیز اسی تفسیر میں اور تفسیر صافی اور الجوامع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورت عبس و توفیٰ اور سورت اذا الشمس کورت کو پڑھتا رہیگا وہ جنت میں خاص رحمت و کرامت الہی کے سایہ میں جگہ پائیگا۔ اور اس کی یہ منزلت اس کے مالک کو ناپسند نہ ہوگی۔ نیز عین الحیات میں انہیں حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص ان دونوں سورتوں کی تلاوت کرتا رہے گا وہ خیانت سے محفوظ رہیگا۔ اور جب تک زندہ ہے رحمت و کرامت الہی میں بسر کریگا۔

امان الاخطار میں جناب امام جعفر صادق سے اور خواص القرآن میں جناب رسول خدا اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص سورت عبس کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر اپنے بازو پر باندھ لے پھر جہاں چاہے سفر کرے تمام راستہ میں اُس کو خیر و خوبی ہی پیش آئے گی۔ کوئی تکلیف اور مصیبت نہ دیکھے گا۔

## فضائل و خواص سُوْرَةِ التَّكْوِيْنِ بِسُوْرَةِ كُوْرَتِ (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسالت مآب سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ اذ الشمس کو پڑھتا رہے گا تو خدائے تعالیٰ اُس کو قیامت کے دن جبکہ نامہ اعمال پھیلائے جائیں گے فضیحت ہونے سے محفوظ رکھیں گا۔ اور مامون و مصنون اپنے پیغمبر کے پاس پہنچ جائیگا۔ اور جو شخص کسی ایسے شخص کی آنکھوں پر ہاتھ رکھے کہ پڑھے جس کی آنکھیں دکھ رہی ہوں یا آنکھوں میں کوئی اور نقص ہو تو بحکم خدا اس کو آرام ہو جائیگا۔

آنحضرت سے یہ بھی وارد ہے کہ اگر بجائے پڑھنے کے لکھ کر اس کی آنکھوں پر باندھ دیا جائے تب بھی بحکم خدا ہی نفع پہنچے گا۔

## فضائل و خواص سُوْرَةِ الْاِنْفِطَارِ (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسالت مآب سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ اذ السماء انفطرت کو پڑھتا رہے گا۔ خدائے تعالیٰ روئے زمین پر جتنی قبریں ہیں اُن کی مجموعی تعداد کے برابر اور جتنا پانی ہے اس کے قطرات کی تعداد کے برابر نیکیاں اس شخص کو عطا کریگا اور قیامت کے دن اس کی حالت کی اصلاح فرماوے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اپنی نازہائے ناملہ اور واجہہ میں یہ دونوں سورے یعنی ”اذ السماء انفطرت“ اور ”اذ السماء انشقت“ زیادہ پڑھتا رہے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی کوئی حاجت رو نہ فرمائے گا اور کوئی چیز اس کو خدائے تعالیٰ سے دور کرنے والی اور رحمت خدا سے روکنے والی نہ ہوگی اور قیامت کے دن جب تک کہ خدائے تعالیٰ لوگوں کے حساب سے فارغ نہ ہو اُس کی طرف برابر نظر رحمت رکھیں گا اور یہ اُن واحد کے لئے بھی نظر کر امت الہی سے محبوب و محروم نہ رہے گا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورت کو پڑھتا رہے گا قیامت کے دن جبکہ اعمال نامے کھولے جائیں گے خدائے تعالیٰ اس کو فضیحت ہونے سے محفوظ رکھے گا اس کی عیب پوشی فرمائے گا۔ اور اس کی حالت کی اصلاح فرماوے گا۔ اور جو شخص قید کر دیا گیا ہو وہ اس سورت کو پڑھے یا یہ سورت لکھ کر اس کے گلے میں یا بازو پر باندھ دی جائے تو اس کی رہائی کی سبیل بہ آسانی ہو جائے گی۔ اور جن جن چیزوں سے اس کو خوف یا ہراس ہوگا بحکم خدا ان سب سے نجات پائے گا۔

ایضاً جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورت کو بارش کے وقت پڑھے تو جتنے قطرے برسیں گے اتنے ہی گناہ خدائے تعالیٰ اس کے معاف فرمائے گا اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اس سورہ کو پڑھنے سے بقدرت خدا نظر کو قوت پہنچتی ہے اور دُکھند وغیرہ آنکھوں کے امراض دور ہوتے

ہیں۔

## فضائل و خواص سُورَةِ الْمُطَفِّفِينَ يَا سُورَةِ التَّطْفِيفِ (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو تلاوت کرتا رہے گا قیامت کے دن خدائے تعالیٰ اُسے سر بہر خالص شراب پلائے گا۔  
 ایضاً یہ روایت صفوان جمال جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ وِیْلُ الْمُطَفِّفِينَ اپنی واجب نمازوں میں پڑھتا رہے گا اُسے خدائے تعالیٰ قیامت کے دن آتش جہنم سے امان دے گا کہ نہ دوزخ کی آگ اُسے دیکھے گی اور نہ یہ اُسے دیکھے گا۔ اور نہ اُسے اس کی گرمی پرستے گا نہ پڑے گا۔ اور نہ قیامت کے دن اُسے حساب دینا پڑے گا۔  
 خواص القرآن میں جناب رسول خدا اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جس چیز کی حفاظت منظور ہو خواہ وہ خزانہ ہو یا ناز کا کھتا ہو تو اس سورۃ کو اُس پر پڑھ دو وہ حکم خدا ہر آفت سے محفوظ رہے گی۔  
 حتیٰ انکہ حشرات الارض سے بھی۔

## فضائل و خواص سُورَةِ الانشِقَاقِ (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے گا خدائے تعالیٰ اُسے اس بات سے محفوظ رکھے گا کہ اُس کا نامہ عمل اُس کی پشت کی طرف سے دیا جائے۔  
 خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اس عورت کے جسم پر باندھے دے جس کے بائیں بچہ پیدا ہونے میں دشواری ہو تو حکم خدا فوراً بچہ پیدا ہو جائے گا۔ یہی حالت پڑھنے کی صورت میں بھی پیش آئے گی۔  
 ایضاً جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے علاوہ اس روایت کے یہ بھی منقول ہے کہ اگر یہ صورت لکھ کر حانہ کے پیٹ پر باندھی جائے تو اُسے بچہ پیدا ہونے کے بعد فوراً اھول دیں ورنہ اندیشہ ہے کہ پیٹ میں جو کچھ ہے وہ سب نکل جائے گا۔ نیز جس سواری کے جانور یا مویشی کے گلے میں اس سورۃ کو لٹکا دیا جائے گا وہ بھی کل آفتوں سے محفوظ رہے گا اور اگر مکان کی چار دیواری پر یہ سورۃ لکھ دی جائے گی تو موذی جانور اس مکان میں نہ آئیں گے۔

## فضائل و خواص سُورَةِ الْبُرُوجِ (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ البروج کو پڑھتا رہے گا دنیا میں جتنے جمعے اور جتنے عرفے ہوں گے ان کی مجموعی تعداد سے خدائے تعالیٰ دس گنی نیکیاں عطا فرمائے گا۔ اور ایک روایت

کے بموجب یہ ارشاد فرمایا کہ جتنے لوگ جمعہ جمعہ میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے حاضر ہوئے ہوں گے اور جتنے عرنے میں حج بجالانے کے لئے حاضر ہوئے ہوں گے ان سب کی مجموعی تعداد سے دس گنی نیکیاں عطا فرماوے گا۔ اور یہ روایت یونس بن ظبیان جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص اپنی واجب نمازیں سورۃ والسماء ذات البروج کو پڑھتا رہیگا تو چونکہ یہ انبیاء کی سورت ہے خدائے تعالیٰ اس کا احترام فرمائے اور مسلمانوں کے ساتھ قرار دے گا:

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ سورۃ البروج کا پڑھنا خوف کے مقامات اور سختیوں سے نجات دیتا ہے۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جس بچہ کا دودھ چھڑایا گیا ہو اگر یہ سورت لکھ کر اس کے گلے میں لٹکا دی جاوے وہ دودھ چھوٹنے کے صدمہ سے محفوظ رہیگا اور جو شخص بستر پر لیٹ کر اس سورہ کو پڑھے تو صبح تک وہ امان خدا میں رہیگا۔

## فضائل و خواص سورۃ الطارق (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الطارق کو پڑھتا رہیگا اسے خدائے تعالیٰ آسمان کے گل ستاروں کی تعداد سے دس گنی نیکیاں عطا فرماوے گا۔ نیز یہ روایت معالیٰ بن خنیس جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو اپنی واجب نمازوں میں پڑھتا رہیگا قیامت کے دن خدائے تعالیٰ کے حضور میں اس کا مرتبہ اور اس کی منزلت بہت بڑی ہوگی۔ اور انبیاء علیہم السلام ان کے اصحاب خاص کے رفقاء میں شمار کیا جائے گا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر پانی سے دھو کر اس پانی سے کسی زخم کو دھوئے وہ زخم ورم نہ کرے گا۔ اور اگر اس سورۃ کو کسی چیز پر پڑھ دیا جائے تو اس کی منجانب اللہ حفاظت رہے گی۔ اور اس چیز کا مالک بھی اس کے بارے میں مطمئن رہیگا۔ اور خود حکم خدا محفوظ۔ ایضا جناب امام جعفر صادق والی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جو زخم اس کے پانی سے دھو دیا جائے گا۔ اس میں پیپ نہیں پڑے گی۔ اور جس پینے کی دوا پر یہ سورت پڑھی جائے گی اس میں حکیم خدا شفا سزاوت کر جائے گی۔

## فضائل و خواص سورۃ الاعلیٰ (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الاعلیٰ کو پڑھتا رہیگا اسے خدائے تعالیٰ ہر ہر حرف کے بدلے جو اس نے حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور جناب محمد مصطفیٰ پر نازل فرمایا ہے دس گنی نیکیاں عطا فرماوے گا۔

نیز یہ روایت صاحب تفسیر عیاشی ابو خیمہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر المؤمنین کے پیچھے بیٹھ



یہاں نماز میں پڑھیں تو وہ حضرت پہلی رکعت میں بعد حمد سورۃ الاعلیٰ برابر پڑھتے رہے اور یہ فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ اس میں کیا کیا خوبیاں ہیں تو ایک ایک آدمی بیس بیس مرتبہ روزانہ اسی سورت کو پڑھا کرے۔ اور یہ یاد رکھو کہ اس کا پڑھنے والا ایسا ہے گویا اس نے موٹے اور ایسٹم کے سب صحیفے پڑھ ڈالے۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جس کے کان یا گردن میں درد ہو اس پر پڑھا کر کہ یہ سورت پڑھا جائے تو وہ درد جاتا رہیگا۔ اور اگر بوا سیر پر اس سورت کو پڑھا جائے تو ستے بہت جلد جاتے رہیں گے اور مریض کو آرام ہو جائیگا۔ دوسری روایت کے بموجب اس سورت کو لکھ کر مریض کے گلے یا بازو پر باندھنا بھی ایسا ہی فائدہ دینگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے علاوہ مندرجہ بالا حدیث کے یہ بھی منقول ہے کہ جو جگہ پھٹ گئی ہو اس پر پڑھا کر اس سورت کا پڑھنا تکلیف کو دور کرتا ہے اور جلد آرام پانے کی صورت ہو جاتی ہے۔

## فضائل و خواص سورۃ الغاشیہ (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرتا رہیگا خدا تعالیٰ اس کے حساب میں بہت ہی سہولت فرمائیگا۔ نیز یہ روایت ابو بصیر جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورت کو اپنی واجبہ یا نافلہ نماز میں پڑھتا رہیگا خدائے تعالیٰ دنیا میں تو خاص نظر رحمت اس پر رکھے گا اور عاقبت میں عذاب جہنم سے برأت عطا فرمائیگا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ آدمی کا بچہ ہو یا جانور کا جو روتا یا چیختا ہو یا بھاگ بھاگ جانے کا عادی ہو اس پر اس سورہ کا پڑھنا یا لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دینا اس کی ان عادتوں کو چھڑا دیگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص دکھتی ہوئی ڈاڑھ یا دانت پر اس سورہ کو پڑھ دے تو بچم خدا درد جاتا رہیگا۔ اور جو کھانے کی چیزوں پر پڑھ لے تو بچم خدا اس سے کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ بلکہ خدائے تعالیٰ سلامتی کو اس کے ساتھ منتقم فرمائیگا۔

## فضائل و خواص سورۃ الفجر (پارہ نمبر ۳)

تفسیر بڑھان میں بروایت علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ تم اپنی واجبہ اور نافلہ نمازوں کی پہلی پہلی رکعتوں میں بعد سورۃ الفاتحہ سورۃ الفجر پڑھا کر دو کہ اس سورہ کا اصلی نام سورۃ الحسین ہے۔ اور جو شخص اس سورہ کو زیادہ پڑھا کرے وہ قیامت کے دن جناب امام حسین کے ساتھ جنت میں خاص انہیں حضرت کے درجہ میں جگہ پاویگا۔

قول مترجم۔ اگر سب نمازوں میں نہ ہو سکے تو صبح کی یا عشاء کی پہلی رکعت میں بعد الحمد اس سورہ کو ہر روز پڑھ لیا کریں۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص دن رات سورۃ الفجر کی تلاوت کر لے خدائے تعالیٰ اُس کے اُس وقت تک کے گناہ بخش دیگا اور اگر اس سورۃ کو ہمیشہ پڑھتا رہے تو خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اُس کے لئے ایک نور مقرر فرمادے گا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ جو شخص سورۃ الفجر کو پڑھتا رہے خدائے تعالیٰ اتنے گناہ اُس کے معاف کر دیگا۔ جتنے اُن آدمیوں کی تعداد ہوگی جنہوں نے اس سورت کی تلاوت کی ہو اور قیامت کے دن اُس کے لئے ایک نور مقرر فرمایا گیا اور جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنی کمر میں باندھے اور اپنی زوجہ سے بطریق حلال مباشرت کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے ایک نیک بخت و سعادت مند بیٹا عطا فرمائے گا جو اُس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی خوشی کا باعث ہوگا۔

تصیح بطریق حلال مباشرت کرنے کے یہ معنی ہیں کہ عورت حیض و استحاضہ میں مبتلا نہ ہو اور حیض ختم ہونے کے بعد غسل حیض سے بھی فراغت پا چکی ہو۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص پڑھنے کے قریب سورۃ الفجر کی تلاوت کر لے گا وہ دوسرے دن کو پڑھنے تک ہر بلا و مصیبت سے امن و امان میں رہیگا۔ اور جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنی کمر میں باندھے کر اپنی زوجہ سے مجامعت کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس کو ایسا بیٹا عطا فرمائے گا کہ جس سے اُس کی آنکھیں بھی ٹھنڈی ہوں گی۔ اور دل بھی مسرور ہوگا۔

ایک روایت میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں بھی منقول ہے کہ سورۃ الفجر کو لکھ کر عورت کے گلے میں ڈالے اس طرح کہ اس کے سینہ پر لٹکتی رہے پھر اُس سے مجامعت کرے تو بڑا صاحب نصیب اور اقبال مند لڑکا پیدا ہوگا۔

## فضائل و خواص سورۃ البلد (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر زبان میں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ البلد کی تلاوت کرتا رہیگا وہ قیامت کے دن غضبِ خدا سے مامون و مصئون رہیگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ لا اُقسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ کو نماز واجبہ میں بعد سورۃ الفاتحہ پڑھتا رہے وہ شخص دنیا میں تو نیک مشہور رہیگا اور آخرت میں اُس کی یہ شہرت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اُس شخص کی خاص منزلت ہے اور وہ انبیاء اور شہداء اور صالحین کے رفیقوں میں شمار کیا جاویگا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص سورۃ البلد کی تلاوت کرتا رہیگا۔ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ اُس کو اپنے غضب سے مامون و محفوظ رکھے گا اور سخت سے سخت گھاٹیوں کی چڑھائی سے اُس کو نجات دے گا۔ اور جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر بچے کے گلے میں لٹکا دے گا تو وہ بچہ ہر آفت سے اور ہر مصیبت سے جو بچوں کو پیش آیا کرتی ہیں خاص کر اُمّ الصبیان سے اور بچوں کو جو

رونا لگجاتا ہے اُس سے محفوظ رہیگا۔

نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورۃ الیلد کو لکھ کر پانی سے دھو کر جس شخص کو ناک کی کوئی بیماری ہو اور یہ پانی وہ ناک میں چڑھا لے تو اُس بیماری سے نجات پائے گا اور جس بچہ کے گلے میں اس سورۃ کو لکھ کر ڈال دیں وہ بچپن میں مرنے سے بحکم خدا محفوظ رہیگا۔

## فضائل و خواص سورۃ الشمس (پارہ نمبر ۲)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الشمس کی تلاوت کرتا رہیگا اُس کو اتنا ثواب ملیگا گویا اُس نے کُل چیزیں جن پر سورج اور چاند کی چمک پڑی ہے راہِ خدا میں خیرات کر دیں۔

ایضاً یہ روایت معاذ بن عمرو بن عامر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الشمس و الشمس و ضحیٰ اور سورۃ والیل اذا یغشی اور سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الشمس زیادہ پڑھا کرے خواہ دن میں پڑھے یا رات کو تو جتنی چیزوں کی موجودگی میں وہ ان سورتوں کو پڑھے گا وہ سب کی سب قیامت کے دن اُس کے حق میں گواہی دینگی یہاں تک اُس کے بال اور کھال اور اُس کا گوشت اور اُس کا خون اور اُس کی رگیں اور اُس کے پٹھے اور اُس کی ہڈیاں اور اُس کی جن چیزوں کو بھی زمین اپنے اوپر لئے ہوئے ہے یہ سب چیزیں اُس کے حق میں گواہی دیں گی۔ اُس وقت نہدائے نعالے یہ فرمائیگا کہ میں نے اپنے بندے کے حق میں تمہاری گواہی قبول کی۔ اور میں اُس کو جائزہ دینے کے لئے تیار ہوں تم اُس کو لے کر جنتوں میں چلے جاؤ کہ یہ اُن میں جو مکان جی چاہے پسند کر لے اور جو جو نعمتیں پسند آئیں وہ لیلے۔ یہ سب چیزیں میری طرف سے بحیثیت رحمت و فضل اس کو عطا کر دو۔ احسان کسی چیز کا نہ جتنا نا کہ وہ سب میرے بندے کے لئے مبارک و گوارا ہوں۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص کم رزق ہو یا اس کو نیا کام کرنے کی توفیق کم ہوتی ہو۔ نیز وہ شخص جس کے نقصان زیادہ ہو گئے ہوں یا زیادہ ہوتے رہتے ہوں نیز وہ شخص جس کو سچ و خم زیادہ پیش آئے ہوں یا افکار و ہوم زیادہ پیش آنے کا اندیشہ ہو وہ سورۃ الشمس کے پڑھنے کی مداومت کر لے۔ تو جلد ہر جائیگا توفیق خدا بھی اُس کے شامل حال رہے گی۔ امور خیر بھی اُس سے بہت بن پڑیں گے۔ نفع بھی اُس کو بہت حاصل ہوگا۔ حافظہ بھی اُس کا بہت بڑھ جائے گا اور کُل آدمیوں کی نظر میں اُس کی عزت و حرمت بہت زیادہ ہو جائے گی۔ رنج و خم سے نجات پائیگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الشمس کو لکھ کر پانی سے دھو کر ریشہ کے مریض کو پلائے تو بحکم خدا اُس کے مرض کو آرام ہو جائیگا۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الْبَيْلِ (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سُوْرَةُ الْبَيْلِ کی تلاوت کرتا رہے خدائے تعالیٰ اُس کو اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ دشواری اور پریشانی اور تنگی سے اُسے نجات دے گا۔ وسعت آسانی اور سہولت اُسے میسر آ جاوے گی۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورت کو پڑھتا رہے گا۔ خدائے تعالیٰ جو کچھ وہ چاہے گا اُسے عطا فرمائے گا۔ پڑھنے والے کی تنگدستی دور ہو جائے گی۔ فراخ دستی اُسے میسر آئے گی اور اللہ تعالیٰ اُسے اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ اور جو شخص سونے سے پہلے پندرہ دفعہ اس سورت کو پڑھ لیا کرے گا تو وہ خواب میں خیر و خوبی کی باتیں دیکھے گا جو اُس کا دل چاہتا ہو اور خواب میں کوئی سوست یا بُرائی کی بات اُسے نظر نہ آئے گی۔ اور جو شخص نماز عشاء میں اس سورت کو پڑھ لیا کرے اُسے چہارم قرآن مجید ختم کرنے کا ثواب ملیگا اور اُس کی وہ نماز بھی قبول ہو جائے گی۔ دوسری روایت میں آنحضرت سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص سونے وقت اس سورت کو پیش مرتبہ پڑھ لیا کرے وہ اپنے خواب میں نیکی ہی نیکی دیکھے گا۔ اور جو شخص عشاء کی نماز میں اس سورے کو پڑھ لیا کرے تو اُسے پورا قرآن مجید ختم کرنے کا ثواب ملیگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورے کو پندرہ مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اُسے کبھی کوئی بات ایسی پیش نہ آئے گی جو اُسے ناگوار گزرے اور جب سوئیگا امن و حفاظت خدا میں رہے گا۔ اور جو شخص اس سورت کو کسی ایسے مریض کے کان میں پڑھ دے جو مرگی میں مبتلا ہو یا جس پر غشی طاری ہو۔ تو اُسے فوراً افاقہ ہو جائیگا۔

قول مترجم :- اس سورت کے بارے میں ایک حدیث سُوْرَةُ وَالشَّمْسِ کے ذکر میں بھی آچکی ہے :-

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الضُّحٰی (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے جو شخص سُوْرَةُ الضُّحٰی کی تلاوت کرتا رہے گا وہ ان لوگوں میں قرار دیا جائیگا جن سے خدائے تعالیٰ اظہارِ رضامندی فرمائے گا۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کی خاص طور پر شفاعت فرمائیں گے اور دنیا میں جتنے یتیم اور سائل ہو چکے ہیں۔ ان سب کی تعداد کے برابر نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے جو شخص اس سورت کو پڑھتا رہے گا قیامت کے دن جناب رسول خدا کی سفارش اُس کے لئے واجب ہو جائے گی اور اُس کے نامہ عمل میں اتنی نیکیاں لکھی جائیں گی کہ تمام سائلوں اور یتیموں کی تعداد سے دس گنی ہوں گی۔ اور اگر کوئی شخص غائب ہو گیا ہو یا کھویا

کیا ہو اس کی واپسی کے لئے کوئی شخص اس کا نام لکھ کر یہ سورۃ لکھے گا تو وہ اپنے لوگوں کے پاس صبح و سالم پلٹ آئیگا۔ اور اگر کوئی شخص کسی جگہ کوئی چیز بھول گیا تو پھر اسے وہ یاد آئے اور اسی وقت سورۃ الضحیٰ کو پڑھ دے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا۔ یہاں تک کہ اسی شخص کے ہاتھ آجائے گی۔

قول مترجم۔ اس سورۃ کے بارے میں ایک حدیث سورۃ والشمس کے ذکر میں بھی آچکی ہے

## فضائل و خواص سورۃ الانشراح (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الانشراح کی تلاوت کیا کرے گا اس کو اجر اسی طرح ملیگا جس طرح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتدا ابتدا میں سرخ و غم پیش آئے۔ تو خدائے تعالیٰ نے ان رنجوں کو راحت اور کشائش سے بدل دیا۔ اسی تفسیر میں ہمارے بڑے بڑے علماء سے روایت ہے کہ سورۃ وَالضُّحٰی اور سورۃ الانشراح بوجہ باہمی معنوی تعلق کے فی الحقیقت ایک ہی سورہ ہیں۔ لہذا وہ حضرات نماز واجب کی ایک ہی رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ ان دونوں کو یکجا پڑھتے تھے۔ اور ان دونوں کے بیچ میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے فصل نہیں کیا کرتے تھے۔ ایسا ہی قول سورۃ التذکیر اور سورۃ لایلف قریش کے بارے میں موجود ہے۔ اور سیاق و سباق پر نظر ڈالنے سے بھی اتحاد حقیقی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ پہلے فرمایا اَلَّذِیْ جَدَّكَ یَتِیْمًا فَاُوٰیہ پھر سلسلہ میں فرمایا۔ اَلَّذِیْ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرًا ۝

خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ الانشراح پڑھتا رہے خدائے تعالیٰ اس کو یقین بھی عطا فرمائیگا۔ اور عاقبت بھی اور جس شخص کے سینہ میں کوئی مرض ہو۔ اس پر یہ سورت پڑھی جائے اور لکھ کر بھی باندھ دی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو شفا عطا فرمائے گا۔ نیز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اس سورۃ کو کسی برتن میں لکھے اور پانی سے دھو کر اس کا پانی پی لے۔ اگر اس کا پیشاب بند ہوگا تو خدائے تعالیٰ اس کو شفا عطا فرمائیگا اور آسانی سے اس کا اخراج ہو جائے گا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو سینہ پر ہاتھ رکھ کر پڑھ لیا کرے تو وہ سینہ کے امراض سے محفوظ رہیگا۔ اور جو قلب پر ہاتھ رکھ کر پڑھا کرے تو وہ بحکم خدا ساکن ہو جائے گا۔ اور جو اس سورت کو لکھ کر پانی سے دھولے تو وہ پانی بحکم خدا ہر اس شخص کو نفع دے گا جس کو سردی کی شکایت ہو۔

قول مترجم :-

اس سورت کے خواص کی ایک حدیث کا ذکر سورۃ وَالشَّمْسِ کے فضائل میں بھی ہو چکا

ہے۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ التَّيْنِ (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ والتین و التینوں کی تلاوت کرتا ہے اُسے خدائے تعالیٰ دو خوبیاں عطا فرمائے گا۔ یعنی غایت ولیقین۔ یہ عطیہ تو دنیا کے لئے ہوگا۔ جب وہ مرے گا تو خدائے تعالیٰ اُسے اتنا ثواب عطا فرمائے گا جتنے آدمیوں نے یہ سورہ پڑھا ہو اور وہ سب ایک دن کا روزہ رکھنے سے جس قدر ثواب حاصل کر سکیں نیز اُسی تفسیر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص اس سورت کو اپنی واجبہ اور نافلہ نمازوں میں پڑھتا رہے گا جنت میں جو جگہ وہ پسند کرے گا وہی اس کو عطا فرمادی جائے گی۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص سورۃ التین کو پڑھتا رہے گا تو خدائے تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اتنا ثواب لکھے گا کہ اُس کا شمار نہ ہو سکے گا۔ اور اُس کو ایسا ثواب ملیگا کہ گویا یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کے سب و غم کی حالت میں ملا۔ اور اُس سب و غم کے دور ہونے کا باعث ہو گیا۔ اور جس وقت کھانا سامنے آئے تو جو شخص اس سورہ کو پڑھ لیگا اُسے اُس کہلنے سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ گو اُس میں سیم قاتل بھی ملا ہو بلکہ وہ بجائے نقصان کے شفا ہو جائیگا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یہ سورۃ کسی کھانے پر لکھ دی جائے۔ اور پڑھ دی جائے تو خدائے تعالیٰ اُس کھانے کے ضرر کو پڑھنے والے سے دور کر دے گا اور اُس کی قدرت کاملہ سے اُس میں شفا پیدا ہو جائے گی۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الْعَلَقِ (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ العلق کی تلاوت کرے اُسے اتنا ثواب ملیگا گویا اُس نے کل چھوٹی سورتوں کی تلاوت کی۔

ایضاً یہ روایت محمد بن حسان جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ہ کو دن میں پڑھے یا رات میں۔ پھر اُسی دن یا رات میں مر جائے تو وہ شہید ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اُسے شہید ہی مبعوث فرمائے گا۔ اور شہید ہی کی سی زندگی اُس کو عطا فرمائے گا۔ اور ثواب اس کو اتنا دے گا جتنا اُس شخص کا ہو سکتا ہے جو راہِ خدا میں جناب رسول خدا کی معیت میں اپنی تلوار سے جہاد کرتا رہا ہو۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص اس سورے کو پڑھے گا۔ ثواب تو اُس کے نامہ اعمال میں اتنا لکھیگا گویا اس نے کل چھوٹی سورتیں پڑھ لیں اور اجر اس کو اتنا عطا فرمائے گا گویا اُس نے راہِ خدا میں تلوار سوئت کر جہاد کیا ہو اور جو شخص جہاد یا کشتی میں بیٹھ کر پڑھ لیگا اُسے

خدا نے تعالیٰ غرق ہونے سے محفوظ رکھیگا۔ نیز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص سورۃ العلق کو کسی خزانہ کا دروازہ بند کر کے اُس پر پڑھ دے تو خدا نے تعالیٰ اُس خزانے کو ہر ایک آفت سے محفوظ رکھے گا خاص کر چوروں سے یہ حفاظت اُس وقت تک رہیگی کہ اُس کا مالک اپنی کل چیزیں اُس کے اندر سے لکل لے۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ جو شخص سفر کو جاتے وقت اس سورۃ کو پڑھے لیگا تو وہ اس کی خرابیوں سے محفوظ رہیگا۔ اور جو شخص سمندر میں سوار ہو کر پڑھے وہ بقدرت خدا تعالیٰ اُس کی تکالیف سے محفوظ رہیگا۔

## فضائل و خواص سورۃ القدر (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ القدر کی تلاوت کرے گا اُسے اتنا ثواب ملیگا گویا اُس نے تمام ماہ رمضان کے روزے بھی رکھے اور شب بائیس قدر کو بیدار بھی رہا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اپنی واجبہ نمازوں میں سے کسی واجب نماز میں سورۃ انا انزلنا پڑھے تو منجانب خدا ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اے بندہ خدا جو گناہ تو اب تک کر چکا وہ تو سب معاف کر دئے گئے۔ اب از سر نو عمل شروع کر۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ انا انزلنا فی لیلۃ القدر کو بلند آواز سے پڑھے اس کو تو ثواب ایسا ملیگا گویا اُس نے راہِ خدا میں تلوار کھینچ کر جہاد کیا ہو۔ اور جو شخص اُسے چپکے چپکے پڑھے اُسے ایسا ثواب ملیگا گویا راہِ خدا میں شہید ہو کر اپنے خون میں لوٹا۔ اور جو شخص اس سورۃ کو دس مرتبہ پڑھے گا اُس کے گناہوں میں سے ایک ہزار گناہ بٹا دئے جائیں گے۔ کتاب جمال الاسبوع میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر روز جمعہ کو رحمتِ خدا کے ایک ہزار گلدستے تیار ہوتے ہیں وہ اپنے بندوں کو ان میں سے جتنے جتنے چاہتا ہے اتنے عطا فرماتا ہے۔ مگر جو شخص جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد سومرتبہ سورۃ القدر پڑھے اُس کو خدا نے تعالیٰ ہزار کے ہزار گلدستے وہ اور ایک ہزار گلدستے اور رحمت فرمائیگا۔ کتاب الاقبال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو بندہ روزہ رکھے اور سحری اور افطار کے وقت سورۃ انا انزلنا پڑھے تو اُسے ان دونوں وقتوں کے ماپن اتنا ثواب ملیگا گویا وہ راہِ خدا میں شہید ہو کر اپنے خون میں لوٹا۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب ماہ مبارک رمضان آئے تو ہر رات میں ایک ہزار مرتبہ سورۃ انا انزلنا پڑھا کرو۔ جب تیسیویں شب آئے گی تو اپنے دل کو مضبوط کر لینا اور اپنے دونوں کانوں کو کھول لینا کہ عجیب و غریب باتیں سننے لگے۔

نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص مباحہ مبارک رمضان کی ۲۳ ویں شب میں سورۃ انا انزلنا فی لیلۃ القدر ہزار مرتبہ پڑھے تو وہ خواب میں کچھ ایسی چیزیں دیکھے گا کہ ہم سے جو بزرگیاں مخصوص ہیں ان کے

بارے میں اس کا یقین صبح کو بہت ہی کچھ بڑھ جائے گا۔  
 جَنَّةُ الْوَاقِعَاتِ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص سوتے وقت گیارہ مرتبہ  
 سورۃ انا انزلنہ پڑھے تو خدائے تعالیٰ لکھلی ہو میں ایک نور پیدا کر دے گا جو طول و عرض میں ہوا کے قرار گاہ  
 سے لے کر عرش کے اوپر جو حجابہائے نور ہیں اُن پر پھیلا ہوا ہوگا اور اُس کے ہر ہر درجہ میں ہزار ہزار فرشتے ہوں گے  
 اور ہر ہر فرشتے کی ہزار ہزار زبانیں۔ پھر ہر زبان پر ہزار لغت اور ہر لغت سے وہ ساری رات پڑھنے  
 والے کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔ پھر قیامت کے دن خدائے تعالیٰ اُس نور کو سورت پڑھنے  
 والے کے جسم میں جگہ دے دیگا۔

نیز انہیں حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جو شخص اپنے بسترِ خواب پر جا کر گیارہ مرتبہ اس سورۃ کی تلاوت  
 کر لیتا ہے تو خدائے تعالیٰ ایک ایک سورۃ سے ایک ایک فرشتہ اتنا بڑا پیدا کرتا ہے جس کی ہتھیلی ساتوں  
 آسمان اور ساتوں زمین سے بڑی ہوتی ہے۔ اُس کے تمام جسم پر ہر جگہ بال ہی بال ہوتے ہیں اور ہر بال سے  
 وہ اس قوت سے بات کر سکتا ہے کہ جو تمام جنوں اور تمام آدمیوں کی قوت کے برابر ہوتی ہے۔ یہ کل فرشتے قیامت  
 تک اس سورۃ کے پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔ حلیۃ المتقین میں بتا ہے کہ جناب امام جعفر  
 صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سوتے وقت گیارہ مرتبہ سورۃ انا انزلنہ پڑھ لیا کرے خدا تعالیٰ  
 گیارہ فرشتے اُس پر مقرر فرما دیتا ہے کہ صبح تک شیطان کے شر سے اُس کی حفاظت کرتے رہیں۔  
 بلد الامین و مصباح کفعمی کے حاشیوں پر جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سوتے  
 وقت اور پھر جاگتے بھی سورۃ انا انزلنہ پڑھ لیا کرے تو لوح محفوظ اُس کے ثواب سے پُر ہو جائے گی۔  
 نیز انہیں حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص رات کو سو مرتبہ سورۃ انا انزلنہ پڑھ لے وہ صبح سے پہلے  
 جنت کو خواب میں دیکھ لیگا۔

ایضاً جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد ماجد جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی  
 ہے کہ جو شخص سورۃ القدر کو بعد صبح دس مرتبہ پڑھے پھر زوال آفتاب کے وقت دس مرتبہ پڑھے اور پھر بعد عصر  
 دس مرتبہ پڑھے تو اس کا ثواب اتنا ہوگا کہ دو ہزار لکھنے والے تیس برس برابر لکھنے رہیں۔ نیز جناب امام محمد باقر  
 علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص طلوع فجر کے بعد سورۃ انا انزلنہ پڑھیگا تو فرشتوں کی ستر صفیں اُس  
 شخص پر ستر ستر مرتبہ درود اور ستر ستر مرتبہ رحمت بھیجیں گی۔

ایضاً انہیں حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص پیر کے دن ایک ہزار مرتبہ سورۃ انا انزلنہ پڑھے اور جمعرات  
 کے دن ہزار مرتبہ پڑھے تو خدائے تعالیٰ ایک ایک سورۃ سے اتنا اتنا بڑا قوی الجتہ فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ اُس  
 کی ہتھیلی ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں سے بڑی ہوتی ہے اور اس کے جسم پر ہزار ہزار بال ہوتے ہیں۔ اور  
 ہر بال میں ہزار ہزار زبانیں ہوتی ہیں۔ اور ہر زبان سے اس قوت سے بولتا ہے جتنی قوت کل آدمیوں کی اور



مُل جنوں کی ہو سکتی ہے۔ اور یہ سب فرشتے پڑھنے والے کے لئے طلب مغفرت کرتے رہتے ہیں اور خدائے تعالیٰ اُن کے استغفار کو بیس لاکھ گنا کر دیتا ہے۔ نیز اسی کتاب میں کتاب طریق النجاة سے بروایت جناب امام علی النقی علیہ السلام منقول ہے کہ جو شخص سورۃ القدس کو رات دن میں چھتر دفعہ پڑھ لیا کرے تو خدائے تعالیٰ ایک ہزار فرشتے پیدا کر دیتا ہے کہ اس کا ثواب چھتیس ہزار برس تک لکھتے رہیں گے۔ نیز اُس کے لئے استغفار بھی کرتے رہیں گے۔ اور خدائے تعالیٰ اُن کے استغفار کو دو ہزار برس تک ہر روز ہزار گنا کرتا رہیگا۔ چھتر مرتبہ کی تقسیم سات وقت میں حسب تفصیل ذیل ہے:-

(۱) پو پھٹنے کے بعد اور نماز صبح سے پہلے سات مرتبہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ فرشتے چھ دن پڑھنے والے پر درود بھیجتے رہیں گے۔

(۲) بعد نماز صبح دس مرتبہ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شام تک خدائے تعالیٰ کے حفظ و حمایت میں رہیگا۔  
 (۳) زوال آفتاب کے بعد مگر نوافل ظہر کے پڑھنے سے پہلے دس مرتبہ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدائے تعالیٰ پڑھنے والے کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور آسمان کے دروازے اُس کے لئے کھل جائیں گے۔  
 (۴) نوافل ظہر کے پڑھنے کے بعد اکیس مرتبہ اُس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدائے تعالیٰ پڑھنے والے کے لئے ہر ہر سورت سے ایک ایک مکان ایسا بنا فرمائے گا جس کا طول اتنی ہاتھ ہوگا اور عرض بھی۔ اور جس کی بلندی ساٹھ ہاتھ ہوگی۔ اُس کے اندر فرشتے بکثرت ہوں گے جو قیامت تک پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔ اور خدائے تعالیٰ اُن کے استغفار کو دو ہزار برس تک روزانہ ہزار گنا کرتا رہیگا۔

(۵) بعد نماز عصر دس مرتبہ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام مخلوق کے اُس دن کے نیک اعمال کے برابر نیکیاں پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔

(۶) بعد نماز عشاء سات مرتبہ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ صبح تک پڑھنے والا ضمانت الہی میں رہیگا۔

(۷) بستر خواب پر جا کر گیارہ مرتبہ۔ اس کا نتیجہ وہ ہوتا ہے جو صفحہ ۳۶۸-۱۹۱ میں درج ہے۔ نیز اوپر کی دونوں کتابوں میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ نور جو قیامت کے

دن مومنوں کے آگے آگے دوڑتا ہوگا وہ سورہ انا انزلناہ ہی کا نور ہوگا۔

نیز انہیں حضرت سے یہ بھی منقول ہے۔ کہ جو شخص سورہ انا انزلناہ کو نماز میں پڑھے تو وہ نماز قبول ہو کر اور ثواب میں بدرجہا زیادہ ہو کر منزل علیین تک پہنچائی جاتی ہے۔ اور جو شخص اس سورہ کو پڑھے کہ دعا مانگتا ہے اُس کی دعا لوح محفوظ تک پہنچائی جاتی ہے اور قبول کی جاتی ہے۔

اور جو شخص اس سورہ کو زیادہ پڑھتا رہتا ہے وہ لوگوں کی نظر میں محبوب ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس سورت کو پڑھے کسی شخص کے پاس جائے اور اُس سے یہ کہے کہ اپنے مال میں سے مجھے کوئی حصہ نکال کر دے دو تو وہ ضرور نکال کر دے دیگا۔ اور جس شخص کو بادشاہ یا حاکم سے خوف ہو اور وہ سامنے ہونے کے

وقت سورہ انا انزلنا پڑھ لے تو وہ بادشاہ یا حاکم مغلوب ہو جائیگا۔ اور جس شخص سے جھگڑنا منظور ہو اور سورہ انا انزلنا جھگڑے کے وقت پڑھتا رہے تو فتح و ظفر پڑھنے والے ہی کے حصہ میں آئے گی اور جو شخص خدائے تعالیٰ کے حضور میں اس سورت کو وسیلہٴ نجات و شفاعت قرار دے تو خدائے تعالیٰ اسکی شفاعت قبول کرے گا۔ اور منہ مانگی مراد پائے گا۔ انہیں حضرت نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس کہنے میں کسی طرح کی غلطی نہیں ہے کہ اس سورہ کا پڑھنے والا مومن اُس کی قرأت سے فارغ نہیں ہوتا کہ آتش جہنم سے آزادی کا پروانہ اُس کے نام لکھ لیا جاتا ہے۔ نیز جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔

کہ جس شخص نے سورہ انا انزلنا کو یاد کر لیا گو یا اُس نے کل علم یاد کر لیا۔

جناب امیر المؤمنین ابن ابی طالب علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ جب اپنے شیعوں میں سے کسی کو دیکھتے تو یہ فرماتے خدائے تعالیٰ اُس پر اپنی رحمت نازل کرے جو سورہ انا انزلنا پڑھتا رہتا ہے۔ نیز انہیں حضرت سے روایت ہے کہ ہر شے کا ایک پھل ہوتا ہے اور قرآن مجید کا پھل سورہ انا انزلنا ہے اور ہر چیز کا ایک خزانہ ہوتا ہے۔ فقیروں کا خزانہ سورہ انا انزلنا ہے۔ اور ہر چیز کا ایک سہارا ہوتا ہے اور کمزوروں کا سہارا سورہ انا انزلنا ہے۔ ہر چیز کے لئے ایک فراخی ہوتی ہے۔ اور رنگ بستوں کی فراخی سورہ انا انزلنا ہے۔ اور ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی سچاؤ کی صورت ہوتی ہے۔ مومن کے لئے سچاؤ کی سورت انا انزلنا ہے۔ اور ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی ہدایت ہوتی ہے اور نیک لوگوں کی ہدایت سورہ انا انزلنا ہے۔ اور ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے اور علم کا سردار سورہ انا انزلنا ہے اور ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے اور قرآن مجید کی زینت سورہ انا انزلنا ہے۔ اور ہر شے کا ایک خیمہ ہوتا ہے پس عبادت کرنے والوں کا خیمہ سورہ انا انزلنا ہے۔ اور ہر چیز کے لئے ایک خوش خبری ہوتی ہے اور مخلوق خدا کے لئے خوش خبری سورہ انا انزلنا ہے۔ اور ہر چیز کے لئے ایک حجت ہوتی ہے۔ بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہ انا انزلنا حجت ہے۔ لہذا تم اس پر ایمان لاؤ۔ کسی نے عرض کیا کہ اُس پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا کہ شب قدر ہر سال ہوتی ہے اور جو کچھ اُس میں نازل ہوتا ہے وہ سب برحق ہوتا ہے۔

**قول مترجم۔** جس کے پاس فرشتے سب چیزیں حکم خدا سے لیکر آتے ہیں وہی امام ہوتا ہے۔

نیز انہیں حضرت سے منقول ہے کہ سورہ انا انزلنا آدمی کی بہت بہتر رفیق ہے کہ اُس کے ذریعہ سے اپنا فرض بھی ادا کر سکتا ہے، اپنا دین بھی بڑھا سکتا ہے۔ نمایاں کامیابی بھی حاصل کر سکتا ہے۔ اپنی عمر بھی بڑھا سکتا ہے اور اپنی حالت بھی بہتر کر سکتا ہے۔ اور جو شخص اس سورہ کو زیادہ پڑھتا رہیگا وہ خدا کے حضور میں صدیق اور شہید ہو کر جائے گا۔

نیز انہیں حضرت سے منقول ہے۔ کہ جو شخص اپنے گھر میں جاتے وقت اور اُس سے نکلنے وقت سورہ انا انزلنا پڑھ لے شیطان کو اُسے بہکانے کا موقع ہی نہ ملیگا۔

ایضاً۔ انہیں حضرت نے فرمایا کہ اس سورۃ کے پڑھنے والے کے لئے خدائے تعالیٰ ہر جگہ کے ذرہ کو نیکی ہی بنا دیگا۔ اور بھی انہیں جناب سے منقول ہے۔ خدائے تعالیٰ نے یہ طے فرمادیا ہے کہ خود اس سورۃ کے پڑھنے والے کو دم بدم نام سے یاد کرتا رہیگا اور اُس پر درود بھیجتا رہیگا۔ اور جب جب اس سورۃ کے پڑھنے والے کی پاک جھپکے گی۔ خدائے تعالیٰ اُس پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اور رحمت نازل کرے گا۔ نیز خدائے تعالیٰ نے یہ بھی طے فرمادیا ہے۔ کہ انبیاء اور اوصیاء کے بعد کسی شخص کی عترت خدائے تعالیٰ کی نظر میں اتنی نہ ہوگی جتنی اُس شخص کی جو سورۃ انا انزلناہ کی رعایت کرے۔ اور اُس کی رعایت کرنے سے یہ مطلب ہے کہ اُس کی تلاوت کرتا رہے۔ نیز خدائے تعالیٰ نے یہ بھی طے فرمادیا ہے کہ اس سورۃ کے پڑھنے والے کا ثواب اگر میزان میں رکھ کر جانچا جائیگا وزن میں عرش و کرسی سے بھی زیادہ نکلے گا۔

نیز یہ بھی خدائے تعالیٰ نے طے فرمادیا ہے کہ اُس کی کرسی جن جن چیزوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے اُن سب سے سورۃ انا انزلناہ کے پڑھنے کا ثواب بڑھا ہوا ہے۔

نیز یہ بھی خدائے تعالیٰ نے طے فرمادیا ہے کہ عام بندوں میں سے کسی بندے کی منزلت اُس کے نزدیک اس سورت کے پڑھنے والے کی منزلت سے زیادہ نہ ہو۔

نیز یہ بھی خدائے تعالیٰ نے طے فرمادیا ہے۔ کہ اس سورت کے پڑھنے والے سے نہ کبھی خود ناراض ہوگا اور نہ کبھی اُس کو ناراض کریئے گا۔ کسی نے عرض کیا اُس کو ناراض کرنے کے کیا معنی۔ فرمایا اس سے یہ مطلب ہے

کہ اُس کی کسی حاجت کو نہ روکے گا کہ اُسے برا معاوم ہو۔

نیز یہ بھی اللہ تعالیٰ نے طے فرمادیا ہے کہ اس سورۃ کے پڑھنے والے کے ثواب کو خود ہی لکھے گا۔ کسی دوسرے کو نہ لکھنے دیگا۔ اور جب اُس کی موت کا وقت آئیگا۔ تو اُس کے قبض روح کا اہتمام بھی خود ہی فرمائے گا۔

نیز یہ بھی خدائے تعالیٰ نے طے فرمادیا ہے کہ اپنے تمام فرشتوں کو اس سورۃ کے پڑھنے والے کی عظمت یاد دلاتا رہے تاکہ وہ اُس کے لئے استغفار کرتے رہیں۔

یہ امر بھی اللہ تعالیٰ نے طے فرمادیا ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھ کر سوئے گا۔ ہزار فرشتے اُس کو گھیر لینگے جو صبح تک اُس کی حفاظت کرتے رہیں اور جو سوتے سے اُٹھتے ہی پڑھ لیگا اُس کا بھی ہزار فرشتے احاطہ کر لیں گے جو شام تک اُس کی حفاظت کرتے رہیں۔

نیز خدائے تعالیٰ نے یہ بھی طے فرمادیا ہے کہ نافلہ نمازوں میں سے کوئی نماز اُس سے زیادہ امید دلانے والی اور پسندیدہ نہ ہو جتنی وہ نماز جس میں سورۃ انا انزلناہ کی قرأت کی ہو۔

نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی طے فرمادیا ہے کہ قرآن مجید کے پڑھنے والوں کے اعمال اور اس کے حضور میں پیش کئے جائیں اور اس سورۃ کے پڑھنے والے کا ثواب اُن سب کے مجموعی ثواب کے برابر ہو۔

ایضاً جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو بندہ سورۃ انا انزلناہ کی قرأت سے فارغ ہوتا ہے تو کل فرشتے اُس پر درود بھیجنے لگتے ہیں۔

بیز جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورۃ القدس کی ایک زبان ہے اور دو ہوتی ہے۔ اور  
خدا نے تعالیٰ نے اُس میں اپنی خاص پیدا کی ہوئی رُوح اسی طرح بھونک دی ہے جیسے کہ آدم علیہ السلام  
کے جب غصری میں پھونکی تھی اور یہ سورت بیت المعمور میں موجود ہے جس کا طواف روزانہ صبح سے لے کر شام  
تک ایک لاکھ فرشتے کرتے ہیں اُس کا باعث اسی کی عظمت ہے۔ نیز یہی سورت عرش کے کل قائموں میں موجود ہے  
کہ ان میں سے ایک ایک قائم کا طواف قیامت تک لاکھ لاکھ فرشتے کرتے رہیں گے۔ اُس کی عظمت کا یہی باعث  
یہی سورت ہے۔ یعنی قائمہ عرش کی ہے۔

نیز یہ سورت رحمت الہی کے خزانوں میں بھی مخزون ہے۔

ایضاً انہیں جناب سے مروی ہے کہ جو شخص سورۃ القدس کو ایک رات میں ہزار مرتبہ پڑھے۔ وہ  
اُس شخص کی سی منزلت پائیگا جو اپنے آپ کو دارالسلام میں دیکھ لے۔ اور جو شخص اس رات کو ناقہ ظہر اور  
نماز ظہر کے ماہین اکیس مرتبہ پڑھے بشرطیکہ ناقہ ظہر پڑھنا اول زوال سے شروع کیا ہو تو وہ جب تک رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں نہ دیکھے لیگا انتقال نہ کرے گا۔ اور جو شخص نماز عشاء کے بعد بیٹھ کر دو  
رکعتیں نماز وترہ کی نیت سے پڑھ کر سات دفعہ اس سورت کو پڑھے لیگا وہ صبح تک آسمان سے زمین پر جو بلائیں  
نازل ہوں گی۔ ان سب سے محفوظ رہیگا۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو لوگ فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں سورۃ انا انزلنا ان

سب کے لئے ایک خزانہ ہے۔

**قول مترجم۔** خزانہ گھر میں موجود ہو اور بھوکا آدمی پھر بھی اُس سے نفع نہ اٹھائے تو فرمائے یہ قصور کس کا۔

نیز انہیں حضرت سے یہ روایت ہے کہ جو شخص سورۃ انا انزلنا زیادہ پڑھتا رہیگا وہ ضرور جنتی ہو جائیگا۔  
**قول مترجم۔** خوارج اور نواصب کو اس کی توفیق ہی نہ ہوگی اور جس کو توفیق ہو گئی وہ انشاء اللہ تعالیٰ زمرہ  
مؤمنین میں آئے اور پھر آئے۔

کافی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے برادر مومن کی قبر پر پہنچے اور اُس قبر  
پر ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ سورۃ انا انزلنا فی لیلة القدس پڑھ دے تو وہ شخص سخت گھبراہٹ کے دن یعنی  
قیامت کی پریشانی سے محفوظ رہیگا۔

**کشف اللثام عن قواعد الاحکام** میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص وضو کرنے میں  
سورۃ انا انزلنا فی لیلة القدس پڑھے وہ گناہوں سے ایسا ہی پاک ہو جائے گا۔ گویا اسی دن اپنی  
مال کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

مکارم الاخلاق میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص پیدل چل کر حج کرے اور  
سورۃ انا انزلنا پڑھتا رہے تو اُسے چلنے کی تکان محسوس نہ ہوگی۔  
نیز یہ فرمایا کہ جو شخص چوپائے پر سوار ہونے کے وقت سورۃ انا انزلنا پڑھے وہ یا تو صبح و سالم اترے گا

یا اس حالت میں اترے گا کہ اُس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہ ہو۔ اور اس سورۃ کا پڑھنے والا چوپائے پر لوہے سے بھی زیادہ بھاری ہوتا ہے۔ (اسی وجہ سے وہ چوپایہ اُس کے نیچے کوئی شرارت نہیں کر سکتا)۔ اسی کتاب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر کوئی چیز قضاؤ قدر الہی سے سابق ہو سکتی تو میں ضرور یہ کہتا کہ جو شخص سفر کرتے وقت یا اپنے گھر سے نکلتے وقت سورۃ انا انزلنا پڑھے اُسے خدائے تعالیٰ ضرور اُس کے گھرنک صحیح و سالم واپس پہنچا دیگا۔

عدۃ الداعی میں کئی معصوموں کی روایت سے منقول ہے کہ جس چیز کا ذخیرہ رکھنا منظور ہو اُس کو جمع کر کے سورۃ انا انزلنا فی لیلۃ القدر کا پڑھ دینا اُس کے محفوظ رہنے کا یقینی باعث ہوگا۔ نیز اسی کتاب میں مسطور ہے کہ جو شخص شب جمعہ کے پچھلے تہائی حصہ میں سورۃ انا انزلنا پندرہ بار پڑھے پھر جو جی چاہے وہ دعا مانگے وہ دعا قبول کی جائے گی۔

مصباح کفعمی میں لکھا ہے کہ جن جن چیزوں کو ذخیرہ رکھنا منظور ہو اُن پر سورۃ انا انزلنا کا پڑھنا حفاظت کا باعث ہوگا۔ اور جو شخص سورۃ القدر کو لکھ کر بانی سے دھو کر اُس کا پانی پی لیا خدائے تعالیٰ اُس کی آنکھوں میں روشنی زیادہ کریگا۔ اور اُس کے دل کا یقین بڑھا دے گا۔ اور اُسے عقل و دانائی عطا فرمائے گا۔ اور اگر وہ شخص جس کو بہت سے افکار و درپیش ہوں یا مریض ہو یا مسافر ہو یا قیدی ہو اور اس سورۃ کو پڑھے تو اُس کا مطلب حاصل ہو جائیگا اور اگر باغ یا کھیت پر یہ سورۃ پڑھی جائے۔ تو اُس میں بہت برکت ہوگی۔ اور اگر روغن گل پر پڑھے کر اُسے عورت کے دودھ میں ملا کر بلغم کا مریض اُس کو اپنی ناک میں چڑھائے تو حکیم خدا اُس کے مرض کو فائدہ ہوگا۔ اور اگر فولادی آئینہ پر خوب صیقل کی جائے پھر اُس آئینہ پر زعفران سے سورۃ قلم لکھی جائے اور وہ شخص جس کو لقوہ مار گیا ہو اُس آئینہ کو لیکر اندھیرے مکان میں چلا جائے اور بار بار اُس آئینہ پر نظر ڈالے تو وہ حکیم خدا اپنے مرض سے صحت پالے گا۔ اور اگر اس سورۃ کو کورے ٹھیکرے پر لکھ کر بارش کے پانی سے دھویا جائے اور اس میں تھوڑی سی شکر ملا دی جائے اور اُس شخص کو پلا دیا جائے جس کے کلیجہ میں درد ہوتا ہو تو حکیم خدا اُس کو آرام ہو جائیگا۔

نیز یہ بھی تحریر ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو زوال آفتاب کے وقت سو مرتبہ پڑھے لیکر وہ خواب میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا اور جو شخص ہر شب جمعہ اس کو سو مرتبہ پڑھتا رہے گا وہ کبھی منافق نہ ہوگا اور جس کو یہ منظور ہو کہ اُسے حج میسر آجائے تو اُسے چاہیے کہ ایک نیا کپڑا پہنے اور ایک پیالے میں پانی لیکر بتیس مرتبہ سورۃ انا انزلنا اُس پر پڑھے اور وہ پانی اُس کپڑے پر چھڑک دے۔ پھر چار رکعت نماز دو دو رکعت کر کے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد جس سورہ کو چاہے پڑھے اُس کے بعد خدائے تعالیٰ سے توفیق حج کا سوال کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ اسی سال حج میسر آجائے گا۔

کافی اور عین الحیاة میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کو ہر طرح کی بلاؤں اور بیماریوں سے محفوظ رہنا ہو تو اُسے لازم ہے کہ ایک نیا گھڑا لیکر (اُسے پاک کر کے) اُس میں تازہ پانی بھرے پھر اُس پر ہاتھ رکھ

کرتیں مرتبہ سورہ انا انزلتہ پڑھ دے پھر اسے علیحدہ رکھ دے۔ جب پانی پئے اُس میں سے پئے اور جب وضو کرے اُسی میں سے وضو کرے اور اُس کا پانی ختم ہونے سے پہلے پھر اُس میں پانی بھر دیا کرے تو ہر بلا و مرض سے محفوظ رہیگا۔

نیز عین الحیات میں منقول ہے کہ ایک شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ میری آٹھ بیٹیاں ہو چکی ہیں اور بیٹے کی ابھی صورت بھی نہیں دیکھی حضور دعا فرمائیں کہ خدائے تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے تو حضرت نے فرمایا کہ جب تو اپنی عورت سے ہمبستری کرنا چاہے تو اپنا دامن ہاتھ عورت کے ناف کے داہنی طرف رکھ کر سات مرتبہ سورہ انا انزلتہ پڑھو اُس کے بعد مباشرت کیجو اور جب حل ظاہر ہو جائے تو ہرات میں جب وہ کروٹ بد لے تو اس کی ناف کے داہنی طرف ہاتھ رکھ کر سات دفعہ سورہ انا انزلتہ پڑھے۔ وہ شخص بیان کرتا ہے میں نے اس حکم کی تعمیل کی تو خدائے تعالیٰ نے پے در پے سات بیٹے مجھے عطا فرمائے۔

نیز اُسی کتاب میں بسند معتبر ابی عمرو سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ فقر و فاقہ سے میری حالت بہت ہی پریشان ہو گئی تھی تو میں نے جناب امام محمد تقی علیہ السلام کی حضور میں عرض کیا اور اپنی حالت بتلائی تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو ہمیشہ سورہ انا ارسلنا نوحا الی قومہ پڑھا کر۔ میں ایک سال تک اس سورہ کو پڑھتا رہا اور کوئی اثر نہ پایا۔ دوبارہ میں نے حضرت کی خدمت میں پھر عرض کیا جس میں اپنی حالت بتلائی اور یہ بھی عرض کیا کہ سورہ نوح کے پڑھنے سے مجھے تو کوئی نفع نہیں پہنچا۔ تو حضرت نے مجھے تحریر فرمایا کہ تو نے اُسے ایک سال پڑھا بس یہی کافی ہے۔ اب سورہ انا انزلتہ پڑھا کر۔ میں نے اس حکم کی تعمیل شروع کی تو تھوڑے ہی دن میں ابن ابی داؤد نے میرا فرض بھی ادا کر دیا اور خود میرے لئے اور میرے اہل و عیال کے لئے تنخواہ بھی مقرر کر دی۔ پھر مجھے اپنا وکیل کر کے لہرہ بھیجا اور پانسو روپیہ میری تنخواہ مقرر کر دی۔ لہرہ سے میں نے جناب امام محمد علی النقی کی حضور میں عرض کیا کہ اور علی بن مہربار کے ہاتھ وہ عریضہ بھیجا اور اُس عریضہ میں یہ بھی عرض کیا کہ حضور کے والد ماجد کی خدمت میں اپنا حال یوں اور یوں عرض کیا تھا اور اُن حضرت نے یوں اور یوں ہدایت فرمائی تھی اور قدوی نے اُس حضرت کی تحریر کے بموجب ایسا اور ایسا عمل کیا تھا اور اب میرا حال بہت اچھا ہے۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور یہ ارشاد فرمائیں کہ اب میں سورہ انا انزلتہ کو نماز ہائے واجبی اور سنتی میں پڑھنا کافی سمجھوں یا علاوہ نماز کے بھی پڑھتا رہوں اور اگر علاوہ نماز کے پڑھنا لازم ہو تو روزانہ کس مقدار میں پڑھا کروں۔ حضرت نے اُس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ قرآن مجید کو مسلسل پڑھا کر نہ کسی چھوٹی سورت کا پڑھنا ترک کر نہ کسی بڑی سورت کا اور انا انزلتہ کا رات دن میں سو مرتبہ پڑھنا کافی ہوگا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ القدر کی تلاوت کرتا رہیگا قیامت کے دن وہ لوگ جن کو خدائے تعالیٰ نے خیر البزیر فرمایا ہے اُس کے رفیق اور صاحب ہوں گے۔ اور اگر لقیہ کا مریض نئے برتن میں اس سورہ کو لکھ کر اُس پر نظر ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو شفا عطا فرمایگا۔

نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو نماز عشاء کے بعد پندرہ مرتبہ پڑھے لیگا وہ تمام رات امان خدا میں رہیگا۔ اور جو شخص بہرات کو سات مرتبہ پڑھے لیا کرے وہ بھی صبح کے طلوع ہونے تک مامون و محفوظ رہیگا اور جو شخص سونے یا چاندی یا اور سامان پر جو ذخیرہ کے طور پر رکھا ہے پڑھے گا اُس میں خدا کے تعالیٰ برکت بھی دے گا اور اُس کو ہر ضرر سے محفوظ بھی رکھے گا۔ اور اگر اُس پانی پر جس سے غسل کرنا منظور ہو یہ سورۃ پڑھی جائے اور پھر اُس پانی سے غسل کیا جائے تو بحکم خدا غسل کرنے والے کو بہت نفع پہنچے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ البینہ (پارہ نمبر ۳)

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ کہ یکن الذین کفروا کی تلاوت کرتا رہے گا وہ قیامت کے دن حالتِ سفر اور حالتِ اقامت میں خیر البریہ کے ساتھ ہی ساتھ رہیگا۔

نیز اسی تفسیر میں بروایت ابو دردا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ سورۃ کہ یکن الذین کفروا میں کیا کیا ہے تو اپنے مال و متاع اور اہل و عیال کو چھوڑ دیتے اور اس سورۃ کو سیکھتے۔ اُس وقت بنی خزاعہ میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس کے پڑھنے کا ثواب کتنا ہے فرمایا منافق تو اس کو کبھی پڑھتا ہی نہیں اور نہ وہ بندہ پڑھتا ہے جس کے دل میں خدا کی طرف سے کچھ بھی شک ہو۔ اور ملائکہ مقربین اُس کو اُس وقت سے برابر پڑھتے رہتے ہیں جس وقت سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے اور وہ اس کے پڑھنے سے کبھی ٹھکتے ہی نہیں۔ اب جو بندہ رات کے وقت اس کو پڑھے لیگا خدا بتعالیٰ بہت سے فرشتوں کو مقرر فرماوے گا کہ وہ اُس کے دین و دنیا کی حفاظت کرتے رہیں اور اس کے لئے مغفرت و رحمت کی دعا مانگتے رہیں اور جو شخص دن میں اس کو پڑھے گا اُس کا ثواب اتنا ہوگا جتنی اُن چیزوں کی تعداد ہو سکتی ہے جن پر دن کی روشنی پڑے اور رات کی اندھیری چھا جائے۔

قیس عیلان کے قبیلے سے ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں اس حدیث میں کچھ تو اور بھی اضافہ فرمائیے۔ اُس وقت آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ سورۃ عمّ یتساءلون سیکھو اور سورۃ ق وَالْقُرْآنِ الْجَمِیدِ سیکھو اور سورۃ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ سیکھو اور سورۃ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ سیکھو اس لئے کہ اگر تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان سورتوں کی تلاوت میں کیا کچھ فوائد ہیں تو تم اپنے اور سب کاموں کو چھوڑ دو اور انکو سیکھو اور ان کے ذریعہ سے خدا کے حضور میں تقرب کے خواستگار رہو اور خدا بتعالیٰ بھی یقیناً ان کے ذریعہ سے ہر گناہ معاف کر دیگا سوائے اس بات کے کہ اس کی ذات کے ساتھ شرک کیا جائے۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ سورۃ تَبَارَکَ الَّذِیْ بَیْدَہِ الْمُلُکِ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لئے انتہا سے زیادہ کوشش کریگی اور اس کے سب گناہ معاف کر کے چھوڑے گی۔

علامہ ابن بابویہ القمی نے یہ روایت ابو بکر حضرمی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص سورہ لَئِنْ كُنَّ النَّيْنِ كَقُرْوَٰكُوتِ تَلَاوَتِ كَرْتَارِ سِیْ كَاوَه شَرِك سے بری ہوگا اور دین محمدی میں داخل کیا جائے گا۔ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اُس کو مومن اٹھائے گا۔ اور اُس کا حساب بہت ہی آسان لیا جائے گا۔

خواص القرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو پڑھتا رہے گا وہ قیامت کے دن خیر البریہ یعنی جناب امیر المؤمنین کا رفیق و مصاحب ہوگا۔ اور اگر اس سورہ کو نئے یرتن پر لکھ کر لقمہ کا مریض اپنی دونوں آنکھوں سے اُسے دیکھا کرے تو اُس کا مرض جاتا رہیگا۔

نیز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی منقول ہے کہ جو شخص سورہ البیتنہ کو بتلی چپاتی پر لکھ کر چور کو کھلائے تو لقمہ اُس کے گلے میں بھنس جائے گا اور وہ سب کے سامنے فضیحت ہو جائے گا۔ اور جو شخص چور کا نام لیکر کسی انگوٹھی پر اس سورہ کو پڑھے گا تو وہ انگوٹھی حرکت کرنے لگے گی۔

نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو لکھ کر یرقان والے کے گلے میں لٹکا دے تو اُس کا یرقان جاتا رہے گا اور جس شخص کی آنکھوں میں سفیدی پڑ گئی ہو یا بدن پر سفید داغ ہوں (برص) اُس کی آنکھ پر اس سورہ کا باندھنا اور سفید داغوں پر اس سورہ کا باندھنا اور اس سورہ کو لکھ کر اور پانی سے دھو دھو کر اس کا پانی پلانا حکیم خدا ان سفیدیوں کے دور ہونے کا باعث ہوگا۔ اور اگر حاملہ عورت کو اس سورہ کا پانی پلایا جائے تو اُس کو کئی طرح کا نفع پہنچے گا۔ ازاں جملہ یہ کہ کوئی کھانا اُس کو ناگوار یا دمرزہ نہیں معلوم ہوگا اور ولادت کا مرحلہ اس پر آسان ہو جائیگا۔ اور ہر قسم کے ورم پر اس سورہ کا لکھ دینا بقدرت خدا اُس ورم کو دور کر دے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ الزلزال (پارہ نمبر ۳)

بسنہ معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے رنج و غم کو سورہ - رَا ذَا زَلْزَلَتِ الْاَرْضُ زَلْزَالَهَا کے پڑھنے سے دور کرو۔

نیز فرمایا جو شخص کہ نماز پڑھے سنتی میں اس سورہ کو بہت پڑھے پروردگار عالم ہرگز اس کو زلزلہ اور بجلی اور بڑی مصیبتوں میں مبتلا نہ کرے گا۔ اور نہ اس کو ان مصیبتوں میں مارے گا نیز فرمایا جو شخص اس سورہ کو پڑھیگا جب اسکا مرنے کا وقت قریب ہوگا تو ایک فرشتہ بزرگ اللہ کی طرف سے اس کے پاس آئیگا اور اس کے سر ہانے بیٹھ کر ملک الموت سے کہے گا کہ اس بندہ خدا کے ساتھ ہر پانی سے پیش آنا اس لئے کہ یہ بندہ خدا سورہ اِذَا زَلْزَلَتِ الْاَرْضُ زَلْزَالَهَا کو بہت پڑھتا تھا۔

اور یہ سورہ بھی اس کی سفارش کرے گا۔ چنانچہ ملک الموت فرمائیں گے کہ مجھے خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں اس کی باتوں کو مانوں اور اطاعت کروں اور جب تک مجھ کو حکم نہ ہوگا میں اس کی قبض روح نہ کروں گا۔ پس فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اس کی آنکھ سے ایک پردہ اٹھاتا ہے اور وہ بندہ مومن اپنی جگہ کو بہشتِ غنیمت



میں دیکھ لیتا ہے اور اس کے دیکھ لینے کے بعد حکم ہوتا ہے کہ اُس کی قبض رُوح کی جائے۔ چنانچہ ملک الموت نہایت نرمی سے اُس کی رُوح کو قبض کرتے ہیں۔ اور ستر ہزار ملائکہ اس کی رُوح کی مشالعت کرتے ہیں اور جلدی اُس کو جنت میں پہنچاتے ہیں۔

اور امام رضا علیہ السلام سے بسند معتبر منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس سورۃ کو چار مرتبہ پڑھا تو گویا اُس نے تمام قرآن شریف کو پڑھا۔

## فضائل و خواص سورۃ العنکبوت (پارہ نمبر ۳)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کی مداومت کرے گا وہ جناب امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے ساتھ محشور ہوگا اور جنت میں اُن حضرت کے رفقاء میں سے ہوگا۔ اور جو شخص ہر علی کے نام کے عدد کے مطابق اس سورۃ کو پڑھے تو ایسی جگہ سے اُس کو روزی پہنچے گی کہ گمان بھی نہ ہوگا اور جو اسکو کثرت سے پڑھے اس کا قرض ادا ہو جائیگا اور شر مخلوق سے محفوظ رہے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ القارعة (پارہ نمبر ۳)

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ جو شخص سورۃ القارعة کو بہت پڑھے پروردگارِ عالم اس کو قیامت کے دن فتنہ و مجال اور حرارتِ آتشِ جہنم سے امان بخشنے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ التکاثر (پارہ نمبر ۳)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ التکاثر کو نماز واجب میں تلاوت کرے پروردگارِ عالم ستوشہیدوں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا اور جو نماز نافلہ میں پڑھے خداوندِ عالم سچا شہیدوں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں تحریر کرے اور نماز واجب میں چالیس صفیں ملائکہ کی اس کے ساتھ نماز ادا کریں۔ اور بسند معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس سورۃ کو سوتے وقت پڑھے خداوندِ عالم اُس کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے۔

## فضائل و خواص سورۃ العصر (پارہ نمبر ۳)

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ العصر کو نماز ہائے نافلہ میں پڑھے۔ پروردگارِ عالم اس کو بروزِ قیامت شاد و خرم مسکراتا ہوا اور چہرہ نورانی و چشم روشن کے ساتھ مبعوث کرے گا۔ اور اس کو داخل جنت کرے گا۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ (پارہ نمبر ۳)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ وِیلِ الْکَلِّ ہمزۃ کو نماز ہائے واجبہ میں پڑھے خداوندِ عالم اُسکے فقر و فاقہ کو دور کرے اور روزی اس کی فراخ کرے اور اس کو بڑی موت سے محفوظ رکھے۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الْفَيْلِ (پارہ نمبر ۳)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص نماز ہائے واجبہ میں الہِ تَزْکِیْفِ کو پڑھے تو بروز قیامت تمام جنگل اور پہاڑ اور ذرات اُس کے نماز گزار ہونے کی شہادت دیں گے اور پروردگارِ عالم ندادے گا کہ تم نے سچ کہا اور تمہاری شہادت کو میں نے قبول کیا۔ اے ملائکہ اس شخص کو بغیر حساب داخل بہشت کرو۔ اس لئے کہ میں اس کو اور اس کے عمل کو دوست رکھتا ہوں۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الْاِيْلَافِ (پارہ نمبر ۳)

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو بیت پڑھے۔ پروردگارِ عالم اس کو جب قیامت کے روز اٹھائے تو وہ جنت کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑے پر سوار ہوگا یہاں تک کہ وہ اس کو فرشِ نور پر لے جا کر پہنچا دے اور وہ فرشِ نور پر بیٹھے۔ نیز درمیان علماء کرام مشہور ہے۔ کہ سورۃ الفیل اور سورۃ لایلف کو نماز واجب میں بلا کر پڑھنا چاہیے علیہ و علیہ ان سورتوں کو نہیں پڑھ سکتے اور یہی حکم سورۃ والضحیٰ اور الہ نشرح کا ہے۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ (پارہ نمبر ۳)

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص نماز ہائے واجبہ اور نافلہ میں سورۃ اَرَاٰیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالذِّیْنِ کو پڑھے تو وہ اس گروہ سے ہوگا کہ پروردگارِ عالم نے ان کے نماز اور روزہ کو قبول فرمایا ہو۔ اور اس سورۃ کے پڑھنے والے سے بروز قیامت اعمالِ دُنیا کا حساب نہ کیا جائیگا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورۃ مَاعُوْنِ کو اکتالیس مرتبہ پڑھے وہ اور اس کی اولاد محتاج نہ رہیگی۔ شروع کرنے سے پہلے دس مرتبہ درود پڑھنا چاہیے۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الْکُوْثُرِ (پارہ نمبر ۳)

جناب امام جعفر بن محمد صلوات اللہ علیہا سے منقول ہے کہ جو شخص اِنَّا اَعْطٰیْکَ الْکُوْثُرَ کو نماز ہائے واجبہ میں اور نافلہ میں بہت پڑھے خداوندِ عالم اس کو بروز قیامت حوضِ کوثر سے سیراب کرے اور اس کو

زیر سایہ و رخت طوبی جو ارجناب رسولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جگہ دے۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ الْحَدِّ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

(پارہ نمبر ۳)

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کو نماز ہائے فریضہ میں پڑھے پروردگار عالم اس کے مال باپ کو اور اس کو اور اس کے فرزند اور بیوی کو بخش دے اور اگر وہ شقی ہو تو پروردگار عالم اس کے نام کو فہرست اشقیاء سے نکال کر محو کر دے اور نیکیوں کی فہرست میں اس کے نام کو تحریر فرمائے اور اس کو زندگانی دنیا میں سعادتمند کرے اور وہ شہید مرم سے اور شہید مبعوث ہو۔ بسند صحیح امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورہ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ چوتھائی قرآن اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تہائی قرآن ہے۔

بسند معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سوتے وقت ان دونوں سورتوں یعنی قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کو پڑھے پروردگار عالم شرک سے بیزاری کو اسکے واسطے لکھے۔ نیز جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بسند معتبر منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں نماز ادا کی اور ہم نے حضرت کی اقتداء کی۔ تو حضرت نے رکعت اول میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھی اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے تمہارے واسطے تہائی اور چوتھائی قرآن پڑھا۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ النَّصْرِ (پارہ نمبر ۳)

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص نماز فریضہ اور نافلہ میں سورہ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ كَوْنًا پڑھے خداوند عالم اس کو تمام دشمنوں پر فتح دے اور جب قبر سے باہر نکلیگا تو اس کے ہاتھ میں ایک امان نامہ ہوگا جو صراطِ حق پر جہنم کی آواز اور آتشِ جہنم سے حفاظت کے لئے ہوگا اور وہ شخص جب گزرے گا تو ہر چیز اس کو بشارت نیکی دیگی یہاں تک کہ وہ داخلِ بہشت ہو۔ نیز اس کے واسطے پروردگار عالم دنیا میں اس قدر اسبابِ خیر و برکت کھولے گا کہ جن کا احاطہ نہیں ہو سکتا اور وہ دل میں بھی نہیں سماسکتے اور خداوند عالم اس کو وہ چیزیں عطا کریگا جن کی وہ آرزو بھی نہ رکھتا ہوگا۔

## فضائل و خواص سُوْرَةُ تَبَّتْ (پارہ نمبر ۳)

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص سورہ تَبَّتْ یَدِیْ اِیُّیْ لَہَبٍ کو پڑھے تو تم لعنت اور نفرین بھیجاؤ لوہب پر اس لئے کہ یہ بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرنے والوں

میں سے ایک تھا:

## فضائل و خواص سورہ توحید (پارہ نمبر ۳)

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ قل هو اللہ احد کو ایک مرتبہ پڑھے۔ پروردگار عالم اس پر برکت نازل فرماتا ہے اور جو دو مرتبہ پڑھے تو حق تعالیٰ اس پر اور اس کے اہل پر برکت نازل فرماتا ہے اور جو تین مرتبہ پڑھے تو اس پر اور اس کے اہل پر اور اس کے ہمسایوں پر برکت نازل فرماتا ہے اور جو بارہ مرتبہ پڑھے تو خدائے تعالیٰ اس کے واسطے پینت میں بارہ قہر بنا کرتا ہے اور ملائکہ آپس میں کہتے ہیں کہ آؤ ہم اپنے بھائی کے محلوں اور قصروں میں چلیں۔

اور جو شخص اس سورہ کو سو مرتبہ پڑھتا ہے خداوند عالم اس کے پچیس سال کے گناہ معاف فرماتا ہے اور اس کی بخشش فرماتا ہے بغیر کسی خون ناحق اور لوگوں کے مال کے اور جو شخص چار سو مرتبہ پڑھے تو خداوند عالم اس کو چار سو شہیدوں کا اجر عطا فرماتا ہے اور ایسے شہداء کہ ان کے گھوڑے پے کر دئے گئے ہوں اور ان کو قتل کر دیا گیا ہو۔ اور جو شخص ایک ہزار مرتبہ اس سورہ کو ایک دن و رات میں پڑھے تو وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک وہ اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لے یا کوئی دوسرا آدمی اس کی جگہ کو جنت میں نہ دیکھ لے۔ نیز انہیں حضرت سے (جعفر صادق) سے منقول ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن معاذ لے جنازے پر نماز پڑھی تو فرمایا کہ ستر ہزار ملائکہ نے اس کے جنازہ پر نماز پڑھی ہے جن میں سے کہ ان کے درمیان جبریل امین بھی تھے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس ثواب کا مستحق ہوا۔ تو جبریل نے فرمایا کہ یہ شخص بیٹھتے اٹھتے سوار و پیادہ جلتے ہوئے قل هو اللہ احد پڑھا کرتا تھا۔ نیز اسے معتبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سوتے وقت سو مرتبہ قل هو اللہ احد پڑھے خلاق عالم اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرماتا ہے۔

نیز امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سورہ قل هو اللہ احد کے پڑھنے کی وجہ سے تم اپنے آپ کو محفوظ کرو۔ لوگوں کے بت و فساد سے اور اس سورہ کو اپنے دائیں بائیں آگے پیچھے بالائے سر اور جانب یا پڑھا کرو تو محفوظ رہو گے شر و فساد سے۔

نیز فرمایا کہ اگر کوئی حاکم جابر کے سامنے جائے تو جب اس پر نظر پڑے تو تین مرتبہ اس سورہ کو پڑھے اس طرح پر کہ جب ایک مرتبہ پڑھے تو بائیں ہاتھ کی انگلی کو بند کرے۔ اسی طرح دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ جب تینوں مرتبہ پڑھنے پر تین انگلیاں بند ہو جائیں تو انگلیاں بند کئے ہوئے ہی اس کے سامنے سے واپس آجائے۔ پروردگار عالم اس حاکم جابر کو اس پر نرم اور مہربان کر دے گا۔

نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص پانچ وقتی نمازیں سے کسی میں بھی سورہ قل هو اللہ احد

پڑھے تو خداوندِ عالم اس شخص سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ اے شخص تو نماز گزاروں میں سے نہیں ہے۔  
 نیز صادق آل محمد سے منقول ہے کہ جو شخص ایک ہفتہ تک قل ھو اللہ نہ پڑھے اور وہ ہفتہ ختم ہو جائے اور وہ  
 شخص اسی ہفتہ میں مر جائے تو وہ ابوہب کی موت مرے گا۔

نیز سند صحیح جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سورہ قل ھو اللہ آحد کو نماز صبح  
 کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھے اس روز اس پر کوئی گناہ لازم نہ ہوگا شیطان چاہے جتنی ناک رگڑے یعنی کوشش کرے۔  
 نیز جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سوتے وقت قل ھو  
 اللہ آحد کو پڑھے پروردگارِ عالم پچاس ہزار موکل اسپر معین فرماتا ہے کہ وہ اس رات کو اس کی حفاظت کریں۔  
 امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص سوتے وقت گیارہ مرتبہ سورہ قل ھو اللہ آحد  
 پڑھے۔ خداوندِ عالم اس کے اور اس کے ہمسایوں کے گھروں کی حفاظت فرماتا ہے۔

اور جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و  
 سلم نے کہ جو شخص سوتے وقت سورہ قل ھو اللہ آحد کو پڑھے تو پروردگارِ عالم اس کے پچاس سالہ  
 گناہ معاف فرماتا ہے۔

نیز فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جو شخص ایک مرتبہ سورہ قل ھو اللہ آحد کو پڑھتا ہے۔ تو  
 ایسا ہے کہ گویا کہ اس نے ایک تہائی قرآن اور ایک تہائی تورات اور ایک تہائی انجیل اور ایک تہائی زبور پڑھی۔  
 اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پروردگارِ عالم نے بخار کو باغ فدک کے عوض میں تابع حکم  
 جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا فرمایا ہے اور بخار ان حضرت کے حکم کے تابع ہے پس جو شخص کہ جناب فاطمہ زہرا  
 صلوٰۃ اللہ علیہا اور ان کے دونوں فرزند ان (حسن و حسین) کو دوست رکھتا ہو اور اسکو بخار آجلے اور وہ ہزار  
 مرتبہ سورہ قل ھو اللہ آحد کو پڑھے اور بحق فاطمہ زہرا کے لئے سوال کرے تو پروردگارِ عالم بخار کو نازل  
 فرمادے گا۔

نیز امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی کو مرض صراع  
 یا اس کے علاوہ کوئی اور مرض عارض ہو اپنے دونوں ہاتھ کھول کر سورہ فاتحہ یعنی الحمد اور سورہ قل ھو اللہ آحد  
 اور قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق پڑھے اور پھر ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر ملے تو پروردگار  
 عالم اس اتار کو اس سے دور فرمائے گا۔

## فضائل و خواص سورۃ المعوذتین (پارہ نمبر ۳)

نوٹ :- واضح ہو کہ سورہ قل اعوذ برب الناس اور سورہ قل اعوذ برب الفلق دونوں کو ملا کر  
 معوذتین کہتے ہیں

بسنہ معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سبب نزول معوذتین یہ ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخار ہوا اور جناب جبرئیل امین نے ان دونوں سورتوں کا تعویذ بنا کر آنحضرت کے واسطے لائے۔

بسنہ معتبر صابر سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام امامت فرما رہے تھے اور ہم اقتدا کر رہے تھے اپنے شام کی نماز میں معوذتین پڑھیں اور بعد فراغت نماز فرمایا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کی ہیں۔

نیز امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو کوئی بچنے اور طفولیت میں عہد یا پابندی کرے اور ہر شب قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق پڑھے اور ایک سورہ کو تین مرتبہ پڑھے اور سورہ قل ہو اللہ احد کو سو بار یا سچاٹس بار پڑھے تو پروردگار عالم اس سے امراض و عوارض اطفال کو اور دیوانگی کو دور کرے اور استسقاء و نساہ و معده و غلبہ خون کو بڑھا پے تک جب تک وہ ان سورتوں کو پڑھتا رہے گا اور کھینکے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص نماز وتر میں ان دونوں سورتوں کو اور سورہ قل ہو اللہ احد کو پڑھے تو پروردگار عالم اس کو خطاب فرماتا ہے کہ اے میرے بندہ تجھ کو بشارت ہو کہ میں نے تیری نماز وتر کو قبول فرمایا۔

اور بسنہ معتبر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو کوئی نماز جمعہ کے بعد سورہ حمدا ایک مرتبہ اور ایک مرتبہ قل اعوذ برب الفلق اور ایک مرتبہ قل اعوذ برب الناس اور سات مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور آیتہ الکرسی اور سورہ برات کی آخری آیتیں بقدر جاء کمر رسول من انفسک الی آخرہ پڑھے اور ہر ایک کو ایک مرتبہ پڑھے تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔

نیز معمر ابن خلاد سے منقول ہے کہ میں خدمت امام رضا علیہ السلام میں موجود تھا اور سفر خراسان میں آنحضرت کا دیکھیں خرچ تھا ایک روز آپ نے فرمایا کہ معمر عالیہ کو درست کرو چنانچہ میں نے عالیہ کو درست کیا اور اس کو شیشہ میں رکھ دیا حضرت کو بہت پسند آیا فرمایا کہ اے معمر نظر کا لگنا یعنی (نظر باریا) حق ہے چنانچہ نظر کی تاثیر کو دفع کرنے کے لئے ایک کاغذ پر حمد اور قل ہو اللہ احد اور معوذتین کو لکھ کر غلاف شیشہ میں رکھ دو۔

نیز امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تاثیر چشم (یعنی نظر لگنا) حق ہے اور ایسا بھی ممکن ہے کہ خود تیری نظر تجھ کو یا دوسرے کو لگ جائے پس اگر نظر بد سے اندیشہ ہو تو تین مرتبہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے اور اگر تم میں سے کوئی اپنی زینت کرے اور خوبصورت معلوم ہو جب وہ اپنے گھر سے نکلے تو چاہیے کہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھے تاکہ نظر بد سے محفوظ رہے۔ نیز امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو خواب میں ڈرتا ہو اس کو چاہیے کہ سوتے وقت قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور آیتہ الکرسی پڑھا کرے (خبر مستند)

قرآن - تفسیر - اصول  
قرآن - فضائل

عنوان

# اعلان واجب الادعان

مفتاح القرآن یعنی دینیاً چہا مقبول ترجمہ بھی مثل قرآن مجید مترجم  
المعروف بہ مقبول ترجمہ و حواشی و ضمیمہ جات وغیرہ کے حسب منشاء

ایکٹ ۲۵ ۱۸۶۷ء داخل فہرست رجسٹری کر لئے گئے ہیں۔ بنا برآں جسد  
حضرات تاجران کتب و اہل مطابع کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ بلا اجازت  
اس کے کسی جزو کو طبع کرنے کا قصد نہ فرماویں۔ ہاں جس قدر جلدیں مطلوب  
ہوں مینجر مقبول پریس (دہلوی) سے طلب فرماویں۔

مینجر مقبول پریس (دہلوی) دیپانند درو  
کرشن نگر۔ لاہور

# حکمت قابل قدر مذہبی خواہرز

**مقبول ترجمہ**۔ یعنی قرآن مجید ترجمہ عالیجناب مستطاب مولانا مولوی حکیم حاجی سید مقبول احمد صاحب دہلوی اعلیٰ اللہ مقابلاً جو صد دراز سے نایاب کتاب اب پانچویں مرتبہ برککش اور خوش نما ڈیزائن اعلیٰ کتابت و طباعت کاغذ و صحت الفاظی کے خاص اہتمام کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اس ترجمہ کی خصوصیات سے کون واقف نہیں جس کی دو مجتہدین عظام نے حرف بحرف سن کر تصدیق فرمائی ہے۔ اس بہدش مجتہدین عظام کی توثیق ہے۔ اس میں لفظی ترجمہ کی رعایت کے ساتھ ساتھ معنیوں و مطالب کو نہایت فصاحت و بلاغت اور با محاورہ صحیح صحیح معنیوں میں ادا کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مخصوص تفسیر اہل بیت علیہم السلام کی خصوصیت کے ساتھ پوری مراعات اور ان حضرات بابرکات کے آیات فضائل و مناقب کی حواشی مفیدہ میں بسبب شرح کی گئی ہے۔ یہی لطائف و خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے اس ترجمہ کو مقبول عام کا شرف حاصل ہے۔ اس مبارک ترجمہ کی نسبت کسی اور سرائی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی خوبی اور خوش اسلوبی مشہور ہے۔ اگر آپ اس پر آشوب زمانہ میں اصل اسلام کی اصلی اور سچی تصویر دیکھنا چاہتے ہیں اور یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ خدا ایک قرآن مجید ایک اور رسول خدا ایک تو پھر اسلام میں حضرت رسول خدا کے بعد بترتر فرمے کیوں بن گئے۔ تو اس کلام پاک تلاوت، اس کے ترجمہ حواشی اور ضخیم و مفید متنحاح القرآن یعنی دیباچہ مقبول ترجمہ کے ساتھ فرما کر اسکے مطالب مفید سے منتفع ہو اور اپنے قلب کی نورانیت بڑھاویں۔ جلد آئندہ نو دیکر طلب فرماویں۔ قیمت خاص حاشیہ جلد ۱۲ روپے قیمت خاص بغیر حاشیہ جلد ۱۲ روپے۔ قیمت خاص جلد سفید ۱۲ روپے۔ مقبول ترجمہ قسم عام حاشیہ جلد ۱۲ روپے۔ علاوہ محصولات کے ہے۔

**شوق المسلمین**۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی مکمل دستند مولانا محمد علی یوم ولادت سے شہادت تک کے سبب واقعات۔ قیمت ۱۰ روپے۔ **حیرت انگیز گستاخ**۔ مقبول ترجمہ۔ پاکٹ سائز۔ لکھنؤ چھاپائی اور کاغذ بنائی۔ قیمت ۳ روپے۔ **نور سمرخ**۔ پاکٹ سائز۔ لکھنؤ چھاپائی۔ قیمت ۳ روپے۔ **اشک فاقم**۔ قیمت صرف ۴ روپے۔ **سوا محمدی امیر مختار**۔ قیمت صرف ۳ روپے۔ **سفیر السکا**۔ قیمت ۸ روپے۔ **قلزم فاقم جدید**۔ قیمت صرف ۴ روپے۔ **الصلوة مع خلاص المسائل**۔ قیمت صرف ۸ روپے۔ رسالہ مختصر الاحکام مطابق فتویٰ حضرت مستطاب حجت الاسلام والاسلام آیتہ اللہ آقای الحاج سید آقا حسین صاحب قبلہ بروجوی قیمت ۴ روپے۔

## منہ مقبول پر نہیں (دہلوی)

دہلی میں مولانا محمد علی دہلوی نے

(ایڈیٹر مقبول) مولانا محمد علی دہلوی نے اس عمل پر اپنی لاہور سے چھپا کر دیا تو رد و ذکر سن کر انہوں نے اسے شائع کیا۔



وَلَقَدْ كَتَبْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مَدَّ كُرٍ  
 اور ہم نے نصیحت حاصل کر سکتے تھے اس قرآن کو ضرور سامان کیا ہر جس کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہے؟

# مفتاح القرآن

المعروف بجا  
 ۹۶  
 دیباچہ مقبول ترجمہ

بملاحظہ عالیجناب عالی القاب افضل الفقہاء عہدہ الطمانہ و شریعتدار حضرت مولانا  
 ومفتی مولوی بیپل کب حسین صاحب قلمیہ العصر لکھنؤ و ظالہ عالی

مترجمہ مولانا و مترجمہ

عالیجناب فضائل آداب عیسیٰ فیوض ربانی و دقیقہ شناس رموز قرآنی نکتہ سنج حقائق  
 قرآنی منکلم و مناظر لانا فی حضرت مولانا مولوی حلیم حاجی سید مقبول احمد

قبلہ (دہلوی) آغٹے اقدہ مقاماً

بملاحظہ عالیجناب عالی القاب افضل الفقہاء عہدہ الطمانہ و شریعتدار حضرت مولانا  
 ومفتی مولوی بیپل کب حسین صاحب قلمیہ العصر لکھنؤ و ظالہ عالی